سلسلہ رسالہ

اَوْشحۃ الجید

مؤلفہٗ

محقق علمی محدث لوذعی جناب مولانا ابو الخیر محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی

حسب فرمائش

جامع اخلاق صوری و معنوی منشی محمد ظہور احسن صاحب نیموی

باہتمام

خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک و مہتمم قومی پریس چھاپا گیا

سنہ ۱۸۹۱ء

قومی پریس لکھنؤ میں چھپا

تعداد طبع اول بارہ سو جلد ۱۲۰۰

قیمت فی جلد ۴ر

اعلان حضرات ناظرین ٹائٹل پیج صفحہ ۲ کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں اور یہ رسالہ اپنے احباب کو بھی ضرور دکھائیں

تکملہ

صفحہ ۲۶ - سطر ۱۸ - یعنی جو - دیکھو اس ترک تقلید نے یہ گل کھلایا کہ مولف رہبر اسلام اور مولف تنبیہ المعتدین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص عربی زبان نہیں جانتا قرآن کے مطالب سمجھ نہیں سکتا اوسپر فرض ہے کہ نماز مین قرآن کا ترجمہ پڑھا کرے نہیں تو نماز نہیں ہوتی اور سب سے حیرت انگیز تو یہ واقعہ ہے کہ مولوی عبد الله بانگہ مار و سورتی نے جنکو حدیث مین بہت دعویٰ ہے جسارت بے رنگون مین حلت متعہ کا فتویٰ دیدیا ہے - اب کیا ہے بہار ہے - ایک عامل بالحدیث مولوی کا فتویٰ ہو ہی چکا متعہ کیجیے مزے اوڑائیے - اگر کوئی سُنّی نام رکھے مفتی صاحب کا فتویٰ پیش کردیجیے - اگر اس سے بھی بڑھکر سند درکار ہو امام شافعی رح کے استاد الاستاد ابن جریج فقیہ مکہ کی سند دیدیجیے - میزان الاعتدال مین علامہ ذہبی نے بعد توثیق صاف لکھدیا ہے کہ وہ حلت متعہ کے قائل تھے تخمیناً نوّے یا ستر عورتون سے نکاح متعہ کیا تھا - اسی طرح بیسیون مسئلے ہین جو باتفاق جمہور اہل سنت ناجائز ہین مگر کوئی نہ کوئی عالم اباحت کا قائل ہی ہے - جب مطلق العنانی ہے تو جس کا قول اپنے مطلب کے موافق پائیے لے لیجیے متعہ کیجیے - جیسے دہان مستور مین سود لیجیے - مال تجارت مین زکوۃ نہ دیجیے - ربائب یعنی بی بی کی وہ بیٹیان جو دوسرے شوہر سے ہون اگر اپنی گود مین اونہین پالا نہ ہو تو اونسے نکاح پڑھا لیجیے - اور کوئی سند آئے تو حتی الوسع مجتہدین جائیے نہیں تو کہدیجیے کہ اس مسئلے مین فلان امام یا عالم کی تقلید کی ہے - اگر انصاف سے دیکھو تو یہ سب اختلافات ابھی ترک تقلید شخصی کے ثمرات ہین - جناب مولوی محمد حسین صاحب لاہوری نے یہ حالت دیکھکر کہ آزادی کی وجہ سے لوگ اب حد سے باہر نکلنے لگے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۱ مطبوعہ ۱۸۸۸ء مین اپنی یہ تحریر شائع کی ہے کہ پچیس برس کے تجربے سے ہمکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہین وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہین کفر و ارتداد و فسق کے اسباب دنیا مین اور بھی بکثرت موجود ہین مگر دینداروں کے بیدین ہو جانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے گروہ اہل حدیث مین جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہین وہ ان نتائج سے ڈرین اس گروہ کے عوام آزاد و خود مختار ہوتے جاتے ہین اور یہ امر اس فرقے کی مذہبی ترقی کے لیے سخت مضرت رسان اور سد راہ ہے انتہی ملخصاً دیکھو فتنہ و فساد کے خیال سے یہ تحریر آواز بلند لوگون کو ترک مطلق تقلید سے روک رہی ہے مگر ابھی ایک آنچ کی کسر باقی ہے بجز تقلید شخصی مطلق تقلید سے رفع اختلافات کثیرہ و دفع فتنہ و فساد معلوم کیونکہ یہ سب ترک تقلید شخصی کے شگوفے چھوٹے ہوئے ہین -

صفحہ ۴۸ - سطر ۹ - خیر یار زندہ صحبت باقی - مگر سرِ دست جناب امام کے دو ایک اصول جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہین لکھے جاتے ہین جن سے بیسیون اختلافی مسئلے دم بھر مین چُک جاتے ہین وہ یہ کہ قرآن کی ہر آیت متواتر ہے یقیناً آنحضرت صلے الله علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہی الفاظ صادر ہوئے ہین - اور جتنی حدیثین غیر متواتر ہین سب ظنی ہین راویون کی بھول چوک اور نقل بالمعنی اور انقطاع سند وغیرہ کا احتمال لگا رہتا ہے - پس اگر کسی مسئلے مین قرآن پاک سے حکم عام ثابت ہوگا تو جب تک کوئی مخصص متواتر نہو عموم قرآن پر عمل کرنا واجب ہوگا - ایسی حدیث جو حد تواتر کو نہیں پہونچی اور جسکی صحت محض ظنی ہے اوس سے عموم قرآن کی تخصیص جائز نہیں کیونکہ تخصیص نسخ عموم ہے - اور ناسخ کو کم سے کم منسوخ کا ہم پلہ ہونا چاہیے پس جس طرح حدیث ضعیف حدیث صحیح کی ناسخ نہیں ہو سکتی اسی طرح ظنیات سے قطعیات منسوخ نہیں ہو سکتے غرضکہ جناب امام کا خیال یہ ہے کہ غیر متواتر حدیثین جو خدا جانے نفس الامر مین صحیح ہین یا غلط قرآن پاک کے خلاف ہرگز قابل استناد نہ ہونگی - چونکہ جمہور محدثین جز احاد سے عموم قرآن کی تخصیص جائز جانتے ہین بیسیون مسائل مین جناب امام سے اختلافات پیدا ہوگئے - وہ شخص جسکو طرفین مین سے کسی کی پچ نہ ہوگی وہ اس اصولی اختلاف مین انصافانہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ کسکی رائے احسن ہے -

اعلان

طبع ثانی مین یہ مضامین جو بعنوان تکملہ لکھے گئے ہین حسب نشان صفحہ و سطر داخل رسالہ کردیے جائین -

المشتہر مولف عفی عنہ

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

الحمد للہ والمنۃ کہ این کتاب بے مثیل و جدید و رسالہ ہذا با تحقیق و تنقید اعنی

اوشحۃ الجید
فی
اثبات التقلید

مؤلفہ محقق یلمعی محدث لوذعی علامہ زمن جناب مولانا محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی

در مطبع قومی پریس واقع شہر لکھنؤ مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل من ایاتہ الکریمۃ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وامر باطاعتہ واطاعۃ الرسول واولی الامر ولکن اکثر الناس لا یعلمون والصلوۃ علی عبدہ ورسولہ محمد الذی جاء بالدین القیم الی العرب والعجم والذی قال ید اللہ علی الجماعۃ وعلیکم بالعامۃ واتبعوا السواد الاعظم والسلام علی آلہ واصحابہ المھتدین والائمۃ المجتھدین ومتبعیہم باحسان الی یوم الدین

اما بعد امیدوار مغفرت پروردگار ہادی محمد ظہیر احسن نیموی عظیم آبادی ابن واصل بارگاہ لم یزلی جناب شیخ سبحان علی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی یہ مختصر رسالہ ہدایت مقالہ نئے رنگ و ڈھنگ کا جسمین اور فوائد جزیلہ کے علاوہ حضرات ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم کی تقلید کا نہایت ہی صاف صاف بیان ہے اور جسکے دیکھنے سے آنکھون مین نور اور پڑھنے سے دل مین سرور آجاتا ہے طالبین حق کی خدمت مین پیش کرتا ہے اور اسکا نام نامی اوشحۃ الجید فی اثبات التقلید رکھتا ہے اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم ٥

[illegible] ۱۲ ... سنہ ۱۳۰۲

انشعاب ملت محمدیہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

بمعجوائے آیۂ کریمہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ یہ امر اظہر من الشمس ہے
کہ ہم لوگ اللہ تعالےٰ جل شانہ کی عبادت کے لیے پیدا کیے گئے ہین۔ جتنے انبیا ہوئے
وہ اسی امر کے واسطے مبعوث ہوئے کہ لوگون کو شرک سے بچائین اور پروردگار عالم
کی عبادت کی تعلیم کرین۔ جناب احکم الحاکمین نے جو حضرات انبیا علیہم السلام کے اتباع
کا حکم دیا ہے تو اسی واسطے کہ اونکے ذریعے سے بندہ ناچیز شریعت غرا کی معرفت پیدا
کرین اور احکام الٰہی بجا لائین۔ ہمارے نبی کریم عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيمُ جب مبعوث
ہوئے لوگون کو ہدایت کرنے لگے شرک سے بچانے لگے۔ احکام خداوندی بتانے لگے
جو لوگ آپکے سامنے مشرف باسلام ہوئے اونکو جو کچھ پوچھنا ہوتا آپسے دریافت کر لیتے
اور اگر آپکی زیارت باسعادت نصیب نہوتی تو وہ یہ سمجھکر کہ آپکے صحابہ رضوان اللہ
علیہم نے آپکی صحبت بابرکت اوٹھائی ہے یہ لوگ شریعت محمدیہ و طریقۂ احمدیہ سے
خوب واقف ہین اون لوگون مین سے جس سے پوچھنے کا موقع ملتا مسئلے پوچھ لیتے
صحابہ رضی اللہ عنہم بعض تو آپ ہی کے زمانے مین اور اکثر آپکے وصال کے
بعد بلاد متفرقہ مین تشریف لے گئے۔ جو جہان پونہچا وہان کا مقتدا بنا۔ اسیطرح جلیل القدر
تابعی بھی اپنے اپنے ناحیے کے امام بنے۔ سنہ ۸۰ھ مین ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان
بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کوفے مین اور سنہ ۹۵ھ مین امام مالک علیہ الرحمۃ مدینۂ
طیبہ مین پیدا ہوئے۔ کوفیون نے امام اعظم کو اپنا امام بنایا اور حجازیون نے امام مالک کو
اپنا پیشوا و مقتدا ٹھرایا سنہ ۱۵۰ھ مین بمقام غزہ امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت باسعادت
ہوئی آخر یہ بھی درجۂ اجتہاد کو پونہچگئے اور انکے بھی سیکڑون مقلد ہوگئے۔ سنہ ۱۶۴ھ مین
امام احمد حنبل نے بغداد مین ساحت عدم سے عالم وجود مین قدم رکھا یہ بھی بہت
بڑے محدث اور مجتہد ہوئے بہت سے لوگ انکے بھی مقلد ہوگئے۔ ان چارون

ائمہ دین کے زمانے مین بلکہ اِنکے بعد بھی بڑے بڑے مجتہدین اور بھی تھے جنکے کچھ لوگ مقلد تھے۔ مگر خدا کی شان کہ ان چارون کے اتباع ایک تو انہین کے زمانے مین کثرت سے تھے دوسرے روز بروز بڑھتے ہی گئے۔ اور انکے مسائل اجتہادیہ کتابون مین مُدوّن ہوتے گئے۔ چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے حدیث و فقہ مین بہت سی کتابین لکھ ڈالین جنمین جناب امام عالی مقام کے مسائل فقہیہ بھرے ہوئے ہین۔ بلکہ فقہ اکبر جو منسوب با امام ہمام ہے اوس سے ثابت ہے کہ فقہ کی کتاب آپ نے بھی لکھی ہے۔ ان اماموں کے اوس وقت جو مقلدین تھے وہ علی سبیل الالتزام اونکے مقلد نہ تھے۔ امام معین کی تقلید کو کچھ لازم نہین کر لیا تھا۔ اکثر مسائل کے اتباع کی وجہ سے وہ لوگ اونکی طرف منسوب ہو گئے تھے۔ بہر کیف جب تیسری صدی کا زمانہ آیا تو امام ابو سلیمان داؤد ظاہری جو ۲۰۲ھ مین پیدا ہوئے تھے اور بہت بڑے محدث تھے کُل قیاسات خفیہ و جلیہ کو ترک کر کے ظاہر نصوص پر چلنے لگے یہی وجہ ہے کہ انکو لوگ داؤد ظاہری کہتے ہین۔ ایک جماعت کثیر انکی پیرو ہو گئی جنکا لقب ظاہریہ ہے۔ مؤرخ مشہور ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین انکی نسبت لکھا ہے

كان صاحب مذهب مُستقلٍ وتبعه جمعٌ كثيرٌ يُعرفون بالظاهرية۔ یعنے امام داؤد مستقل مذہب رکھتے تھے اور ایک جماعت کثیرہ جو ظاہریہ کہلاتی ہے اونکی متبع ہو گئی تھی۔ یہ ظاہریہ یہانتک ظاہر پر چلتے تھے کہ حدیث شریف مین جو ٹھیرے ہوئے پانی مین پیشاب کرنے کا امتناع آیا ہے تو یہ لوگ کہتے کہ اس سے پانی مین پیخانہ پھرنے کی ممانعت نہین نکلتی وقس علی ھذا۔ اِس تیسری صدی مین کہ اسلام ملک بملک پھیل گیا تھا اور جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے بہت بُعد ہو گیا تھا اچھے لوگ بہت کم رہگئے تھے۔ نفسانیت پھیل گئی تھی بات بات مین طرح طرح کے اختلاف ہونے لگے جسکی سمجھ مین جو آتا فتوے دیتا۔ بیچارے عوام کو عجب مصیبت کا سامنا ہوا کہ ایک ہی

امام داؤد ظاہری

مسئلے کو کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ بتاتا ہے۔ کسکی بات مانیے کسکی نہ مانیے۔ یہ حالت دیکھکر لوگ اسپر متفق ہوئے کہ اس خرابی کے دور کرنے کے واسطے ہر شخص مجتہد معین کی تقلید کیا کرے۔ مثلاً جسکو امام اعظم رح کے ساتھہ حسنِ ظن ہو وہ مجتہداتِ جناب امام ہی سے غرض رکھے۔ اور جو شخص امام مالک کا معتقد ہو وہ اونہین کے مسلک پر چلا کرے وقِس علےٰ ھٰذا۔ یہ رائے کچھ ایسی قرین صواب تھی کہ بڑے بڑے محققین کو اتفاق ہی کرتے بنا۔ آخر لوگ مطلق العنانی سے باز آئے اور مجتہد معین کی تقلید کے پابند ہوئے کچھ تھوڑے ہی ایسے لوگ تھے جو کسی کے مقلد نہ تھے۔ ورنہ سب کے سب امام معین کے مقلد تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم نے رسالۂ **انصاف** مین لکھا ہے۔ وبعد المائتین ظھر فیھم التمذھب للمجتھدین باعیانھم وقل من کان لا یعتمد علی مذھب مجتھدٍ بعینہ وکان ھٰذا ھوالواجب فی ذٰلک الزمان۔ یعنے دوسری صدی کے بعد مجتہد معین کے مذہب کی تقلید لوگون مین ظاہر ہوئی۔ اور بہت ہی کم ایسے لوگ تھے جو مجتہد معین کے مذہب کے پابند نہ تھے۔ اور اس قسم کی پابندی اوس زمانے مین واجب تھی۔ اسیٔ صدی مین امام ابوجعفر **طحاوی** پیدا ہوئے جو بہت بڑے جلیل القدر محدث تھے۔ پہلے وہ شافعی المذہب تھے پھر حنفی ہوگئے علامہ ابن حجر مکی شافعی نے **خیرات الحسان** مین لکھا ہے ولدقۃ قیاسات مذھبھم کان المزنی یکثر النظر فی کلامھم حتی حمل ذٰلک ابن اختہ الامام الطحاوی علے ان انتقل من مذھب الشافعیؒ الی مذھب ابی حنیفۃ کما صرح بذالک الطحاوی بعینہ۔ یعنے مذہب حنفیہ کے قیاسات کی دقت کی وجہ سے مُزنی شافعی المذہب اکثر اونکے کلام مین نظر کیا کرتے تھے یہانتک کہ اس امر نے اونکے بھانجے امام طحاوی کو اس امر پر محمول کر دیا کہ وہ مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی ہو گئے۔ چنانچہ اسکی تصریح خود امام طحاوی نے کر دی ہے۔ مثل مشہور ہے "ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات"

ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کو درخت طوبی سمجھو جسمین چند شاخین نکلین اونمین سے کوئی تو ایک ہاتھ بڑھکر رہگئی کوئی دو ہاتھ کوئی اس سے بھی کچھ زیادہ بڑھی مگر چار شاخین ایسی بڑہ چلین کہ آنکھون کے دیکھتے دیکھتے سارے جہان مین پھیل گئین انمین سے ایک شاخ نے تو وہ نشو ونما پائی کہ چار دانگ عالم پر اپنا سایہ ڈالدیا اور اکثر محلقہ وبلاد متفرقہ مین اپنا رنگ جمادیا- ان شاخون مین طرح طرح کے خوشنما و خوش ذائقہ میوے لگے جس شخص نے جس شاخ کے نیچے جگہ پکڑی وہ اوسی شاخ کا سایہ گیر ٹھیرا- اور جس نے جس شاخ کا میوہ کھایا اوسکو اوسی بہشتی درخت کا پھل نصیب ہوا- اس بڑی شاخ کو تم مذہب حنفیہ سمجھو کہ تیسری ہی صدی مین سد سکندری تک جو کوہ قاف مین واقع ہے ہو چکا تھا چنانچہ ۲۲۸ھ مین واثق عباسی نے سد سکندری کا حال دریافت کرنے کو کچھ لوگ بھیجے تو وہان کے لوگون کو حنفی المذہب پایا- خدا بخشے نواب والاجاہ صدیق حسن خان بہادر ریاض المرتاض ص ۲۱ مین بحوالہ مسالک الممالک لکھتے ہین "محافظان سد کہ در انجا بودند ہمہ دین اسلام داشتند ومذہب حنفی وزبان عربی وفارسی می گفتند اما از سلطنت عباسیہ بیخبر بودند"- سبحان اللہ ترقی اسکو کہتے ہین اور اشاعت اسکا نام ہے-

حسد چہ می بری ای سست نظم بر حافظ		قبول خاطر و حسن سخن خداداد است

علامہ ابن حزم

زمانہ اسی رنگ پر چلا جاتا تھا کہ علامہ ابن حزم کی ۳۸۴ھ مین ولادت ہوئی علم حدیث مین تبحر حاصل کیا- حفاظ احادیث سے ہو گئے- پہلے یہ شافعی المذہب تھے- پھر امام داؤد ظاہری کا مذہب اختیار کیا پھر اسکو چھوڑ چھاڑ کر خود امام الائمہ بنگئے اور تقلید کو حرام فرمانے لگے- نفی قیاس واخذ نصوص ظاہرہ کے باب مین کتابین لکھین- امامون کے حق مین بہت کچھ برا بھلا استعمال کیا خوب خوب زبان درازیان کین- علامہ ابوبکر ابن العربی نے القواصم والعواصم مین انکے حق مین یون لکھا ہے نشأ وتعلق بمذہب الشافعی ثم انتسب الی داؤد ثم خلع الکل واستقل بنفسہ وزعم

انه امام الائمة - یعنی نشو و نما پاکر مذہب شافعی اختیار کیا پھر داؤد ظاہری کی طرف منسوب ہوئے - پھر سبکو چھوڑ چھاڑ کر مستقل المذہب ہوگئے اور یہ زعم کیا کہ مین امام الائمہ ہون - اور علامہ ذہبی نے سیر النبلا مین لکھا ہے ولم یتادب مع الائمة فی الخطاب بل فجج العبارة وسب وجدع فکان جزاءه من جنس فعله بحیث انه اعرض عن تصانیفه جماعة من الائمة وهجروها ونفروا منها - یعنے خطاب مین ابن حزم نے ائمہ دین کا کچھ ادب نہین کیا اور بہت کچھ برا بھلا استعمال کیا - پس جیسا کیا ویسا پایا کہ ائمہ دین کی ایک جماعت نے اونکی تصانیف سے اعراض کیا اور نفرت ظاہر کی - اور مورخ علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ تاریخ مین لکھا ہے خالف امامهم داؤد وتعرض لکثیر من ائمة المسلمین - یعنے ابن حزم نے ظاہریہ کے امام یعنے داؤد ظاہری سے مخالفت کی اور اکثر ائمہ دین سے تعرض کیا - علامہ ابن حزم نے قیاسات جلیہ کو بھی یہانتک ترک کردیا کہ بخاری شریف مین جو یہ حدیث وارد ہے لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیه - یعنے تم مین سے کوئی شخص بندھے ہوئے پانی مین کہ جاری نہو پیشاب کر کے غسل نہ کیا کرے - اسکی نسبت علامہ ابن دقیق العید نے شرح الالمام باحادیث الاحکام مین لکھا ہے قال ابن حزم منهم ان کل ماء راکد قل اوکثر بال فیه انسان فانه لا یحل لذلك البائل خاصة الوضوء والغسل منه ولا الغسل وان لم یجد غیره ففرضه التیمم وجاز لغیره الوضوء منه والغسل وهو طاهر مطهر لغیر الذی بال فیه ولو تغوط فیه او بال خارجا فسال البول الی الماء الدائم او بال فی انائه وصبه فی ذلك الماء ولم یتغیر له صفة فالوضوء منه والغسل جائز لذلك المتغوط والذی سال بوله فیه ولغیره - یعنے ظاہریہ مین سے ابن حزم نے کہا ہے کہ بستہ پانی قلیل ہو یا کثیر اگر اوسمین کسی انسان نے پیشاب کردیا تو اوس پیشاب کرنے والے کو اوس پانی سے وضو

اور غسل درست نہین مگر اور لوگون کے واسطے وہ پانی طاہر و مطہر ہے اوس سے وضو
اور غسل جائز ہے کیونکہ حدیث مین پیشاب کرنے والے کے حق مین غسل کی نہی وارد ہے
اور اگر پیخانہ پھردیا یا پیشاب ہی کیا مگر اسطرح کہ باہر کیا اور وہ بہکے پانی مین چلا آیا۔ یا کسی
برتن مین پیشاب کیا پھر پانی مین ڈالدیا اور صفت متغیر نہوئی توان سب صورتون مین اوس
پیشاب کرنے والے کے لیے اور غیر کے واسطے بھی وہ پانی طاہر و مطہر ہے کیونکہ حدیث
مین پیخانے کا ذکر نہین۔ اسیطرح اگر کوئی باہر پیشاب کرے پھر وہ کسی طرح پانی مین بلجائے
تو اسکا حکم بھی حدیث مین مذکور نہین۔ بلکہ اوس بستہ پانی کا حکم ہے کہ اوسی مین پیشاب کیا
ہو۔ بہر کیف اس قسم کے مسائل اور اخذ ظاہر پر علماے کرام نے بہت کچھ استہزا کیا۔ بلکہ ابن حزم
کی کتابین کبھی جلائی گئین کبھی پھاڑی گئین کبھی دریا برد کی گئین **المختصر** عبارت سابقہ سے ثابت ہے
کہ چوتھی صدی تک مذاہب اربعہ کے سوا اور مذاہب بھی باقی تھے مگر یہ چارون روز بروز ترقی
پر تھے اور بقیہ مذاہب مندرس ہوتے چلے جاتے تھے حتیٰ کہ چوتھی صدی کے بعد کچھ ایسے
مٹ گئے کہ دنیا بھر مین اہل السنت والجماعۃ کے فرقے مین یہی چار مذہب حنفی مالکی شافعی
حنبلی رہگئے۔ اور جہان دیکھو ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم ہی کے مقلدین نظر آنے لگے۔ علامہ
ابن خلدون نے اپنے مقدمۂ تاریخ مین لکھا ہے ثم درس مذھب اھل الظاھر
الیوم بدروس ائمتہ وانکار الجمہور علی منتحلہ ولم یبق الا فی الکتب المجلدۃ
یعنے ظاہریہ کا مذہب اونکے ائمہ کے نرہنے کی وجہ سے اور جمہور کے اوپر انکار کرنے سے
آج بالکل معدوم ہوگیا اور بجز کتب مجلدہ کہین اوسکا نام و نشان نرہا۔ اور اوسی **تاریخ**
ابن خلدون مین یہ بھی ہے ووقف التقلید فی الامصار عند ھؤلاء الاربعۃ
ودرس المقلدون لمن سواھم وسد الناس باب الخلاف وطرقہ ولما کثر تشعب
الاصطلاحات فی العلوم ولما عاق عن الوصول الی رتبۃ الاجتھاد ولما خشی
من اسناد ذلک الی غیر اھلہ ومن لا یوثق برائہ ولا بدینہ فصرحوا بالعجز والاعواز

وردّوا النّاس الیٰ تقلید ھؤلاء کل من اختص بہ من المقلدین وحظروا ان یتداول تقلیدھم لما فیہ من التلاعب ولم یبق الا نقل مذاھبھم وعمل کل مقلد بمذھب من قلدہ منھم بعد تصحیح الاصول واتصال سندھا بالروایۃ لا محصول الیوم للفقہ غیر ھذا ومدعی الاجتہاد لھذا العھد مردود علی عقبہ مھجور تقلیدہ وقد صار اھل الاسلام الیوم علی تقلید ھؤلاء الائمۃ الاربعۃ

یعنے دیار وامصار مین نھین ائمہ اربعہ پر تقلید ٹھرگئی۔ اور انکے سوا جو اور امام تھے اونکے مقلدین ناپدید ہوگئے۔ اور لوگون نے اختلافات کے دروازے اور راستے بند کردیے۔ اور چونکہ اصطلاحات علمیہ مختلف ہوگئے اور رتبۂ اجتہاد تک پہونچنے سے باز رہگئے اور اس امر کا خوف پیدا ہوا کہ کہین اجتہاد ایسے شخص کی طرف مستند نہوجائے جو اسکا اہل نہو یا اوسکی رائے یا دین قابل وثوق نہو لہذا علماے زمانہ نے اجتہاد سے اپنا عجز ظاہر کردیا اور اوسکے دشوار ہونے کی تصریح کردی۔ اور اونھین مجتہدین کی تقلید کے لیے جنکے لوگ مقلد ہورہے تھے لوگون کو ہدایت کرنے لگے۔ اور چونکہ تداول تقلید مین تلاعب ہر لہذا کبھی انکی کبھی اونکی تقلید کرنے سے لوگون کو منع کرنے لگے اور صرف نقلِ مذاہب باقی رہگئی۔ اور بعد تصحیح اُصول واتصال سند بالروایۃ ہر مقلد اپنے اپنے مجتہد کی تقلید کرنے لگا۔ اور فقہ سے آج بجز اس امر کے کچھ اور مطلب نہین۔ اور فی زماننا مدعی اجتہاد مردود اور اوسکی تقلید مہجور ہے۔ اور اہل اسلام آج انھین ائمہ اربعہ ہی کی تقلید پر قائم ہوگئے ہین۔ **الحاصل** عبارت سابقہ سے کما حقہ ثابت ہے کہ صدی اول مین بلا شک جمہور علی سبیل الالتزام کسی خاص امام کی تقلید نہین کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا آپکے صحابہ یا خیار تابعین وغیرہم جنمین نفسانیت نہ تھی موجود تھے جبکو جس سے سابقہ پڑا اوسکا متبع ہوگیا۔ اور یہ اتباع بھی التزامانہ تھا جب اچھے زمانے گذر گئے اور نفسانیت پھیل گئی اور طرح طرح کے اختلافات ہونے لگے تو یہ خرابیان دیکھکر دوسری صدی کے بعد خیر اندیشان مذہب کی

راے تقلید امام معین کی ٹھری۔ اور عوام کو مطلق العنانی سے روکنے لگے۔ جسکو جس امام سے سابقہ پڑا اوسکی التزاماً تقلید کرنے لگا۔ مگر اوسوقت تک یہ راے قرار نہین پائی تھی کہ ائمہ اربعہ کے سوا کسی پانچوین امام کی تقلید نہ کی جائے اور چارہی مین مذاہب منحصر رہین۔ بلکہ صرف مجتہد معین کی تقلید کا اہتمام تھا۔ ائمہ اربعہ مین سے کوئی ہو یا کوئی اور امام ہو۔ مگر خداوند تعالےٰ جل شانہ کو کچھہ اور ہی منظور تھا مقلدین ائمہ اربعہ روز بروز بڑھتے ہی گئے اور اونکے اصول و فروع منضبط ہوگئے۔ اور بقیہ مجتہدین کے مقلدین کم ہوتے چلے آخر چوتھی صدی کے بعد کُل مذاہب مندرس ہوکر دنیا بھر مین اہل السنۃ والجماعۃ کے فرقے مین ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم ہی کے مقلدین رہگئے مُلا جیون نے تفسیر احمدی مین لکھا ہے والانصاف ان انحصار المذاہب فی الاربع واتباعھم فضل الٰھی وقبولیۃ من عند اللہ تعالی لامجال فیہ للتوجیہات والادلۃ یعنے انصاف یہ ہے کہ مذہب کا انحصار چار مین اور اونکا اتباع محض فضل الٰہی اور اللہ تعالےٰ کی قبولیت ہے اسمین توجیہات اور دلائل کو کچھہ دخل نہین۔ اور اُستاذنا المکرم مجدد العصر جناب مولانا محمد عبد الحی مرحوم محدث لکھنوی نے بھی اسیطرح لکھا ہے چنانچہ غیث الغمام مین امام الکلام کی ایک عبارت کی شرح مین تحریر فرماتے ہین فیہ اشارۃ الی ان انحصار المسالک فی المذاہب الاربعۃ المشہورۃ فی الازمنۃ المتاخرۃ امر الٰہی وفضل ربانی لایحتاج الی اقامۃ الدلیل علیہ۔ جب صرف مذاہب اربعہ رہگئے اور بقیہ مذاہب مٹ مٹا گئے تو بجز اسکے کہ انہین کی تقلید کیجائے اور چارہ کیا رہا۔ شاہ ولی اللہ مرحوم عقد الجید مین لکھتے ہین ولما اندرست المذاہب الحقۃ الاھذہ الاربعۃ کان اتباعھا اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنھا خروجا عن السواد الاعظم۔ یعنے جب بجز مذاہب اربعہ دوسرے مذاہب حقہ معدوم ہوگئے تو اونہین چارون کا اتباع سواد اعظم کا اتباع ٹھرا اور انسے نکلنا سواد اعظم سے نکلنا ہوا۔ اس امر کی تحقیق کہ ائمہ اربعہ

کی تقلید علی سبیل التعیین کیا ہے اسکو تو انشاء اللہ تعالیٰ آگے چلکے دوسری فصل مین لکھونگا یہان عقد الجید کی عبارت نقل کرنے سے مجکو یہ دکھانا ہے کہ جناب شاہ صاحب کی اس تحریر سے بقیہ مذاہب کا اندراس اور چار مین مذاہب کا انحصار ثابت ہے - اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ سے روشن ہے کہ یہ امر چوتھی صدی کے بعد واقع ہوا - اب اگر تم چوتھی صدی کے بعد جو بڑے بڑے محدثین ہوئے اونکے حالات کو تفتیش کروگے تو اونکو مذاہب اربعہ سے خارج نہ پاؤگے - حافظ زیلعی عینی علامہ طیبی محقق ابن ہمام ملا علی قاری وغیرہم جو علم حدیث مین تبحر رکھتے تھے حنفی المذہب تھے - ابن عبد البر ایسے محدث مالکی تھے - نووی بغوی خطابی ذہبی عسقلانی قسطلانی سیوطی وغیرہم جنکا فن حدیث مین ڈنکا بجتا ہے شافعی المذہب تھے اسیطرح بہت سے علما حنبلی المذہب گذرے ہین - علامہ ابن تیمیہ حافظ ابن قیم یہ دونون بھی حنبلی تھے - ان دونون کا علم تو واقعی بہت بڑا تھا مگر عقل کے بارے مین علما نے انکی شکایت لکھی ہے - علامہ ابن بطوطہ نے تحفۃ النظار مین لکھا ہے کان بدمشق من کبائر الفقہاء الحنابلۃ تقی الدین بن تیمیۃ کبیر الشام یتکلم فی الفنون الا ان فی عقلہ شیئا - یعنے دمشق مین اکابر فقہاے حنابلہ سے تقی الدین ابن تیمیہ تھے جو شام مین نہایت معظم اور فنون مین متکلم تھے مگر اونکی عقل مین کچھ کسر تھی - اور علامہ صلاح الدین خلیل صفدی نے غیث الادب المسجم مین ایسے چند حضرات کا ذکر کرکے جنکی عقل اونکے علم سے بہت کم تھی یہ لکھا ہے وکذا کان الشیخ الامام العالم العلامۃ تقی الدین احمد بن تیمیۃ علمہ متسع جدا الی الغایۃ وعقلہ ناقص یورطہ فی المہالک ویوقعہ فی المضائق - یعنے اوراسیطرح شیخ امام عالم علامہ تقی الدین احمد بن تیمیہ کا علم بلا شک نہایت وسیع تھا - مگر عقل اونکی ناقص تھی کہ ہالک اور مضائق مین اونکو ڈالدیا کرتی تھی - اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ مین لکھا ہے قد انصف من قال فیہ علمہ اکبر من عقلہ یعنے جس شخص نے ابن تیمیہ کے حق مین یہ کہا ہے کہ اونکا علم اونکی عقل سے زیادہ تھا اوسنے

علامہ ابن تیمیہ و ابن قیم

بہت انصاف کو دخل دیا ہے۔ اور علامہ ابن قیم کے حق مین بعد اوصاف جمیلہ علامہ ذہبی نے المعجم مین لکھا ہے لکنہ معجب برائہ سئی العقل جری علیہ امور۔ یعنے ابن قیم مین یہ سب صفتین تھین مگر اسکے ساتھ ہی معجب الرائے سی العقل تھے اور بہت سے واقعات گزرے۔ دیکھیے جو لوگ انکے مداح ہین وہی انکی عقل کے شاکی ہین اسیطرح حافظ ابن حجر نے الدُرر الکامنہ وغیرہ مین ابن تیمیہ کے تشددات وحسد وغضب عند البحث وغیرہ کو ذکر کیا ہے۔ ان دونون کو تفرد کا شوق تھا نئے مسائل بیان کرنے پر نہایت حریص تھے۔ آخر انمین ظاہریہ کی کچھ بو آگئی تھی۔ جو کچھ ہو مین انکو بوجہ تبحر فی العلم تمام اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہون۔ اور مین کیا ہون بڑے بڑے محدثین نے انکی تعریف لکھی ہے رہے انکے بعض تفرداتِ غیر مقبولہ اونکو انکی خفتِ عقل اضافیہ واجتہاداتِ غیر مرضیہ پر محمول کرتا ہون۔ بہر کیف جب بارہوین صدی کا زمانہ آیا تو محمد بن عبد الوہاب نجدی نے سر اوٹھایا۔ ملکِ عرب مین ایک اندہیر مچایا۔ یہ شخص بھی حنبلی المذہب تھا مگر آخر ایسا حد سے گذر گیا کہ بات بات مین علماے کرام کو مشرک بنانے لگا حتی کہ اگر کوئی یہ کہتا کہ مجکو اس دوا نے نفع بخشا ہے تو اوسکو بھی شرک قرار دیتا۔ بہت سے لوگ اوسکے پیرو ہوگئے خصوصًا شیخ قبیلہ محمد بن سعود نجدی اوسکے خیالات کے ساتھ متفق ہوا آخر جنگ وجدال کی نوبت آئی جس سے کچھ ممالک قبضے مین آگئے محمد بن سعود کے بعد اوسکا بیٹا عبد العزیز اور اوسکے بعد اوسکا بیٹا سعود والی ریاست ہوا۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی عمر قریب سو برس کے ہوئی۔ ان تینون نے اسکی تعلیم مسائل کی اشاعت مین بہت کوشش کی اور روز بروز ترقی ہی کرتے گئے حتی کہ سعود بن عبد العزیز کو حرمین شریفین پر بھی کچھ دنون تغلب ہوگیا۔ افسوس تاخت وتاراج وخونریزی مین ذرا امکنہ متبرکہ کا لحاظ نہین کیا۔ عورتون کے سر منڈوا ڈالے۔ قبہ نبوی کے ڈہانے کا قصد کیا مگر نہو سکا۔ جو لوگ اسکے ہم مشرب نہ تھے اونکو حج کرنے سے روکدیا۔ محمد بن عبد الوہاب انکا مقتداے دین بنا ہوا تھا۔ جو کچھ فتوے دیتا

محمد بن عبد الوہاب نجدی

لوگ بجا لاتے۔ اس فرقے کا لقب وہابیہ قرار پایا۔ اگرچہ محمد بن عبد الوہاب سنہ ۱۲۰۶ھ مین ہلاک ہوگیا مگر اوسکے لوگ برابر طوفان بے تمیزی اوٹھاتے ہی چلے گئے سلطان روم کو اوسوقت روسیون سے سخت لڑائی درپیش تھی ابتدا مین اس فرقے کی طرف متوجہ ہوسکے جب ان لوگون نے بہت کچھ فتنہ انگیزیان کین تو محمد علی پاشا خدیو مصر کے بیٹے ابراہیم پاشا نے عساکر سلطانی لیکر چڑہائی کی۔ آخر سنہ ۱۲۳۳ھ مین اونکی جماعت کو درہم برہم کردیا۔ عبد اللہ بن سعود بن عبد العزیز اوسوقت امیر نجد تھا۔ اوسکو گرفتار کرکے سلطان روم کے پاس بہیجدیا اور بقیہ اشرار کا استیصال کرکے بلاد عرب کو فرقۂ وہابیہ کے شر و فساد سے اچھی طرح پاک و صاف کردیا۔ علامہ سید احمد دحلان مفتی مکہ معظمہ نے فتوحات اسلامیہ مین لکھا ہے واما ابتداء ظهور الوهابية فكان قبل ذلك بسنين كثيرة وكانت قوتهم وشوكتهم في بلادهم اولا ثم كثر شرهم وتزايد ضررهم واتسع ملكهم وقتلوا من الخلائق ما لا يحصون واستباحوا اموالهم وسبوا نساءهم وكان موسس مذهبهم الخبيث محمد بن عبد الوهاب واصله من المشرق من بني تميم وكان من المعمرين فكان يعد من المنظرين لانه عاش قريب مائة سنة حتى انتشر عنه ضلالهم كانت ولادته سنة الف ومائتين وستة وكانت فتنتهم من المصائب التي اصيب بها اهل الاسلام فانهم سفكوا كثيرا من الدماء وانتهبوا كثيرا من الاموال وعم ضررهم وتطاير شرهم فلا حول ولا قوة الا بالله وكان السيد عبد الرحمن الاهدل مفتي زبيد يقول لا حاجة الى التاليف في الرد على الوهابية بل يكفي في الرد عليهم قوله صلى الله عليه وسلم سيماهم التحليق فانه لم يفعله احد من المبتدعة غيرهم ويمنعون من الصلوة عليه صلى الله عليه وسلم على المنابر بعد الاذان حتى ان رجلا صالحا كان اعمى وكان موذنا وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم بعد الاذان بعد ان كان المنع منهم فاتوا به الى ابن عبد الوهاب فامر به ان يقتل فقتل انتهى

ملخصاً - اور یوس قندیک امیرکانی نے المرآۃ الوضیۃ فی الکرۃ الارضیہ مین لکھا ہے -
وفی اوائل ھذا القرن قویت الطائفۃ الوھابیۃ وھی منسوبۃ الی رجل من تمیم یقال
محمد بن عبد الوھاب سکن فی درعیۃ بنجد وکان یومئذ سعود بن عبد العزیز
الغنزی من ربیعۃ الفرس شیخ البلد ومحمد بن عبد الوھاب من المسالیخ من
ولد علی ولھذہ القبیلۃ بواقی فی نواحی زبید علی الخلیج العجم فاتفق سعود
مع ابن عبد الوھاب علی اذاعۃ تعالیمہ الخ - اور سلیم خوری نے آثار الادھار مین لکھا ہے
وفی ۱۲۱۸ھ ارسل عبد العزیز جیشا من الوھابیۃ قدم علیہ ابنہ سعود لیغزوا
مکۃ فسار حتی وصل ونزل علیھا وقعد علی حصارھا ثلاثۃ اشھر ولم یکن فیھا
من الرجال عدد یدافع عنھا وضاقت المسالک علی اھل مکۃ ونفذ الزاد والمیرۃ
اور اوسی کتاب مین یہ بھی ہے وھم سعود بتخریب قبۃ الضریح النبوی ولم یفعل
وامر ان لا یحج الی البیت الا من کان وھابیا وشدد بمنع العثمانیین من دخولھا
فانقطع الحج بضعۃ سنین وتوقف حجاج الشام والعجم عن اتمام فریضتھم مخافۃ اضطہاد
الوھابیۃ بھم - اور اوسی مین یہ بھی ہے ودامت الحال ھذہ الی ۱۲۲۶ھ وفی شھر آب
من السنۃ المذکورۃ سار ابراھیم باشا ابن محمد علی باشا فی مقدمۃ الجیش الی الحجاز
وبذل وسعہ فی محاربۃ ابن سعود والتغلب علی بلادہ فاتاہ اللہ بالفتح - اسی نجدی
کے فتنہ وفساد کے زمانے مین قاضی شوکانی حنبلی کی ولادت ہوئی جب نجدی ہلاک ہوا تھا قاضی شوکانی
اوسوقت یہ چونتیس ۳۴ برس کے تھے - فرقہ وہابیہ کے قلع قمع کے سترہ ۱۷ برس بعد انکا انتقال ہوا
انکی تالیفات سے بہت سی کتابین ہین - سعود امیر نجد جو فرقہ وہابیہ کا سردار تھا اور جس نے
عرب مین ہل چل مچا رکھی تھی اوس سے اور انسے خط کتابت جاری تھی - چنانچہ خود شوکانی
نے بدر طالع مین اسکی تصریح کی ہے - چونکہ انکو نجدیون سے جو تشدد مین مشہور زمانہ ہو رہے
تھے راہ ورسم تھی اور علامہ ابن حزم وابن تیمیہ وابن قیم کی کتابون پر نظر تھی انکے تشددات

بھی حد سے بڑھے ہوئے تھے اور ظاہر ہے کی انمین بہت کچھ بو آگئی تھی ۱۲۵۰ھ مین انتقال ہوا - المختصر ایک زمانہ دراز سے لوگ مقلد ہوتے چلے آتے تھے - بڑے بڑے علما دائرہ تقلید سے باہر نہ تھے - جو علما متقدمین سے گذرے ہین وہ بھی ائمہ اربعہ مین سے کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے - ہندوستان مین جب سے اسلام نے قدم رکھا لوگ برابر حنفی المذہب ہوتے چلے آئے - جب اسلامی حکومت جاتی رہی سرکار انگلشیہ کو کسی کے مذہب سے تعرض نہ ہاتیرہوین صدی مین جابجا کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے جو تقلید ائمہ اربعہ کو محض بے اصل سمجھنے لگے - ابن حزم ابن تیمیہ ابن قیم شوکانی کے خیالات سے انکو واقفیت ہوئی اہل ظاہر کی بو انمین بھی آگئی - بات بات مین حنفیون سے اختلاف کرنے لگے - لڑنے جھگڑنے لگے - مقلدین کو بدعتی بلکہ کافر تک کہنے لگے - اگرچہ ابن عبدالوہاب نجدی حنبلی المذہب تھا - اور یہ فرقہ کسی کا مقلد نہین مگر اس سبب سے کہ نجدیون کے فتنہ و فساد کے اختتام کا زمانہ اور انکے ظہور کے دن گویا ملتے جلتے ہوئے تھے اور تشددات مین دونون فرقے ہمقدم ثابت ہوئے مقلدین نے انکا لقب وہابی رکھا اور یہ لوگ اپنے آپ کو محمدی کہنے لگے - جسپر ارباب مذاق نے یہ شگوفہ چھوڑا کہ چونکہ یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب کے اتباع سے ہین اسواسطے ان لوگون نے اپنا لقب محمدی رکھا ہے - پھر یہ حضرات اپنے آپ کو عامل بالحدیث اور اہل حدیث اور موحد کہنے لگے اور مقلدون نے وہابی کے بدلے غیر مقلد اور لامذہب بھی کہنا شروع کیا - حضرات غیر مقلدین وہابی اور لامذہب ان دو لقبون سے بہت چڑھتے ہین اور برا مانتے ہین - ہمین کیا مطلب کہ ناحق دل دکھانے والے لقب سے انکو یاد کرین - رہے محمدی وغیرہ ایسے القاب تو ہم اس سبب سے انکے لیے خاص نہین کرسکتے کہ اس سے اسکا ایہام ہوتا ہے کہ بیچارے مقلدین نعوذباللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیرو نہین حدیث کے منکر ہین - وحدانیت پروردگار عالم کے قائل نہین - پس یہ القاب بھی کسی طرح انکے لیے خاص نہین ہوسکتے - رہا لفظ غیر مقلد اسمین

کسی طرح کا سب و شتم نہین اور انپر یہ لقب اچھی طرح ثابت ہے لہذا ہم انکو اسی لقب سے
تعبیر کرتے ہین اور وہابی لامذہب ایسے دل دُکھانے والے لقب سے ہم احتیاط رکھتے
ہین۔ ہم خوش ہمارا خدا خوش۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا مین جسقدر اہلِ مذاہب باطلہ ہین اونکو
تقریر سے بند کردینا اور اپنے مذہب کی حقیت ثابت کردینا کچھہ آسان نہین حضرات غیر مقلدین
کہ بیچارے مقلدین کے اعتبار سے انہین بہت کچھہ آزادی ہے اِنکو تقریر سے بند کردینا
واقعی نہایت ٹیڑھی کھیر ہے۔ ہان اگر کوئی مقلد مطلق العنان ہوکر انکے مسائل مسلمہ پر بحث
کرے تو مین سچ کہتا ہون کہ انسے کچھہ بنائے نہ بن سکے اور وہی دقتین پیش آجائین جو بیچارے
مقلدین کو پیش آیا کرتی ہین۔ کیا نہین دیکھتے کہ انسے بھی زیادہ آزاد ہوکر فرقہ نیچریہ پیدا ہوا فرقۂ نیچریہ
جو انسے دو ہاتھہ اونچا جانے لگا۔ یہ لوگ تو کتب فقہیہ ہی کو چٹکیون مین اڑایا کرتے تھے
اور تقلید کو بُرا بھلا کہا کرتے تھے اِس فرقہ نیچریہ نے تو قیامت کی کہ جتنی کتابین ہین سکو
بالائے طاق رکھکر صرف قرآن کو ماننے لگا۔ اور پھر غضب یہ کہ اوسمین تاویلات کرکے ایک
اور ہی مسلک نکالدیا۔ انکے مقابلے مین مقلدین تو مقلدین حضرات غیر مقلدین کو بھی سخت
مشکل پیش آگئی۔ سبب کیا کہ جو فرقہ جتنا زیادہ آزاد ہوگا اوسکو اوتنی ہی زیادہ وسعت ہوگی
اور اوسکے مخالف کو دقت پیش آئیگی۔ دیکھو آریہ سماج اور دہرم سماج والے ہندو
جو توحید کا ڈنکا بجاتے ہین۔ اور بُت پرستی سے کوسون دور بھاگتے ہین۔ اونکی کمال
آزادی کی وجہ سے آج مسلمانون کو اونکے مقابلے مین کسقدر دقّت ہوتی ہے۔ دانتون
پسینا آجاتا ہے اسی طرح حضرات غیر مقلدین اور نیچریہ کو سمجھو کہ انکے مقابلے مین لوہے کے
چنے چبانا پڑتے ہین۔ غرضکہ ہندوستان مین حضرات غیر مقلدین و نیچریہ کے سبب سے
عجب عجب جھگڑے پھیلے۔ مجدد العصر استاذنا المکرم مولانا محمد عبد الحی محدث لکھنوی
قُدّس سرّہ الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ مین لکھتے ہین۔ ولعمری افساد
ھٰؤلاء الملاحدۃ وافساد اخوانھم الاصاغر المشھورین بغیر المقلدین

الذین سمّوا انفسہم باھل الحدیث وشتّان ما بینہم و بین اھل الحدیث قد شاع فی جمیع بلاد الھند و بعض بلاد غیر الھند فخربت بہ البلاد و وقع النزاع والعناد

یعنے یہ "ملحد نیچریہ اور انکے چھوٹے بھائی غیر مقلدین جنھون نے اپنا لقب اہل حدیث رکھا ہی حالانکہ کجا یہ اور کجا اہل حدیث ان دونون فرقون کا فتنہ و فساد جمیع بلاد ہند اور بعض غیر ہند مین اسقدر شائع ہوا کہ ملک اسکے سبب سے برباد ہو گئے اور آپس مین لڑائی جھگڑے بغض و عناد واقع ہو گئے" ہمارے مولانا مرحوم نے جو فرقہ غیر مقلدین کو نیچریہ کا چھوٹا بھائی لکھا ہے واقعی خدا لگتی بات ہی - اس فرقے کے لوگ جب کچھہ اور آزاد ہوتے ہین تو انمین نیچریت آجاتی ہے - آج بھی بعض ایسے غیر مقلد علما موجود ہین جنکو خود بعض حضرات غیر مقلدین بھی نیچری کہتے ہین - بہرکیف یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ اہل سنت مین اتفاق نہین رہا - اگر غور سے دیکھو تو اس جھگڑے کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیعہ جو ہمیشہ اہل سنت وجماعت سے دبتے چلے آتے تھے اس آپس کے اختلاف سے اونکی بن پڑی - میدان خالی پاکر خوب خوب دلکے حوصلے نکالے اہل سنت مین اتفاق کے بدلے آپس مین نفاق پہیل گیا - اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیہِ رَاجِعُونَ ؕ

حکم تقلید ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم

یہ بات تو اوپر بیان ہو چکی کہ تقلید کا وجود ہر زمانے مین رہا - ابتدا مین لوگ جسکو عالم متدین پاتے اوسکی تقلید کر لیتے - پہر اختلاف کی خرابیان دیکھکر حامیانِ اسلام نے امامِ معین کی تقلید کی رائے ٹہیرائی - اور لوگون کو مطلق العنانی سے روکنے لگے - رفتہ رفتہ کل مذاہب اہلِ سنّت مٹ مٹا کر مذاہب اربعہ رہگئے - جمہور پابند تقلید ہو گئے - بڑے بڑے محدثین دائرہ تقلید سے باہر نہوئے پہلے ہم مشتے نمونہ از خروارے چند اقوال علما نقل کرتے ہین - پہر نہایت صاف صاف ائمہ اربعہ کی تقلید شخصی کا حکم لکھے دیتے ہین - تقصار مین خدا بخشے نواب صدیق حسن خان بہادر نے شیخ مجد الدین بغدادی کے ترجمے مین مولانا جمال الدین حلبی کا ایک خواب لکھا ہے کہ علاوہ اور باتون کے اونہون نے عالم رویا مین آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا - ماتقول فی حقِ امام الحرمین الجوینی گفت ھو ممّن نصر دینی - یعنے آپ امام الحرمین جوینی کے حق مین کیا ارشاد فرماتے ہین وہ کیسے آدمی تھے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جسنے میرے دین کی نصرت کی ہے - اب دیکھو امام الحرمین کس رتبے کے آدمی ہین - کچھ اسی پر موقوف نہین انکے علم وفضل کو ایک عالم مانتا ہے وہ برہان مین لکھتے ہین اجمع المحققون علی ان العوام لیس لھم ان یعملوا بمذاھب الصحابۃ بل علیھم ان یتبعوا مذاھب الائمۃ الاربعۃ الذین ذکروا اوضاع المسائل واوضحوا طریق النظر - یعنے محققین نے اسپر اجماع کیا ہے کہ عوام مذاہب صحابہ پر عمل نکیا کرین - بلکہ انپر لازم ہو کہ ائمہ اربعہ جنھون نے اوضاع مسائل کو ذکر کردیا ہے اور طریقہ نظر کو واضح کردیا ہے اونہین کے مذہب کا اتباع کیا کرین اور محقق ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہے انعقد الاجماع علے عدم العمل بالمذاھب المخالفۃ للائمۃ الاربعۃ - یعنے اسپر اجماع ہوگیا ہو کہ ائمہ اربعہ کے مخالف جو مذاہب ہین اونپر عمل نہ کیا جائے - اور علامہ جلال الدین محلّی صاحب شطر[1] اخیر تفسیر جلالین نے شرح جمع الجوامع مین لکھا ہے یجب علے العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبۃ الاجتھاد التزام مذھب معین من مذاھب المجتھدین - یعنے عامی اور جو شخص مرتبہ اجتہاد کو نہ پونہچا ہو اوسپر مذاہب مجتہدین مین سے کسی مذہب معیّن کا التزام واجب ہو - اور قطب ربانی امام شعرانی جنکو نواب صدیق حسن خان مرحوم نے تاج مکلل مین عالم محدث صوفی صاحب کرامات کثیرہ وتالیفات نفیسہ متبع سنت مجتنب عن البدعۃ جامع بین الشریعۃ والطریقۃ لکھا ہے وہ میزان کبری[2] مین لکھتے ہین فان قلت فھل یجب علی المحجوب عن الاطلاع علے العین الاولی للشریعۃ التقیید بمذھب معین فالجواب نعم یجب علیہ ذلک لئلا یضل فی نفسہ ویضل غیرہ یعنے اگر تم یہ کہو کہ ایسے شخص پر جو درجہ اجتہاد کو نہ پونہچا ہو مذہب معین کی پابندی واجب ہے

قول امام الحرمین ۱۲

قول محقق ابن ہمام ۱۲

قول علامہ محلی ۱۲

قول امام شعرانی ۱۲

[1] یہ بزرگ ... تفسیر جلالین و ... ۱۲

یا نہین تو جواب یہ ہے کہ ہان اوسپر واجب ہے تا کہ نہ خود گمراہ ہو اور نہ دوسرون کو گمراہ کرے۔ اور اوسی میزان مین یہ بھی ہے وکان سیدی علی الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ اذا سألہ انسان عن التقلید بمذھب معین الآن ھو واجب ام لا یقول لہ یجب علیک التقلید مادمت لم تصل الی شھود عین الشریعۃ الاولیٰ۔ یعنے جب کوئی شخص میرے شیخ علی خواص سے پوچھتا کہ تقلید مذہب معین اسوقت آیا واجب ہے یا نہین تو وہ جواب دیتے جب تک تم درجہ اجتہاد کو نہین پہونچے تمپر تقلید واجب ہے اور علامہ ابن حجر مکی نے فتح المبین فی شرح الاربعین مین لکھا ہے اما فی زماننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ الشافعی ومالک وابی حنیفۃ واحمد ابن حنبل۔ یعنے ہمارے ائمہ نے کہا ہے کہ لیکن فی زماننا ائمہ اربعہ یعنے شافعی ومالک وابو حنیفہ واحمد بن حنبل کے سوا کسی اور کی تقلید جائز نہین۔ اور علامہ طحطاوی نے حاشیۂ درمختار مین لکھا ہے من کان خارجاً عن ھذہ الاربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار۔ یعنے جو شخص فی زماننا ان مذاہب اربعہ سے خارج ہوا پس وہ اہل بدعت ونار سے ہے۔ اور شاہ ولی اللہ مرحوم جنکو حضرات غیر مقلدین بہت مانتے ہین اور نواب صاحب بھوپال نے تقصار مین مجتہد العصر ومجدد دین وغیرہ لکھا ہے وہ حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتے ہین ھذہ المذاھب الاربعۃ المدونۃ المحررۃ قد اجمعت الامۃ او من یعتد بہ منھا علی جواز تقلیدھا الی یومنا ھذا وفی ذلک من المصالح ما لا یخفی لا سیما فی ھذہ الایام التی قصرت الھمم جدا واشربت النفوس الھویٰ واعجب کل ذی رائے برائہ وما ذھب ابن حزم من ان التقلید حرام فغلط۔ یعنے تمام امت محمدیہ یا معتبر حضرات کا اسپر آجتک اجماع رہا ہے کہ ان مذاہب اربعہ مدونہ کی تقلید درست ہے اور اس تقلید مین بہت سے مصالح ہین خصوصاً فی زماننا کہ لوگون کی ہمتین قاصر ہوگئی ہین اور

قول علی خواص کا
قول علامہ ابن حجر مکی کا
قول علامہ طحطاوی کا
قول شاہ ولی اللہ کا

رگ و پے مین ہوائے نفسانی بھر گئی ہے اور ہر شخص کو اپنی رائے بھلی معلوم ہوتی ہے
اور ابن حزم کا یہ زعم کہ تقلید حرام ہے غلط ہے۔ اور وہی بزرگ عقد الجید صفحہ ۳۲ مین لکھتے ہین
اعلم ان فی الاخذ بھذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنھا
کلھا مفسدۃ کبیرۃ یعنے جان تو کہ مذاہب اربعہ کے اختیار کرنے مین مصلحت عظیمہ ہے
اور اون سب سے اعراض کرنے مین بہت بڑا مفسدہ ہے۔ اور شاہ عبد العزیز دہلوی
مرحوم نے سوالات عشر مین لکھا ہے سوال ششم آنکہ اگر حنفی المذہب در بعض احکام بر مذہب
شافعی عمل نماید مثل آنکہ رفع یدین نماید چہ حکم ست۔ جواب آنکہ اگر حنفی المذہب بر مذہب
شافعی عمل نماید در بعض احکام بیک از سہ وجہ جائز ست اول آنکہ دلائل کتاب و سنت
در نظر او دران مسئلہ مذہب شافعی را ترجیح دہد دوم آنکہ درین معنی مبتلا شود کہ گذارہ
بدون مذہب شافعی نماند مثل احکام آب چاہ درین دیار و یا احکام مفقود سوم آنکہ شخصے
باشد صاحب تقوی و او را عمل باحتیاط منظور افتد و احتیاط در مذہب شافعی یابد مثل صدقہ
دادن زائد از قدر دو آثار یا گوشت طاؤس نخوردن و علی ہذا القیاس۔ لیکن درین سہ وجہ
شرط دیگر ہم ست و آن اینست کہ تلفیق واقع نشود۔ یعنے بسبب ترکیب مذاہب صورتے
محقق شود کہ بہر دو مذہب روا نباشد۔ مانند آنکہ فصد را ناقض وضو ندارد۔ و باز ہمان وضو
نماز پس امام بے قرات فاتحہ بگزارد کہ در ہیچ مذہب روا نباشد۔ وضو بر مذہب حنفی باطل
گشت و نماز بر مذہب شافعی۔ و اگر سوائے این وجوہ ثلاثہ ترک اقتدائے حنفی نمودہ اقتدائے
شافعی کرد یا بالعکس مکروہ قریب بحرام ست زیرا کہ لعب ست در دین۔ و معنی تلفیق اینست
کہ در یک عبادت مانند نماز و روزہ بر دو مذہب عمل کردہ شود و این باطل ست باجماع
جمیع علما چنانچہ در در مختار در کتاب الصلوۃ آوردہ ان الحکم الملفق باطل بالاجماع
اور مولانا محمد اسمعیل مرحوم نے صراط المستقیم مین لکھا ہے۔ ”در اعمال اتباع مذاہب اربعہ
کہ رائج در تمام اہل اسلام ست بہتر و خوب ست“ الخ۔ اور مولانا شاہ محمد اسحق مرحوم نے

قول شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ

قول مولانا محمد اسمعیل دہلوی رحمہ اللہ

قول مولانا شاہ محمد اسحق دہلوی رحمہ اللہ

دلائل ثبوت تقلید

بائۃ مسائل مین ایک سوال کے جواب مین لکھا ہے۔" ہر گز مقلد ایشان را بدعتی نخواہند گفت زیرا کہ تقلید ایشان (یعنی مقلد ائمہ اربعہ را) التقلید حدیث شریف ست باعتبار الظاہر والباطن" جب یہ اقوال دیکھ چکے اور ان لوگون کی رائین معلوم ہو گئین تو اب مین کہتا ہون کہ تقلید کے ثبوت کے باب مین یون تو لوگون نے بہت کچھ دلیلین لکھی ہین۔ مین یہان ایک عام فہم دلیل لکھتا ہون ذرا کان لگا کر سنو اور انصاف کو بھی دخل دو۔ قرآن پاک مین ہے اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ اسکے بعد والی آیت کی تشریح تو کچھ آگے چلکے لکھونگا۔ یہان یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمین جناب احدیت سے اطاعتِ اولی الامر کا ارشاد ہوتا ہے۔ پہلے یہ سمجھو کہ اولی الامر کسکو کہتے ہین۔ اسکی تفسیر کسی نے سلطان کسی نے شیخ کسی نے مجتہد کی ہے۔ مین کہتا ہون کہ یہ سب اولو الامر ہین۔ امر دو قسم ہوتے ہین دنیاوی اور دینی۔ امر دنیاوی کے بھی چند اقسام ہین۔ سیاست مدن کے اعتبار سے سلاطین اولو الامر ہین۔ جو امر کہ انتظام ملک کے متعلق ہو اوسمین سلطان کا حکم بجالانا ضرور ہے ورنہ انتظام دنیاوی مین بہت بڑا خلل واقع ہو جائیگا۔ اسی طرح تدبیر المنزل کے اعتبار سے وہ لوگ جو گھر مین سردار ہون وہی اولو الامر ہین اونکا حکم بجالانا چاہیے وقس علی ہذا۔ اور امر دینی یا تو باطنی ہے یا ظاہری جسکو شرع کہتے ہین۔ علم باطن کے اولی الامر تو شیوخ طریقت ہین سالکانِ طریقت کو انکا اتّباع لازم ہے۔ اور شرع کے اولی الامر مجتہدین ہین جو کتاب وسنت سے واقف ور اونسے مسائل استنباط کیا کرتے ہین۔ امر شرع کے وہ لوگ والی ہو گئے ہین۔ اور یہ امر ظاہر ہے کہ اتّباع اوسی وقت تک کیا جاتا ہی جبتک تابع متبوع کے درجے کو نہ پونہچا ہو۔ پس اس آیۂ کریمہ سے صاف ثابت ہی کہ وہ مسلمان جو خود مجتہد نہین اونکو کسی مجتہد کا حکم بجالانا واجب ہی۔ چونکہ ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم زمرۂ مجتہدین مین داخل ہین بلکہ بہت بڑے مجتہد ہین اگر انکا اتباع کیا جائے تو اسکا جواز اس آیت سے کماحقہ ثابت ہے۔ رہی انکی تقلید شخصی اسکو اس آیت سے کچھ علاقہ نہین

بلکہ اس آیتِ کریمہ سے صرف یہی نکلتا ہے کہ غیر مجتہد کو مجتہد کا اتباع چاہیے۔ اور چونکہ ائمہ اربعہ مجتہد ہین تو انکا اتباع جائز نکلا۔ اور قطع نظر اس سے شاہ ولی اللہ مرحوم جو مستند بین الفریقین ہین اونکی حجۃ اللہ البالغہ سے ثابت ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ کے جواز پر اجماعِ اُمّتِ محمدیہ ہوگیا ہے کما مر عبارتہ اور مجکو ابھی جواز ہی ثابت کرنا ہے بحمدہ اوسکا ثبوت ہوگیا۔ اب مین کہتا ہون کہ جائز کبھی ناجائز اور کبھی واجب ہوجاتا ہے۔ دیکھو نماز پڑھنے کے لیے مسجدون مین عورتون کا حاضر ہونا فی نفسہ جائز ہے۔ زمانۂ نبوی مین عورتین برابر مساجد مین حاضر ہوا کرتی تھین مگر فی زماننا کہ بالکل فتنہ و فساد سے معمور ہے انکا حضور مساجد مین ناجائز اور جماعتِ مسجد مین نہ شریک ہونا واجب ہے۔ اگرچہ حضرات غیر مقلدین اس مسئلے مین بھی ہم لوگون کے خلاف ہین اور عورتون کو مساجد مین لیجانے پر زور دے رہے ہین مگر ذی فہم کبھی روا نہین رکھتے۔ اس باب مین زور دینے والے حضرات اوسوقت سمجھینگے جب بدچلن یا بھولی بھالی عورتون کو مسجدون مین بری نظر والون سے کام پڑیگا۔ خیر اس مثال کو جانے دیجیے عورتون کے لیے علی الاصح فی نفسہ زیارت قبور جائز ہے مگر اس خیال سے کہ غالباً یہ ناقصات العقل والدین منہیات قبور مین مبتلا اور طرح طرح کے فتنہ و فساد کی باعث ہوجائینگی لہذا انکے لیے عدمِ جواز ہی کا فتویٰ دیا جائیگا و قس علٰی ھذا۔ جب یہ سن چکے تو اب اصل غرض سنو۔ مگر خدا کے واسطے اگلے خیالات کو بالاے طاق رکھو تعصب کو کچھ دخل نہ دو۔ مین بآوازِ بلند کہتا ہون کہ بلاشک غیر مجتہد کے لیے تقلید ائمہ اربعہ بالذات جائز ہے کچھ واجب نہین۔ کسی خاص امام کا پابند ہونا اور غیر مقلد رہنا فی نفسہ درست ہے نہ حرام۔ مگر مین پہلے کہہ چکا ہون کہ جائز کبھی ناجائز کبھی واجب ہوجاتا ہے تقلید شخصی کی یہی حالت ہے کہ بالذات تو جائز اور بوجہ عروضِ عوارض واجب ہے کیونکہ فی زماننا غیر مقلد ہوجانا بلاشک وشبہ موجب فتنہ و فساد ہے جسکو ابھی مین ثابت کیے دیتا ہون۔ اور قرآن پاک مین ہے لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

یعنے اصلاح کے بعد تم زمین مین فساد برپا نہ کرو۔ اس آیت کریمہ سے فساد برپا کرنے کا امتناع ثابت ہوا اور جو چیز کہ باعثِ فتنہ ہوگی وہ بھی ممتنع ہوگی پس جب مین غیر مقلدیت کا موجب فتنہ و فساد ہونا ثابت کردونگا تو ضرور غیر مقلدی ممتنع اور ائمہ اربعہ کی تقلید شخصی کہ باعث رفع فتنہ و فساد ہے واجب ہوجائیگی۔ جو لوگ متعصب ہین گو وہ نہ مانین مگر انصاف پسندون کے دل پر اس امر کو نقش کالحجر کیے دیتا ہون کہ مذاہب اربعہ مین سے کسی مذہبِ خاص کے پابند رہنے مین اور غیر مقلد ہوجانے مین بلاشک سراسر فتنہ و فساد ہے۔ آجکل لوگون کو جیسا علم ہے ظاہر ہے اور جیسی نفسانیت ہے اظہر من الشمس ہے اگر یہی ٹھہر جائے کہ قرآن و حدیث کا مطلب جسکی سمجھ مین جو آئے اوسپر عمل کیا کرے اور لوگون کو اپنی سمجھ کے موافق فتوے دیا کرے تو مین پہلے پانی کے مسئلے کی کچھ کیفیت دکھاتا ہون جو فقہ اور اکثر کتبِ حدیث کا پہلا مسئلہ ہے ایک صاحب کی سمجھ مین یہ آیا کہ قلتین سے کم پانی نجاست پڑجانے سے ناپاک ہوجاتا ہے دوسرے صاحب کے فہم مین یہ بات آئی کہ پانی کو کتنا ہی قلیل ہو جبتک اوصافِ ثلاثہ مین سے کوئی وصف متغیر نہین ہوتا ناپاک نہین ہوتا۔ تیسرے صاحب کی یہ تحقیق ہوئی کہ بفحوائے الماء طھور لا ینجسہ شئ پانی باوجود تغیر وصف ناپاک ہی نہین ہوتا کوئی حدیث اوصافِ ثلاثہ کے باب مین وارد ہی نہین ہوئی اور اگر ہی بھی تو متصل السند نہین چوتھے صاحب امام ظاہری کے متفق الرائے ہوئے کہ پیشاب سے تو پانی البتہ ناپاک ہوجاتا ہے اور پیخانے سے نہین کیونکہ حدیث پیشاب کے باب مین وارد ہے پانچوین صاحب ابن حزم کے ہمخیال ہوئے کہ اگر پانی ہی مین پیشاب کیا تو ناپاک ہوگا اور اگر کسی ظرف مین کیا پھر پانی مین ڈالدیا تو وہ پانی ناپاک نہین ہوتا چھٹے صاحب کا یہ اجتہاد ہوا کہ پانی مین پیشاب کیا جائے یا خارج سے ملجائے بہر صورت وہ پانی ناپاک ہوجاتا ہے۔ مگر صرف اوسی کے واسطے جسنے پیشاب کیا ہے دوسرون کے واسطے وہ پانی طاہر و مطہر ہی رہتا ہے

اب یہ کچھ شخص ہوئے اور فرض کرو کہ ایک ہی مقام مین رہتے ہین اور ہر ایک کی راے
پانی کے مسئلے مین مخالف ہو اور ہر شخص کا ماخذ حدیث ہی ہے ہر ایک نے اپنے اجتہاد
کے موافق فتوی دیا۔ اب کہو عوام کی کیا کیفیت ہوگی۔ ہر ایک اپنے مخالف کے قول کو
باطل سمجہیگا یا نہین۔ تو توہین مین کی نوبت آجائیگی یا نہین۔ اون مفتیون مین اختلاف
ہوجائیگا یا نہین۔ متفرق فرقے ہوجائینگے یا نہین۔ ابہی تو نماز روزے کے سیکڑون احکام
باقی ہین اونہین اختلافات کی وجہ سے کیا دنگے فساد کی نوبت نہ آجائیگی۔ کیا حضرات
غیر مقلدین مین اتفاق رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ دیکہو ایک شخص کی سمجھ مین یہ آیا کہ
اُصول حدیث کچھ کلام خدا اور رسول تو ہین نہین کیا ضرور ہے کہ انکی پابندی کی جائے
چلیے اوسنے یہ قاعدہ رکہا کہ جہان جرح وتعدیل دونون ہون وہان تعدیل مقدم کیجائیگی
دیکہو اس قاعدے سے سیکڑون احادیث ضعیفہ صحیح اور احادیث صحیحہ ضعیف ٹہر جائینگی
دیکہو جس راوی کا کذب ایک آدہ جگہ بھی ثابت ہوجاتا ہے تو اوسکی کُل حدیثین موضوع
کہلاتی ہین۔ ایک صاحب نے یہ ضابطہ مقرر کیا کہ جس حدیث کا کذب دلیل سے ثابت
ہوجائے وہی موضوع ہو ورنہ موضوع نہین۔ دیکہو کتنی موضوع حدیثین غیر موضوع ہوجائینگی
اور تم کسی آیت یا حدیث سے اوسکو بند نہین کرسکتے۔ ضرور نئی دنیا ہوجائیگی اور سارا
کارخانہ بگڑ جائیگا جب معاملات کی نوبت آئیگی تو نفسانیت کے سبب سے ہر فریق اپنی
اپنی گون کے مسئلے بیان کرنے لگے گا۔ مثلاً مسئلہ ارث مین ایک کہیگا کہ تمکو فلان حدیث
کے روسے حصہ نہین پہونچتا۔ دوسرا اپنا حق جتائیگا۔ اب انصافانہ غور کرو کہ اوسوقت
کیسا فتنہ برپا ہوجائیگا اور شریعت کا کارخانہ کسقدر درہم برہم ہوجائیگا۔ تم لاکھ کسی غیر مقلد
عالم کی کتاب دکھاؤگے کہ دیکہو اونہون نے اس باب مین یون تحقیق کی ہے۔
مگر دوسرا کیون ماننے لگا اوسکے دماغ مین جب کچھ اور ہی بچیدہ ہے تو کسی کا قول اوسکے
نزدیک کب قابل سند ہوسکتا ہے۔ ابہی جو اس فرقے مین کچھ اتفاق دیکھتے ہو اسکا سبب

یہ ہے کہ یہ لوگ مقلدین کے اعتبار سے نہایت ہی کم ہین گویا قطرہ و دریا کا فرق ہے
تکثیر سواد کے خیال سے حتی الوسع ملے جُلے رہتے ہین۔ اگر شہر کا شہر ملک کا ملک غیر مقلد ہو جائے
اوسوقت اختلاف کا کچھ اور ہی عالم نظر آئے کیونکہ اصول غیر مقلدیت ہی اسی کے مقتضی ہین
کہ انمین اتفاق نہ ہے آج ہی دیکھو کہ انمین اختلافات کیا کم ہین دیکھو جو پانی ایک لوٹا بھر ہو اور
اوسمین پیشاب کی ایک بوند پڑ جائے اوسکی نسبت مؤلف معیار الحق نے اپنے فتوے
مطبوعہ ۱۲۹۵ھ مین یون لکھا ہے کہ وہ پانی بلا ریب ناپاک ہے اور اوسکی ناپاکی مین کچھ
شک نہین اور معیار الحق صفحہ ۱۵ مین لکھا ہے کہ پاکی اوس پانی کی جو قلتین سے کم ہو ثابت ہوئی
دیکھو یہ یون فرماتے ہین اور نواب صدیق حسن خان مرحوم بدور الاہلہ صفحہ ۸ مین لکھتے ہین کہ
"آب خواہ بسیار باشد یا اندک بوقوع نجاست پلید نمیگردد تا آنکہ بعض اوصاف آن دگرگون
نشود مذہب حق و راجح ہمین ست" اور عرف الجادی صفحہ ۹ مین ہے کہ "حدیث قلتین کہ در صحیحین نیست
ماول ست و راجح عدم فرق ست در قلیل و کثیر و مستعمل و غیر مستعمل و این راجح مذاہب ست در
نظر تحقیق" دیکھیے ایک صاحب اوس پانی کو بلا ریب ناپاک فرماتے ہین اور دوسرے
بزرگ عدم نجاست کے قائل ہین اور اسیکو قول راجح اور مذہب حق کہتے ہین۔ اور سنیئے
مؤلف بدور الاہلہ وغیرہ کے نزدیک مالِ تجارت مین زکوٰۃ واجب نہین اور ابراء صفحہ
مین لکھا ہے کہ ہم مالِ تجارت مین وجوب زکوٰۃ کے قائل ہین اور ہمارے اُستاد جناب مولانا
سید محمد نذیر حسین صاحب بھی اسکے قائل ہین المختصر سیکڑون مسائل ہین حضرات غیر مقلدین
آپس مین اختلاف رکھتے ہین جسکو بعض مواقع مین خود ان لوگون نے اقرار کیا ہے چنانچہ
ازالۃ الشین والرین صفحہ ۲۹ مین لکھا ہے کہ مولوی سید نذیر حسین صاحب کے بہت سے
معتقدین و تلامذہ متبعین غیر مقلدین نے جناب نواب صاحب بہادر کے کتنے ایسے مسائل
ہین کہ جنکو جناب ممدوح نے بہت مبرہن و محقق اپنی تالیفات مین لکھا ہے خلاف کیا ہے"
الغرض کما حقہ ثابت ہو گیا کہ خود انمین بہت کچھ اختلافات ہین اور صرف اختلافات ہی نہین

بلکہ تو تو مین مین جوتی پیزار کی بھی نوبت آجاتی ہے۔ کل کی بات ہے کہ حضرات غیر مقلدین
مین بناء عیدگاہ پختہ مین بحث آپڑی جناب مؤلف معیار وغیرہ نے اسکے جواز کا فتوی
دیا اور مولوی محمد سعید بنارسی اور چند تلامذہ مؤلف معیار نے اسکو بدعت سیئہ لکھا فریقین
غیر مقلدین نے اپنی اپنی تحریرین چھاپین اس مبحث مین وہ وہ بد تہذیبیان سرزد ہوئین
کہ بیان سے باہر ہین۔ تحقیق مزید توثیق الحق السدید حبذا التوفیق یہ سب رسالے اس باب مین
چھپے ہوئے موجود ہین جسکا جی چاہے دیکھ لے مناظرہ مرشد اباد کے بعد بعض حضرات غیر مقلدین
جو بہے تو آپس مین اسقدر جھگڑے کہ الامان الحفیظ مہینون اخبارون مین رد وقدح ہوتی رہی
اور پھکڑ تک کی نوبت آگئی اگر کوئی اسکو نمانے تو چاند پر خاک ڈالنے سے خاک نہین
پڑسکتی لو مین غیر مقلدی کی تحریر سے ثابت کیے دیتا ہون اخبار شحنہ ہند میرٹھ کے اڈیٹر
غیر مقلد نے اپنے پرچہ اخبار مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۸۸۹ء مین لکھا ہے کہ آجکل ہمارے موحد
بھائیون کے جھگڑون نے آسمان سر پر اوٹھایا ہے پہلے تو قال اللہ قال الرسول پر دار مدار
تھا پھر قولہ اور اقول پر رہا اب شہدون لچون پر فوقیت لیجا گالی گلوج پر نوبت آگئی ہے لیجیے
اب اچھی طرح مین نے ثابت کردکھایا کہ حضرات مقلّدین مین بہت کچھ اختلافات مذہبی ہین
اور انمین سبّ وشتم تک کی نوبت آجاتی ہے اور روز بروز جھگڑے بڑھتے ہی جائینگے
کیونکہ جب ہر شخص اسکا مجاز ہوجائیگا کہ کتاب وسنّت سے جسکی سمجھ مین جو آئے اوس پر عمل
کرے اور لوگون کو فتوے دے تو طبیعتین تو مختلف ہین اور عقل وفہم جدا گانہ پھر اتفاق
کی کیا صورت ہے خصوصًا ایسی حالت مین کہ لوگون مین نفسانیت بھری ہو اتفاق
یعنی چہ۔ جب غیر مقلدیت فتنہ وفساد کی جڑ ٹھہری تو دفعًا للفساد اس سے احتراز واجب
ٹھہرا اور کسی مذہب خاص کی پابندی لازم۔ اور چونکہ ائمہ اربعہ کے سوا کسی اور امام کا مذہب
مدوّن نہین اور نہ اونکے اتباع موجود ہین پس انھین چارون مین سے کوئی خاص
مذہب اختیار کرنا ضرور ہوا میرا یہ مطلب نہین کہ ائمہ اربعہ مین سے کسی خاص امام کے

تقلید شخصی کا اطلاق

کل مسائل پر مفتی بہا ہوں یا نہوں عمل لازم ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ مسائل مفتی بہا پر
عامل ہونا چاہیے عام اس سے کہ وہ مسئلہ امام کا ہو یا اونکے تلامذہ یا علماے کرام مقلدین کا
اور یہی معنے تقلید شخصی کے ہین مثلاً مذہب حنفی مین بھی اکثر مسائل مختلف فیہا ہین جناب
امام کچھہ کہتے ہین اور صاحبین کچھہ اور فرماتے ہین مگر فتوی کسی ایک کے قول پر ہے پس مسائل
مفتی بہا کی حیثیت سے مذہب حنفی مین ایک خاص مذہب نکل آیا تو دفعاً للفساد اوسی کی
تقلید چاہیے اور اسیکو تقلید شخصی سمجھو۔ اگر یہ کہو کہ جب کبھی جناب امام اور کبھی تلامذہ امام کے
قول پر عمل کرنا ہوا تو تقلید شخصی کہان رہی کیونکہ اسکا ظاہر مفہوم تو یہ ہے کہ ایک ہی کی
تقلید کی جائے تو اسکا جواب یہ ہے کہ شخصی بمعنی معین ہے اور یہ صفت مذہب مقدر کی
ہے تقلید شخصی یعنے تقلید مذہب معین اور مین کہہ چکا کہ مذہب حنفی مین جو مسائل مفتی بہا
ہین اونکا مجموعہ بھی ایک مذہب خاص ہے پس تقلید شخصی کا اطلاق درست ٹھہرا اور اگر
تقلید شخصی کے معنے شخص خاص کی تقلید کہو تو بھی مضائقہ نہین کیونکہ جہان کہین کہ شاگردان
واتباع جناب امام کے قول پر فتوی دیا گیا ہے تو وہ بھی اسیوجہ سے کہ تلامذہ واتباع کا قول
ہے مجازاً امام صاحب کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ یا یون سمجھو کہ حسب تحقیق علامہ
ابن ہمام تلامذہ جناب امام نے اقرار کیا ہے کہ ہمارا کوئی قول ایسا نہین جو امام ابو حنیفہ رح
سے ہمکو اوسکی روایت نہو چنانچہ شعرانی نے میزان کبری مین لکھا ہے ونقل الشیخ
کمال الدین بن الھمام عن اصحاب ابی حنیفة کابی یوسف ومحمد وزفر و
الحسن انهم کانوا یقولون ما قلنا فی مسالة قولا الا وهو روایتنا عن ابی حنیفة
واقسموا علی ذلك ایمانا مغلظة الغرض وہ اقوال مفتی بہا جو تلامذہ واتباع جناب
امام کے ہین وہ جناب امام کی طرف منسوب ہو سکتے ہین اور اونپر عمل گویا جناب امام ہی
کی تقلید ہے پس تقلید شخصی کا اطلاق درست ہے۔ بہرکیف جب ثابت ہوگیا کہ
غیر مقلدیت فتنہ و فساد کی جڑ ہے اور تقلید مذہب معین سراسر موجب صلاح و باعث

رفع فساد ہے پس غیر مقلدی ناجائز اور تقلید شخصی واجب بالعرض ٹھہری- اگر غور سے دیکھو تو جمہور کا انھین چارونمین سے کسی ایک مذہب کا پابند ہوجانا اور مطلق العنانی کہ موجب اختلافات کثیرہ ہے اوس سے باز آنا کچھہ آسان امر نتھا مگر کچھہ خدا ہی کی عنایت خاص تھی کہ یہ بات ہوگئی- لیکن افسوس کہ حضرات غیر مقلدین نے اس جمی جمائی بات کی کچھہ قدر نکی اور اسمین ایک شاخ نکالدی- تعجب ہو کہ ہر چہار طرف انجمنین قائم ہورہی ہین اتفاق اتفاق کی صدائین آرہی ہین اور یہ کوئی خیال ہی نہین کرتا کہ جب غیر مقلدی ہے تو اتفاق یعنی چہ- میرا یہ ہرگز خیال نہین کہ تقلید شخصی کرنے سے کچھہ اختلاف ہی نہین ہوسکتا- جب مین اپنی آنکھون سے بعض جزئیات مسائل مین علماے مقلدین کو مختلف دیکھہ رہا ہون تو کیونکر آنکھون مین خاک ڈالدون- بیشک اختلافات ہین اور قیامت تک کچھہ نہ کچھہ اختلافات رہین گے مگر بات یہ ہے کہ اکثر مسائل عبادات و معاملات مفتی بہا ہوچکے ہین- اور بعض مسائل جو ہنوز طے نہین ہوئے وہ ایک تو خود قلیل ہین دوسرے اونمین سے اکثر ایسے ہین جنپر صوم و صلوٰۃ و عبادات موقوف نہین بخلاف غیر مقلدیت کے کہ اسکی وجہ سے نماز روزے کے سیکڑون احکام مین اختلافات ہوجائینگے- معاملات مین اپنی اپنی گون کے مسئلے بیان ہونے لگین گے- ایک ہی جگہہ بیسون فرقے نظر آنے لگین گے- اے اسلام کے حمایت کرنے والو- اسکی بہی خواہی کے دم بہرنے والو دیکھو مسلمانونمین پھوٹ نڈالو- ذرا نشیب و فراز کو سمجھو- اس جمی جمائی بات مین رخنہ اندازی نکرو- ائمہ اربعہ کی تقلید شخصی سے نہ خود باہر ہو اور نہ لوگون کو باہر ہونے دو ورنہ اختلافات مٹانے مین دانتون پسینے آجائینگے اور تمسے کچھہ نہوسکیگا- ہان اگر کتاب و سنّت کی خدمت کرتے کرتے کسی مسئلے مین اجتہاد کا درجہ نصیب ہوجائے تو اوس مسئلے مین خود کسی کی تقلید نکرو اور بعنوان مناسب اپنے اجتہاد پر اسطرح عمل کرو کہ فساد برپا نہونے پائے اور دوسرے لوگون کو اپنے حال پر رہنے دو کیونکہ عوام کو تو

ائمہ اربعہ کی تقلید شخصی سے چارہ نہین مذاہب اربعہ کو ترک کرنا کسیطرح زیبا نہین۔
ہان اگر کوئی خدا کا بندہ ایسا پیدا ہو کہ ناسخ و منسوخ عام و خاص مطلق و مقید مجمل و مبین
وغیرہ احکام کی تمیز رکھتا ہو اور حدیث کے جمیع اقسام کو جانتا ہو اور راویون کے حالات
سے کماحقہ واقف ہو قرآن و حدیث کا حافظ ہو قوت استنباط مسائل بھی رکھتا ہو
سفہاء الاحلام سے نہو مجتہدین مین جو اوصاف چاہیین وہ سب رکھتا ہو پھر تائید یزدانی
ایسی شامل حال ہو کہ جمہور مسلمان اوسکے تابع ہو جائین اور اتنی قدرت بھی رکھتا ہو
کہ جو کوئی اوسکے حکم کے خلاف کرے اور ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بنائے تو بمفہوم اس
حدیث من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق
جماعتکم فاقتلوہ۔ رواہ مسلم۔ اوسکی سزا بھی کر سکتا ہو تاکہ پھر فساد برپا نہو ایسی حالت
مین مذاہب اربعہ کو چھوڑ کر اوس شخص کی تقلید کرنی درست ہوگی۔ کیونکہ اصل مقصود تقرب
خداوندی ہے ائمہ دین بلکہ انبیا تک صرف واسطے ہین۔ جب کوئی بے خرخشہ واسطہ ملجائے
تو اوسکے اختیار کرنے مین کیا مضائقہ۔ مگر بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ کے ہاتھ مین
یونتو سب کچھ قدرت ہے مگر بظاہر ایسے شخص کا وجود بجز امام مہدی موعود مستبعد ہی
مستبعد ہے الغرض جب تک نہ ایسے شخص کا وجود ہے اور نہ خود درجہ اجتہاد حاصل ہی
تو مذاہب اربعہ مین سے کسی مذہب معین کی تقلید واجب رہیگی اور دائرہ تقلید سے قدم
باہر رکھنا ہرگز جائز نہوگا۔ یہانپر حضرات غیر مقلدین یہ اعتراض کرتے ہین کہ مقلدین جہان
کہین قول امام کو قول نبوی کے خلاف بھی پاتے ہین تو نہین چھوڑتے حالانکہ خود انکے
امام ابو حنیفہ کا قول ہے اترکوا قولی بخبر الرسول۔ یعنے میرے قول کو جہان خبر رسول
کے خلاف پاؤ چھوڑدو۔ انکے امام تو یون فرمائین اور یہ لوگ تقلید پر اڑے رہین۔ اسکا
جواب یہ ہے کہ ایسی حالت مین امام صاحب اپنا قول ترک کرنے کو کہین یا نہ کہین
اور اس باب مین نص صریح ہو یا نہو عقل ہی کہے دیتی ہے کہ حکم نبوی کے خلاف کرنا
نامنصفی ہے

مسلمانی کی شان سے نہایت بعید ہے۔ اللہ اللہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو رسول برحق جانتا ہے بھلا اوس سے ایسی جرأت ہوسکتی ہے کہ زید وعمرو کے کسی
ایسے قول پر جسکو صریح خلاف قول نبوی جانتا ہے عمل کرے اور قول معصوم کو نظر انداز
کرے مسلمانون کو تو یہی لازم ہے کہ بفحواے مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ آپکا حکم مان
لیا کرین اور اوسپر عمل کیا کرین۔ رہی یہ بات کہ مقلدین ایسا اور ویسا کیا کرتے ہین محض
ابلہ فریبی ہے کیونکہ مقلد اگر عامی ہے تو اوس بیچارے کو اسی مین تردد ہوتا ہے کہ یہ
حدیث جو مخالف نے پیش کی ہے کیسی ہے موضوع ہے یا غیر موضوع ضعیف ہے یا صحیح
وقس علے ہذا اور اگر عالم ہے مگر اوسکو مقلدین کیطرح دینیات مین تبحر نہین حدیث وفقہ کی پانچ چھہ کتابین
پڑھ لی ہین تو ایسا شخص اگر امام صاحب کا کوئی مسئلہ ظاہر حدیث کے خلاف دیکھتا ہے
تو اوسکو باور نہین آتا کہ فی الواقع اسکی مؤید کوئی حدیث نہین۔ مروجہ کتب احادیث مین نہونے
سے یہ لازم نہین آتا کہ اور کتابون مین بھی نہو۔ یہ تو عقلاً و نقلاً ثابت ہے کہ جمیع احادیث
ان کتب متداولہ مین درج نہین عقلاً تو اسلیے کہ دن بھر مین آدمی سیکڑون کام اور ہزارون
باتین کیا کرتے ہین اور لوگون کے بیسیون افعال نظر سے گزرا کرتے ہین۔ اب خیال کرو
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنکا کام ہمیشہ تعلیم تھا دن مین کتنے کام کرتے ہونگے اور
کتنی باتین ارشاد فرماتے ہونگے اور صحابہ کے کتنے افعال نظر سے گزرتے ہونگے اور آپ
پسند فرما کے سکوت کرتے ہونگے یہ سب اقسام حدیث سے ہین۔ پس اگر ان صحاح مروجہ مین
کل حدیثین درج ہوتین تو ظاہر ہے کہ ایک بار شتر ہو جاتا۔ اور نقلاً اس سبب سے کہ پہلے لوگونکو
لاکھون حدیثین یاد تھین اسحق بن راہویہ کو دیکھیے کہ اونکو ستر لاکھ حدیثین یاد تھین چنانچہ
نواب صدیق حسن خان مرحوم اتحاف النبلا مین لکھتے ہین و خود اسحق گفتہ ہفتاد صد
ہزار حدیث یاد دارم" مگر پھر بھی صحاح مروجہ مین سے کوئی ایسی کتاب نہین جسمین دس ہزار
حدیثین بھی ہون۔ جب مروجہ کتب احادیث کا یہ حال ہے تو ممکن ہے کہ ائمہ اربعہ

خصوصاً امام اعظمؒ کہ ۸۰ھ مین پیدا ہوئے تھے بوجہ قرب زمانہ نبوی اپنے مسئلہ فقہیہ کی مؤید کوئی حدیث پاگئے ہوں جو صحاح مروجہ مین نہین آسکے علاوہ بالفرض مانحن فیہ مین بھی حدیث ہے جسکو مخاصم نے پیش کیا ہے مگر ممکن ہے کہ ہمارے امام کے نزدیک کسی امر قادح کی وجہ سے قابل حجت نہ ٹھہری ہو۔ اگر یہ سوچکے کسی حدیث کو تسلیم نہین کیا تو کچھ مضائقہ نہین۔ کیونکہ صحابہ نے بھی بعض دفعہ حدیث صحیح کو رد کردیا ہے۔ چنانچہ صحیحین وغیرہا مین ہے کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور بولا کہ مین ناپاک ہوگیا ہون اور غسل کے لیے پانی نہین ملتا۔ حضرت عمرؓ نے اوسکو نماز پڑھنے سے منع کیا۔ تب حضرت عمارؓ بولے کہ مین ایک دفعہ جنب ہوگیا تھا پانی نہ ملا تو مٹی مین لوٹ کے نماز پڑھ لی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سُنا تو آپ نے تیمم کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمکو کافی تھا ناحق تم مٹی مین لوٹے۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ حدیث سُنی تو ہرگز نمانی بلکہ اس حدیث کے بیان کرنے سے بھی عمارؓ کو منع کیا۔ دیکھو اس تیمم کے باب مین وہ حدیث صحیح تھی حتٰی کہ طبقہ ثانیہ مین طرق کثیرہ سے مروی ہوئی اور لوگ تیمم جنب کے قائل ہوگئے مگر حضرت عمرؓ نے عمارؓ کے بیان کو نمانا اور اپنی رائے پر قائم رہے۔ اسی طرح فاطمہ بنت قیس نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا کہ مین مطلقۃ الثلاث ہوگئی تھی میرے لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نفقہ و سکنی کچھ مقرر نہین کیا حضرت عمرؓ نے نمانا اور کہا کہ "مین ایک عورت کے کہنے سے کہ خدا جانے سچ کہتی ہے یا جھوٹ بولتی ہے کتاب اللہ کو نہ چھوڑونگا"۔ اب غور کرو کہ حضرت عمرؓ نے ان حدیثون کو کیون رد کردیا کیا اونکے دل نے قبول کرلیا تھا کہ یہ بیشک قول نبوی ہے اور جو مطلب یہ لوگ سمجھے ہین وہی آپکی بھی مراد تھی پھر بھی اپنی رائے پر قائم رہے۔ ہرگز نہین۔ ایسی بات تو وہی شخص کہیگا جو صحابہؓ کا منکر حضرت عمرؓ کا دشمن ہے۔ بلکہ وجہ یہ تھی کہ یا تو صدق حدیث ہی مین اونکو تامل ہوا یا یہ سمجھے کہ مراد نبوی کچھ اور ہوگی یہ لوگ کچھ اور سمجھ گئے۔ پس اسی پر مقلدین کو سمجھ لیجیے کہ قول نبوی کے تسلیم مین کچھ عذر نہین کرتے بلکہ کسی حدیث کے تسلیم مین

اگر اونکو کچھہ تامل ہوتا ہے تو صرف اسوجہ سے کہ یا تو قول نبوی ہی ہونے مین اونکو شک ہوتا ہے یا یہ سمجھتے ہین کہ عجب نہین کہ ہمارے امام نے اس حدیث کو کسی امر قادح کی وجہ سے قابل حجت نجانا ہو اور اماموں کو یہ سمجھکر کہ وہ لوگ اعرف بالسنۃ تھے اونکے مسائل کتاب وسنت ہی سے مستنبط ہین اپنے اپنے امام کے قول پر عمل کیا کرتے ہین پس ایسی حالت مین اونپر کچھہ الزام نہین- اگر عموما انکار حدیث باعث الزام ہے تو سب سے پہلے صحابہ پر اعتراض جمتا ہے کہ بعض دفعہ حدیث صحیح کی تسلیم سے صاف انکار کر بیٹھے ہین اور اپنی رائے پر قائم رہے ہین- ہان الزام تو جب ہو کہ کسی مقلد کو اچھی طرح ثابت ہوجائے کہ یہ قول نبوی ہے اور اسمین کوئی امر قادح نہین اور ہمارے امام کا قول صریحا اسکے خلاف ہے- اور یہ بات جب تک آدمی درجۂ اجتہاد کو نہ پہونچ جائے حاصل نہین ہوسکتی- اسی سبب سے امام شعرانی نے الیواقیت والجواہر مین انتہ کو اقتی الی الخ کی نسبت لکھا ہے وھو محمول علی من اعطے قوۃ الاجتہاد- اور قرآن پاک مین جو فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ- آیا ہے اور اس آیہ مین وقت اختلاف کے اللہ و رسول کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے تو یہ اوسکے لیے ہے کہ جسکو اسکا مادہ بھی ہو ہر شخص کا کام نہین- جناب رسالتمآب صلعم خود موجود نہین کہ چلکے مسائل خلافیہ کو پوچھہ لیجیے اختلافات ائمہ کو مٹا دیجیے- رہین حدیث کی کتابین تو بوجہ احتمال نسخ وموضوعیت وضعف وغیرہ ہر شخص اونکے ذریعے سے اقوال ائمہ کو ردالی اللہ والرسول کرکے باطل نہین کرسکتا- یہ کام مجتہد ہی کا ہے اور مین تو کہتا ہی ہون کہ جس عالم مقلد کو کتب دینیہ کی خدمت کرتے کرتے درجۂ اجتہاد نصیب ہوجائے اوسکو ایسے مسائل فقہیہ پر جنکو صریحا خلاف کتاب و سنت جانتا ہے عمل کرنا زیبا نہین اور جب تک یہ رتبہ حاصل نہین ہوا اوسکو مذاہب اربعہ مین سے کسی مذہب کی پابندی ضرور ہے- مگر اسکے ساتھہ ہی میرا یہ بھی خیال ہے کہ جو لوگ پابند تقلید شخصی نہین گو کیسے ہی برے ہون مگر صرف انکار تقلید کے سبب سے وہ دائرۂ

اہلِ سنت سے ہرگز خارج نہین ہوسکتے - کیا اندھیر ہے کہ متعصب غیر مقلدین نے تو مقلدون کو مشرک بنا چھوڑا اور جہال مقلدین نے منکرین تقلید کو کافر تک کہہ ڈالا نعوذ باللہ من ذالک جو لوگ خدا ورسول قرآن وحدیث وصحابہ وغیرہم کو مانتے ہین کلمہ گو ہین اہلِ قبلہ ہین اونکو کیونکر مسلمان نکہون - واجب بالذات کا منکر تو کافر ہی نہین جو چیز کہ بالعرض واجب کہی جائے اوسکے منکر کی تکفیر کیونکر ہوسکتی ہے - بلکہ مین آواز بلند کہتا ہون کہ جو لوگ اپنے آپ کو مقلد کہتے ہین مگر نماز تک نہین پڑھتے - مزے سے تاڑی شراب پیا کرتے ہین ناچ رنگ مین مشغول رہا کرتے ہین اونسے وہ محتاط غیر مقلدین جو ائمہ دین کو برا بھلا نہین کہتے میرے نزدیک ہزار درجہ اچھے ہین - بیشک فی زماننا پابندِ تقلید نہونا باعث فتنہ وفساد ہے جس سے احتراز واجب ہے کما مر ادا لیکن صرف انکار تقلید سے وہ لوگ کسیطرح دائرۂ اسلام سے خارج نہین ہوسکتے - احادیث صحیحہ سے کما حقہ ثابت ہے کہ مرد مسلمان کی تکفیر نہایت ہی گناہ کی بات ہے - جو لوگ بے کھٹکے کسی کلمہ گو کو کافر کہہ دیتے ہین قیامت مین کیا جواب دینگے اور جو لوگ تقلید کو حرام کہکے مسلمانون کی جماعت مین پھوٹ ڈالتے ہین آپس مین بغض وکینہ بڑہاتے ہین جمی جمائی بات مین رخنہ اندازی کرتے ہین خدا جانے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائینگے - وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ -

اثباتِ حقیت مذہب حنفی بطریق کشف ورویاے صالحہ

تحریرات سابقہ سے اگرچہ اور مذاہبِ حقہ کے ضمن مین مذہبِ حنفی کا بھی حق ہونا ثابت ہوچکا - مگر چونکہ متعصبین اس مذہب پر زیادہ منہ آیا کرتے ہین لہذا اس فصل مین پہلے اربابِ طریقت کے چند کشف لکھتا ہون پھر بعض رویاے صالحہ کا ذکر کرتا ہون جنکو دیکھکر حضرات حنفیہ نہایت ہی باغ باغ ہوجائینگے بلکہ مجھکو تو یہ امید ہے کہ مخالفین اگر عقل وانصاف کو کچھ دخل دینگے تو وہ بھی ضرور ڈہیلے ہوجائینگے - پہلے کشف کی کیفیت سنو خدا بخشے نواب صدیق حسن خان ریاض المرتاض[2] مین لکھتے ہین کشف اولیا والہام شان

ملاحظہ صفحہ ۱۰۰۵

موجب علم ظنی ست الی قولہ پس عمل کردن موافق کشف و الہام جائز ست اگر مخالف قرآن و حدیث و اجماع و قیاس صحیح جلی نباشد۔ اب رویاے صالحہ کا حال سنو کہ اللہ تعالے جل شانہ نے جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اور کمالات و فضائل عطا فرمائے ہین اوسیطرح یہ فضیلت بھی بخشی ہے کہ شیطان مردود کو ہرگز طاقت نہین کہ خواب مین آپکی صورت بنکر کسی کے سامنے آئے اور کچھ بہکائے۔ صحیحین مین ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے خواب مین مجھکو دیکھا حقیقت مین مجھی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت کے ساتھہ متمثل نہین ہو سکتا۔ اب یہ سمجھو کہ آنحضرت کو خواب مین دیکھنے کے کیا معنے۔ آیا یہ مراد ہے کہ جو صورت حلیہ شریفہ کے مطابق ہو وہ خواب مین نظر آئے یا مطابقت کی کچھ قید نہین۔ کچھ لوگ شق اول کی طرف گئے ہین اور اکثر محققین نے صورت ثانی اختیار کی ہے۔ یعنے اسکے قائل ہین کہ حلیے کے موافق ہو یا نہو حقیقت مین اوسنے آپ ہی کو دیکھا نہ شیطان کو اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص خواب مین کسی چیز کو دیکھتا ہے اور اوسکے ذہن کو القا ہوتا ہے کہ یہ فلان چیز ہے تو وہ صورت مرئیہ گو شکل اصلی سے کچھ فرق رکھتی ہو تو بھی وہ یہی سمجھتا ہے کہ مین نے فلان چیز خواب مین دیکھی۔ غرض کہ کسی شخص کو خواب مین دیکھنا اسکے معنے متبادر یہی ہین کہ کوئی صورت خواب مین نظر آئے اور ذہن کو القا ہو جائے کہ یہ فلان شخص ہے پس حدیث کا مطلب یہ ٹھہرا کہ جب کسی نے کوئی صورت خواب مین دیکھی اور اوسکے ذہن کو القا ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ صورت ہے تو حقیقت مین وہ آپ ہی کی صورت ہوتی ہے۔ رہی یہ بات کہ صورتین مختلف کیون نظر آتی ہین تو اسکی وجہ یہ ہے کہ آئینہ دل ہمیشہ یکسان نہین رہتا۔ ظاہر ہے کہ جیسا صاف آئینہ ہوگا ویسی ہی اوسمین صاف صورت نظر آئیگی۔ اور جن لوگون نے مطابقت

حلیہ کی قید لگائی ہے اونکے قول کو اکثر محققین نے ضعیف کہا ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے قال القاضی ویحتمل ان یکون قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد رانی او فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی المراد بہ اذا راٰہ علی صفتہ المعروفۃ لہ فی حیاتہ فان رای علی خلافہا کانت رویا تاویل لا رویا حقیقۃ وھذا الذی قالہ القاضی ضعیف بل الصحیح انہ یراہ حقیقۃ سواء کان علی صفتہ المعروفۃ او غیرھا کما ذکرہ المازری۔ یعنے قاضی عیاض نے کہا ہی کہ احتمال یہ بھی ہے کہ حدیث فقد رانی الخ سے مراد یہ ہو کہ خواب دیکھنے والا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اوس صفت معروفہ پر دیکھے جو عالم حیات مین تھی پس اگر خلاف اوسکے دیکھا تو یہ رویا ے تاویل ہے۔ اور یہ قول قاضی کا ضعیف ہی بلکہ صحیح یہ ہے کہ حقیقت مین آپ ہی کو دیکھا عام اس سے کہ حلیے کے موافق ہو یا نہو جیسا کہ علامہ مازری نے ذکر کیا ہی اور علامہ طیبی نے کاشف عن حقائق السنن مین لکھا ہے قال القاضی قال بعضھم خص اللہ سبحانہ وتعالی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بان رویۃ الناس ایاہ صحیحۃ وکلھا صادق ومنع الشیطان ان یتصور فی خلقتہ لئلا یکذب علی لسانہ فی النوم وکما خرق اللہ سبحانہ العادۃ للانبیاء بالمعجزۃ وکما استحال ان یتصور الشیطان فی صورتہ فی الیقظۃ ولو وقع لاشتبہ الحق بالباطل ولم یوثق بما جاء بہ مخافۃ من ھذا التصور فحماھا اللہ تعالی من الشیطان ونزغہ ووسوستہ واغوائہ وکیدہ کذا حمی رویاھم عنہ بالنوم۔ یعنے قاضی عیاض نے کہا ہے کہ بعضون نے کہا ہے کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس امر مین مخصوص کیا ہے کہ آپکو خواب مین دیکھنا رویاے صالحہ سے ہے اور ہر خواب سچا ہے کیونکہ شیطان کو آپکی صورت کے ساتھ متشکل ہونے کی قدرت نہین عطا کی تا کہ خواب مین آپکی طرف سے جھوٹ کہہ کے نہ بہکائے اور جسطرح انبیا علیہم السلام کو

خرقِ عادات بالمعجزہ عطا کیے ہین اور جسطرح عالم بیداری مین شیطان کو آپکے تشکل کی
طاقت نہین دی تا کہ حق و باطل مین فرق رہے اور احکامِ رحمانی مین وسوسہ شیطانی
کا شبہ واقع نہو۔ اسیطرح خواب مین بھی لوگون کو کید شیطانی سے محفوظ رکھا کہ ابلیس لعین
خواب مین آپکی صورت بنکر نہین بہکا سکتا۔ اور علامہ قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین
لکھا ہے۔ والصحیح انہا حقیقة سواء کان علی صفته المعروفة او غیرہا یعنے
صحیح یہ ہے کہ حقیقت مین دیکھنے والے نے آپ ہی کو دیکھا ہے عام اس سے کہ وہ صورت
مرئیہ حلیے کے موافق ہو یا نہو۔ اور علامہ ابن رجب نے اپنے طبقات مین حافظ ابن مندہ
کے ترجمے مین ایک خواب نقل کرکے لکھا ہے قال ابن منده فما قاله رسول الله صلے الله
علیه وسلم فی نومه و یقظته فهو حق۔ یعنے حافظ ابن مندہ نے کہا ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے عالم رویا مین ہو یا بیداری مین وہ حق ہے۔

امام شعرانی

جب یہ تمہیدات سُن چکے تو اب انصافانہ ملاحظہ ہو قطب ربانی امام شعرانی ص۳۲ میزان کبریٰ
مین لکھتے ہین۔ وقد تقدم ان الله تعالی لما منّ علیّ بالاطلاع علی عین الشریعة رأیت
المذاهب کلها متصلة بها و رأیت مذاهب الائمة الاربعة تجری جداولها کلها
و رأیت جمیع المذاهب التی اندرست قد استحالت حجارة و رأیت اطول الائمة
جدولا الامام ابا حنیفة ویلیه الامام مالك ویلیه الامام الشافعی ویلیه
الامام احمد بن حنبل الخ۔ یعنے اوپر گذر چکا کہ جب مجکو اللہ تعالے کے احسان سے
عین شریعت سے اطلاع ہوگئی تو کشف مین کل مذاہب کو بحر شریعت سے متصل پایا
اور ائمہ اربعہ کے مذاہب کو دیکھا کہ انکی نہرین جاری ہین اور جو مذاہب ختم مندرس ہوگئے
ہین وہ خشک ہوکر پتھر نظر آرہے ہین اور سب سے بڑی نہر امام ابو حنیفہ رح کی دیکھی پھر اوسکے
قریب قریب امام مالک رح کی پھر امام شافعی رح کی پھر امام احمد حنبل رح کی۔ اور امام ربانی مجدد

مجدد الف ثانی

الف ثانی جنکی نسبت نواب صدیق حسن خان مرحوم نے ریاض المرتاض ص۲۱ مین

لکھا ہے کہ علوم مرتبہ کشف ہاے مجدد الف ثانی دریافت باید کرد کہ از سرچشمہ صحیح سر زدہ
وگاہے مخالف شرع نیفتادہ بلکہ بیشتر را شرع مؤید ست" ۔ وہی بزرگ اپنے مکتوبات جلد ثانی
مکتوب پنجاہ و پنجم مین لکھتے ہین کہ "بے شایبہ تکلف و تعصب گفتہ میشود کہ نورانیت این
مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریاے عظیم مے نماید و سایر مذاہب در رنگ حیاض و جداول
بنظر مے در آیند و بظاہر ہم کہ ملاحظہ نمودہ مے آید سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند"
علیہم الرضوان ۔ امام شعرانی اور مجدد الف ثانی دونون کے کشف کا مآل واحد ہے جس سے
اور بھی اس کشف کو قوت ہو گئی ۔ دیکھو صاحب باحث المرتاض نے بھی لکھا ہے "و اگر کشف
دو کس باہم متوافق شود ظن غالب شود" ۔ اور وہی حضرت مجدد اپنے رسالے مبدأ و معاد ۲۹
مین لکھتے ہین "و برین فقیر ظاہر ساختہ اند کہ در خلافیات کلام حق بجانب حنفی ست الی قولہ و در
خلافیات فقہی در اکثر مسائل حق بجانب حنفی ست و در اقل تردد" ۔ اور شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی فیوض الحرمین مین لکھتے ہین ۔ عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت
ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ ۔ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
بتا دیا کہ مذہب حنفی مین ایک ایسا عمدہ راستہ ہے کہ بخاری وغیرہ کے زمانے مین جو سنت
معروفہ کہ مجتمع ہوئی ہے اوسکے ساتھ وہ نہایت ہی موافق ہے ۔ اور دیلمی نے مسند الفردوس
مین لکھا ہے کہ ابو المظفر شاگرد ابو جعفر قایسی محدث نے بیان کیا کہ میرے استاد نے خواب مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اثناے کلام مین اختلاف ائمہ کا ذکر آیا آپنے ارشاد
فرمایا کہ ہر امام اپنے اجتہاد مین مصیب ہے تب قایسی نے کہا کہ ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ دو مجتہد
جو کسی مسئلے مین مختلف ہوتے ہین تو دونون مصیب ہین اور حق ایک مین ہوتا ہے اور
شافعی کہتے ہین کہ اون دونون مین ایک مصیب اور دوسرا مخطی ہے مگر اوسپر کچھ گناہ
نہین ۔ تب آپنے فرمایا کہ دونون قول قریب المعنے ہین اگرچہ لفظ مختلف ہین تب قایسی نے

ف کشف دوم حضرت مجدد رح

ف کشف یا منام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ف منام علامہ ابو جعفر قایسی رح

کہا کہ یا رسول اللہ ان دونوں قولوں میں کون اولیٰ بالاخذ ہے۔ یعنے کسکے قول پر عمل کرنا چاہیے آپنے ارشاد فرمایا کلاھما علی الحقِّ۔ یعنے دونوں بر سر حق ہیں۔ اس واقعے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم ایسے لوگوں کو جو ابو جعفر قاسمی سے درجۂ علم میں کہیں کم ہیں امام اعظمؒ کی تقلید میں کچھہ مضائقہ نہیں گو اونکا کوئی مسئلہ نفس الامر میں خطا پر ہو مگر چونکہ اجتہادی مسئلہ ہے آپکے فرمانے کے بموجب حق ہو گیا اور اوسپر عمل کرنا جائز ٹھہرا۔ اور علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان میں لکھا ہے قال ازھر بن کیسان رایت النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم وخلفہ ابو بکرؓ و عمرؓ فقلت لھما اسأل رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن شیٔ قالا اسٔل ولا ترفع صوتک فسألتہ عن علم ابی حنیفۃ لانی کنت زاھدا فیہ فقال ھذا علم انفتح من علم الخضر۔ یعنے ازہر بن کیسان نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپکے پیچھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو پایا میں نے اون دونوں سے عرض کی کہ میں آنحضرت سے کچھہ پوچھنا چاہتا ہوں اونہوں نے ارشاد فرمایا کہ پوچھو مگر باواز بلند نہ پوچھنا پس میں نے بوجہ تزہد آپسے علم ابی حنیفہؒ کے باب میں سوال کیا آپنے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ علم ہے کہ علم خضرؑ سے مفتوح ہوا ہے۔ اور اوسی خیرات الحسان میں یہ بھی ہے عن ابی معافی الفضل بن خالد قال رایت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ماتقول فی علم ابی حنیفۃ فقال ذٰلک علم یحتاج الناس الیہ۔ یعنے فضل بن خالد سے مروی ہے کہ اونھوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ علم ابی حنیفہؒ کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں آپنے فرمایا کہ یہ وہ علم ہے کہ جسکے لوگ حاجتمند رہیں گے۔ اور اوسی خیرات الحسان میں یہ بھی ہے کہ مسدد بن عبد الرحمن بصری سے مروی ہے کہ طلوع فجر کے کچھہ قبل وہ مکہ معظمہ میں رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان سو رہے تھے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ سے

خواب ازہر بن کیسان

خواب فضل بن خالد

خواب مسدد بن عبد الرحمن

اونہون نے پوچھا کہ یارسول اللہ کوفے کے رہنے والے نعمان بن ثابت کے حق مین آپ کیا فرماتے ہین آیا اونکے علم سے کچھ اخذ کرون آپنے ارشاد فرمایا خذ (یعنے امام ابو حنیفہؒ) من علمه و اعمل بعمله فنعم الرجل هو ۔ یعنے اونکے علم سے اخذ کرو اور اونکے عمل پر چلو وہ بہت اچھے آدمی ہین ۔ اور اوسی خیرات الحسان مین یہ بھی ہے رائی بعض ائمة الحنابلة النبی صلی اللہ علیه وعلی اله وسلم قال فقلت له یا رسول اللہ حدثنی عن المذاهب فقال المذاهب ثلثة فوقع فی نفسی انه یخرج مذهب ابی حنیفة لتمسكه بالرای فابتدأ وقال ابو حنیفة والشافعی ثم قال ومالك واحمد اربعة ۔ یعنے بعض ائمہ حنبلی المذہب نے آنحضرت کو خواب مین دیکھا پس مذہب کے بارے مین آپسے استفسار کیا آپنے فرمایا کہ مذہب تین ہین ۔ پس میرے جی مین یہ خطرہ گذرا کہ آپ تمسک بالرای کے سبب سے شاید مذہب ابو حنیفہ کو خارج کردینگے ۔ اتنے مین آپنے بیان فرمانا شروع کیا کہ ابو حنیفہ اور شافعی پھر فرمایا مالک تین ہوئے اور احمد حنبل تین وہ اور ایک یہ کل چار ہوئے ۔ اور نواب صدیق حسن خان مرحوم نے تقصار مین لکھا ہے معاذ رازی گفت پیغمبر صلی اللہ علیه وسلم را در خواب دیدم گفتم این اطلبك فرمود عند علم ابی حنیفة ۔ یعنے معاذ رازی نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پوچھا مین نے کہ یا رسول اللہ آپکو کہان ڈھونڈھون آپ کہان ملینگے آپنے ارشاد فرمایا کہ علم ابی حنیفہؒ کے پاس یعنے اونکے مسلک پر چلوگے تو مجکو پاوسگے ۔ دیکھو یہ چند رویاے صالحہ ہین جنسے مذہب حنفی کی تعریف نکلتی ہے ۔ انکے علاوہ اور بھی منام ہین ۔ اب جاے غور اور مقام انصاف ہے کہ ایک تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا مین ایسے کلمات ارشاد فرمائے ہین جنسے اس مذہب کی خوبیان اچھی طرح ثابت ہوتی ہین ۔ دوسرے اس باب مین متعدد خواب ہین ۔ اور کسی امر کے بارے مین کثرت رویا کے متفق ہوجانے کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت

خواب بعض ائمہ حنابلہ

خواب معاذ رازی

کی حجت قرار دی ہے - کیونکہ جب کئی صحابہؓ نے خواب میں لیلۃ القدر کو سبع اواخر میں
دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا - اری رؤیاکم قد تواطأت فی السبع الاواخر فمن کان
متحریها فلیتحرها فی السبع الاواخر متفق علیه - اسی حدیث سے علامہ ابن القیم
نے بھی کتاب الروح میں انتفاع الاموات عن الاحیاء کی نسبت تواطؤ رؤیا کو دلیل قرار دیا ہے المختصر
مخالفین ان دلائل میں شاخین نکالنے کو تو بہت کچھ نکال سکتے ہیں مگر انصافانہ غور کرنے
کے بعد مجموعۂ کشف و منامات سے بلاشک حقیت مذہب حنفی کی کما حقہ ثابت ہوتی ہے
اگر اب بھی کوئی اس مذہب کو برا بھلا کہے تو بجز "فِی قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ" اور کیا کہا جا سکتا ہو
اور اگر یہ کہیے کہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں ابو جعفر محمد بن احمد بن نصر
فقیہ شافعی کا ایک خواب نقل کیا ہے جس سے مذہب حنفی کی منقصت ثابت ہوتی ہے تو اسکے جواب
باصواب تو کئی ہیں مگر سر دست سبکو نظر انداز کر کے میں یہ کہتا ہوں کہ ابن خلکان نے انکی
نسبت یہ بھی لکھدیا ہے وکان قد اختلط فی آخر عمره اختلاطا عظیما - جسسے آخر
عمر میں انکے حفظ میں فتور آگیا - اور قبل فتور انسے اس واقعے کا مروی ہونا ثابت
نہیں پس انکا قول کیونکر قابل احتجاج ہو سکتا ہے - اور حق یہ ہے کہ جو مذہب حقیقت
میں عمدہ ہے اوسپر حسادکی آتش حسد سے کچھ آنچ نہیں آسکتی - اگر کوئی انصافانہ دیکھے
تو بلاشک اس مذہب کے اکثر مسائل مختلفہ میں احتیاط ہی کا درجہ پائیگا - اور یہ تو اظہر
من الشمس ہے کہ اکثر اولیاء اللہ حنفی المذہب گزرے ہیں اور غیر حنفی علما بھی اس مذہب
کے مداح رہے ہیں - پھر چند سفہاء الاحلام کے برا بھلا کہدینے سے کیا ہوتا ہے - کوئی
لاکھ رخنہ اندازی کرے ہزار اسکی برائیاں لکھے مگر انشاء اللہ تعالے یہ مذہب حق قیامت
تک قائم رہیگا - قطب صمدانی امام شعرانی قدس سرہ نے میزان کبریٰ میں لکھا ہے فلما کان
مذهب الامام ابی حنیفة اول المذاهب المدونة تدوینا فکذلک یکون
آخرها انقراضا وبذلك قال اهل الكشف - یعنے امام ابو حنیفہ کا مذہب جسطرح

تدوین کے اعتبار سے اول المذاہب ہوا وسی طرح ارباب کشف کا قول ہے کہ انقراض کے اعتبار سے یہ آخر المذاہب ہوگا - یعنے کل مذاہب کے بعد یہ مذہب منقرض ہوگا - اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رح نے اپنے مکتوبات جلد ثانی مکتوب پنجاہ وپنجم میں لکھا ہے کہ حضرت عیسے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول کہ متابعت این شریعت خواہد نمود واتباع سنت آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام خواہد کرد نسخ این شریعت مجوز نیست نزدیک ست کہ علمائے ظواہر مجتہدات او را علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام از کمال دقت وغموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب وسنت دانند مثل روح اللہ مثل امام اعظم رح کوفی ست کہ ببرکت ورع وتقویٰ وبدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ ست کہ دیگران در فہم آن عاجز اند ومجتہدات او را بواسطۂ دقت معانی مخالف کتاب وسنت دانند واو را واصحاب او را اصحاب رائے پندارند - کل ذلک لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علے فہمہ وفراستہ - امام شافعی رح کرشمہ از دقت فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفۃ وای زجراتہای قاصر نظران کہ قصور خود را بدیگری نسبت نمایند ؎

قاصرے گر کند این قافلہ را طعن قصور	حاش للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را
ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند	روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

وبواسطۂ ہمین مناسبت کہ بحضرت روح اللہ دارد تواند بود آنچہ خواجہ محمد پارسا رح در فصول ستہ نوشتہ است کہ حضرت عیسے علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابی حنیفہ رح عمل خواہد کرد یعنے اجتہاد حضرت روح اللہ موافق اجتہاد امام اعظم رح خواہد بود نہ آنکہ تقلید این مذہب خواہد کرد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ شان او علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ازان بلند تر است کہ تقلید علمائے امت فرماید ” سبحان مذہب حنفی کا کیا کہنا - برابر غیر حنفی المذہب علما بھی اسکے مداح رہے اور اکثر ارباب کشف اسکی خوبیان کرتے رہے - ونعم ما قیل ؎

حَسْبِیْ مِنَ الْخَیْرَاتِ مَا اَعْدَدْتُہٗ	یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ رِضَا الرَّحْمٰنِ

دِینُ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الوَرٰی	ثُمَّ اعْتِقَادِی مَذْہَبُ النُّعْمَانِ

مناقب امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ

چونکہ بعض متعصبین نے حنفیون کا دل دُکھانے کو جناب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق مین بہت کچھ کلمات شنیعہ لکھے ہین اور مطاعن بیجا سے صفحہ کاغذ کو سیاہ کر ڈالا ہے لہذا کتب اکابر خصوصًا تالیفات علماے شافعیہ سے انتخاب کر کے مین آپکے کچھ حالات مع دفع جرح لکھے دیتا ہون کہ ناظرین باتمکین کو آپکے حالات و کمالات سے اطلاع ہوجاے اور لوگونکے آئینہ قلوب سے غبار شک و شبہہ نکلجاے

وَنِعْمَ مَا قِیْلَ ؎	اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِکْرَہٗ	ھُوَ الْمِسْکُ مَا کَرَّرْتَہٗ یَتَضَوَّعٗ

نعمان آپکا نام نامی تھا ابوحنیفہ آپکی کنیت تھی امام اعظم آپکا لقب ہے۔ ثابت بن نعمان زوطی بن ماہ مرزبان آپکے پدر بزرگوار تھے۔ بعضون نے لکھا ہے کہ زوطی بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے مملوک تھے بعد اسلام آزاد کردیے گئے تھے۔ ثابت حالت اسلام مین پیدا ہوئے اور بعضون نے مملوکیت سے انکار کیا ہے۔ انکے آبا و اجداد عجم کے رہنے والے تھے۔ ثابت لڑکپن مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے تھے آپنے انکے اور انکی ذریت کے حق مین دعاے برکت فرمائی تھی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شہر کوفہ مین بقول بعض سنہ اکسٹھہ مین اور بقول مشہور و معتبر سنہ اسی ہجری مین عبدالملک بن مروان کے عہد مین پیدا ہوئے اوسوقت بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم بلاد متفرقہ مین موجود تھے بلکہ بعض صحابہ انکے عالم شباب تک اس عالم فانی مین رونق افروز رہے ہین جیسے حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ عامر بن واثلہ کہ بقول صحیح سنہ ۱۱۰ ایکسو دس مین مکہ معظمہ مین انکا انتقال ہوا ہے اوسوقت جناب امام تیس برس کے تھے۔ بلکہ عین کوفے مین بھی دو ایک صحابی اوسوقت موجود تھے جیسے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی اوفی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مدینے سے وہ کوفے مین چلے آئے تھے اور آخر وہین سنہ ۸۶ھ مین یا ایک آدہ سال آگے پیچھے انکا انتقال ہوا اوسوقت جناب امام سات برس کے یا کچھ کم و بیش تھے اور عمرو رضی اللہ عنہ بن

ف علامہ ابن اثیر جزری نے جامع الاصول فی احادیث الرسول مین عامر بن واثلہ کی نسبت لکھا ہے مات سنۃ [illegible] وہو آخر من مات من الصحابۃ فی جمیع الارض اور علامہ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے وفاتہ سنۃ عشر ومائۃ بمکۃ وہو آخر الصحابۃ موتا [illegible] مین محدث [illegible] نے لکھا ہے [illegible] الذہبی سنۃ عشر ومائۃ ۱۲ منہ ف جامع الاصول مین عمرو بن حریث کی نسبت لکھا ہے [illegible] [illegible] دار او ولی امارۃ الکوفۃ ومات بہا سنۃ خمس وثمانین ۱۲ منہ۔

حدیث کہ وہ بھی کوفے چلے آئے تھے اور وہین گھر بنا لیا تھا اور آخر امارت کوفہ کے وہ والی بھی ہو گئے تھے سنہ ۸۵ھ مین وہین وفات پائی۔ غرضکہ جناب امام عالیمقام کے زمانے مین بہت سے صحابہ کرام زندہ تھے۔ بعض تو کوفے ہی مین رہتے تھے اور اکثر بلاد متفرقہ مین رونق بخش تھے۔ ابو معشر عبدالکریم شافعی نے جناب امام عالی مقام کی چند حدیثین ایسی جمع کی ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو بعض صحابہؓ سے سماعِ حدیث کا بھی اتفاق ہوا تھا مگر اونمین کسر یہ ہے کہ اونکے سلسلۂ رواۃ مین کوئی نہ کوئی راوی مجہول یا متہم بالکذب واقع ہوا ہے جس سے محققین کو روایت مین تو کلام ہے۔ رہی رویت صحابہ تو بعضون نے لکھا ہے کہ چار صحابؓ کو بلکہ انسے بھی کچھ زیادہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپنے دیکھا تھا اور اونکے نام بھی لکھے ہین مگر اسمین بھی لوگون کو کلام ہے اور حق یہ ہے کہ کسی اور صحابی کو دیکھا یا نہ دیکھا ہو مگر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو جو جلیل القدر صحابی ہین آپنے ضرور دیکھا ہے۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد مین لکھا ہے ہو ابو حنیفۃ التیمی امام اصحاب الرای وفقیہ اہل العراق رای انس بن مالک۔ اور ابن جوزی نے علل متناہیہ مین لکھا ہے وابو حنیفۃ لم یسمع عن الصحابۃ انما رای انس بن مالک بعینہ۔ یعنے ابو حنیفہؒ نے صحابہ سے کوئی حدیث نہین سنی ہان انسؓ ابن مالک کو اپنی آنکھون سے دیکھا تھا۔ اور علامہ مزی نے تہذیب الکمال مین اور یافعی نے مرآۃ الجنان مین اور ذہبی نے کاشف مین لکھا ہے رای انسا یعنے امام ابو حنیفہؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا تھا۔ اور علامہ ذہبی نے جو امام فن رجال ہین تذکرۃ الحفاظ مین لکھا ہے۔ مولدہ سنۃ ثمانین رای انس بن مالک غیر مرۃ لما قدم علیہم الکوفۃ رواہ ابن سعد عن سیف بن جابر انہ سمع ابا حنیفۃ یقولہ یعنے امام ابو حنیفہؒ کی ولادت سنہ ۸۰ھ مین واقع ہوئی تھی اور چونکہ انسؓ کوفے مین چلے آئے تھے اس وجہ سے اونکو کئی مرتبہ دیکھا تھا۔ ابن سعد نے سیف بن جابرؒ سے

روایت کی ہے کہ اونہون نے خود امام ابو حنیفہؒ کو یہ کہتے ہوئے سُنا تھا - اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب مین لکھا ہے النعمان بن ثابت ابو حنیفة الکوفی مولی بنی تیم اللّٰہ وقیل انہ من ابناء فارس رای انس بن مالک - اور علامہ سیوطی نے تبییض الصحیفہ مین لکھا ہے قد وقفت علی فتیا رفعت الی الشیخ ولی الدین العراقی ھل روی ابو حنیفة من الصحابة وھل یعد فی التابعین فاجاب بما نصہ لم تصح لہ روایة عن احد من الصحابة وقد رای انس مالک فمن یکتفی بمجرد رویة الصحابة یجعلہ تابعیا ورفع ھذا السوال الی الحافظ ابن حجر فاجاب بما نصہ ادرک ابو حنیفة جماعة من الصحابة لانہ ولد بالکوفة سنة ثمانین وبھا یومئذ عبد اللّٰہ بن ابی اوفی فانہ مات بعد ذلک وبالبصرة یومئذ انس وقد اورد ابن سعد بسند لاباس بہ ان ابا حنیفة رای انسا وکان غیر ھذین من الصحابة بعدة من البلاد احیاء وقد جمع بعضھم جزءً فیما ورد من روایة ابی حنیفة عن الصحابة لکن لا یخلو اسنادہ من ضعف والمعتمد علی ادراکہ ما تقدم وعلی رویتہ لبعض الصحابة ما اوردہ ابن سعد فی الطبقات فھو بھذا الاعتبار من التابعین - یعنے ایک فتویٰ میری نظر سے گذرا جو علامہ عراقی کے آگے پیش کیا گیا تھا اور جسکا سوال یہ تھا کہ ابو حنیفہ نے آیا صحابہ سے روایت کی ہے یا نہین اور وہ تابعین مین محسوب ہین یا نہین - اسکا جواب عراقی نے یہ لکھا کہ کسی صحابی سے اونکی روایت حدیث تو صحت کو نہین پونہچی مگر انس رض بن مالک کو بیشک دیکھا تھا - پس جسکے نزدیک تابعیت کے لیے صرف رویت صحابہ رض کافی ہے وہ اونکو تابعی کہتا ہے - اور حافظ ابن حجر سے بھی یہی سوال کیا گیا تھا جسکا جواب اونہون نے یہ لکھا کہ ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ رض کا زمانہ پایا ہے کیونکہ وہ ۸۰ھ مین بمقام کوفہ پیدا ہوئے تھے اور اوس زمانے مین عبد اللّٰہ بن ابی اوفی وہان موجود تھے کئی برس بعد اونکا انتقال ہوا ہے

علامہ سیوطی کی اس عبارت سے صاحب اختیار الحق تو بیچارہ الحق کی ایک فاحش غلطی ظاہر ہوگئی وہ یہ کہ علامہ طحطاوی نے جو قال ابن حجر لانہ ولد بالکوفة الخ لکھا ہے اوسکی نسبت یون خامہ فرسائی کی ابن حجر سے مراد شافعی ابن حجر مکی ہین نہ عسقلانی دوسرے قول وقد اورد ابن سعد بسند لاباس بہ طحطاوی کا ہے نہ ابن حجر کا طحطاوی ائمہ جرح و تعدیل سے نہین کہ اونکے اس کہنے سے وہ سند لاباس بہ سمجھی جائے انتہی ملخصا صاحب اختیار الحق کی خطا کی وجہ ظاہر ہے کہ جب علامہ سیوطی جنکا زمانہ ابن حجر مکی اور طحطاوی دونون سے مقدم ہے وہ حافظ ابن حجر کی طرف منسوب کرتے ہین تو اس عبارت کا کوئی فقرہ ابن حجر مکی یا طحطاوی کا نہو نہ

اور بصرے مین انس رض تھے - ابن سعد نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ رح نے انس رض کو
دیکھا تھا اور ان دونون صحابیون کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ مختلف شہرون مین
زندہ تھے - اور بعضون نے روایات ابی حنیفہ عن الصحابہ کو بھی جمع کیا ہے لیکن اون روایات
کے اسناد ضعف سے خالی نہین اور امر معتمد یہ ہے کہ اونہون نے بہت سے صحابہ کا زمانہ
پایا تھا اور بعض صحابہ کو اپنی آنکھون سے دیکھا تھا جیسا کہ ابن سعد نے اپنے طبقات مین ذکر
کیا ہے پس اس اعتبار سے وہ تابعین مین سے ہین - اور شیخ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان
مین لکھا ہے - صح کما قالہ الذہبی انہ رای انس بن مالک وھو صغیر وفی روایۃ
راٰہ مرارا - یعنے جیسا کہ ذہبی نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے لڑکپن مین انس رض بن مالک کو
دیکھا تھا بہت صحیح ہے بلکہ بعض روایات مین کئی دفعہ کا دیکھنا بھی مروی ہے پس ان اقوال
معتبرہ سے کما حقہ ثابت ہے کہ جناب امام عالی مقام نے بعض صحابہ رض کرام کو دیکھا تھا معیار الحق
وغیرہ مین جو رویت صحابہ رض کے باب مین کلام کیا ہے اور ثبوت مین بعض محدثین کا انکار نقل
کیا ہے وہ پایہ تحقیق کے بالکل مخالف ہے کیونکہ مانا کہ بعضون نے لقاء صحابہ سے انکار کیا ہے
مگر جب خطیب وابن جوزی ومزی ویافعی وعراقی وذہبی وابن حجر وسیوطی وغیرہم ایسے
اہل نقل وائمہ فن کے اقوال سے رویت صحابہ ثابت ہے تو کسی کے انکار سے کیا ہوتا ہے
کیونکہ جس نے لقاء صحابہ سے انکار کیا ہے اوسکو رویت کی دلیل نہین ملی اور جس نے اقرار کیا ہے
اوسکو لقاء کی دلیل ملگئی - اثبات کے آگے نفی کا کیا اعتبار ہے پس ثبوت رویت مین کیا کلام ہے
خصوصًا ایسی حالت مین کہ علامہ ذہبی سا نقاد رجال تذکرۃ الحفاظ مین بوثوق تمام سے
رویت صحابہ کو ثابت کرے - اور حافظ ابن حجر سا امام فن یہ لکھے کہ ابن سعد نے اپنے طبقات
مین بسند صحیح ابو حنیفہ کا انس بن مالک کو دیکھنا ذکر کیا ہے - رہا یہ قول کہ حافظ ابن حجر نے
تقریب مین جناب امام کے حق مین لکھدیا ہے - فقیہ مشہور من السادسۃ - اور
چھٹا طبقہ اون لوگون کا ہے جنکو کسی صحابہ سے ملاقات نہین ہوئی - اسکا جواب یہ ہے

کہ السادسۃ بجاے الخامسۃ لغزش قلم ہے کیونکہ تقریب کو تہذیب التہذیب کے بعد لکھا ہے اور تہذیب التہذیب مین حافظ ابن حجر رویت انس رض کے قائل ہو چکے ہین اور اور اپنے فتوے مین رویت انس رض کو دلیل قوی سے مدلل کر دیا ہے اور جس سند سے رویت ثابت ہوتی ہے اوسکو لاباس بہ کہدیا ہے پھر کیونکر تقریب مین وہ عدم لقار کے قائل ہو سکتے ہین لامحالہ لفظ سادسہ بجاے خامسہ زلت قلم ہے۔ المختصر دو ایک نہین بلکہ بہت سے ائمہ فن رجال کی تصریحات سے رویت بعض صحابہ رض کما حقہ ثابت ہے۔ میرا خیال ہی کہ مؤلف معیار کو اگر علامہ ذہبی کے تذکرۃ الحفاظ اور حافظ ابن حجر کے اوس فتوے پر جسکو علامہ سیوطی نے تبییض الصحیفہ مین نقل کیا ہے نظر ہوتی تو کبھی وہ لقار صحابہ کے باب مین کچھ کلام نکرتے اور اپنے دامن تحقیق پر ہرگز دہبا لگنے نہ دیتے۔ خیر اونکی طرف سے تو یہ عذر ہو سکتا ہے کہ اونکو ان تصریحات کی خبر نہ تھی لیکن تعجب تو یہ ہے کہ ہر چند علماے زمانہ حال نے اپنی تالیفات مین لقاے صحابہ رض کو کما حقہ ثابت کر دکھایا ہے مگر پھر بھی آجتک بعض سفہار کی ایک ٹانگ لقاے صحابہ سے انکار ہی کرتے چلے جاتے ہین۔ اس حق پوشی اور ناانصافی کا بھی کوئی جواب ہے۔ مگر چاند پر خاک ڈالنے سے خاک نہین پڑ سکتی۔ بہرکیف بیشک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھون سے بعض صحابہ رض کو دیکھا تھا اور آپ اونکی زیارت باسعادت سے مشرف ہوئے تھے اور بفحواے حدیث طوبیٰ لمن رآنی اولمن رای من رانی۔ آپ بشارت عظیم کے ضرور مستحق ہین۔ اور یہ وہ فضیلت ہے کہ ائمہ ثلاثہ یعنی امام مالک رض و شافعی رض و احمد رض مین سے کسی کو بھی نصیب نہین ہوئی۔ اور تابعی کی اصطلاح مین اختلاف ہی بعضون کے نزدیک صرف رویت صحابہ رض کافی ہے اور بعضون نے روایت وغیرہ بھی شرط کی ہی ولا مشاحۃ فی الاصطلاح۔ چونکہ اکثر محدثین کی اصطلاح کے بموجب صرف رویت صحابہ شرط ہی گو طول مصاحبت و روایت نصیب نہو چنانچہ علامہ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے والاکثر المحدثین علی ان التابعی من لقی الصحابی وان لم یصحبہ وصححہ النووی کا بن

له اوس شخص کو مژدہ ہو جسنے مجکو یا میرے صحابہ کو دیکھا ہو ۱۲

ف بحث تابعیت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

الصلاح۔ پس اکثر محدثین کی اصطلاح کے موافق جناب امام عالی مقام پر تابعی کا اطلاق صحیح
ہوا چنانچہ حافظ عراقی نے جواب سوال مین یہی لکھا فمن یکتفی بمجرد رویۃ الصحابۃ
یجعلہ تابعیا۔ یعنے تابعی کی تعریف مین جسنے مجرد رویت صحابہ پر اکتفا کی ہے اوسکے
نزدیک امام ابوحنیفہ تابعی ہین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے جواب فتوی مین یہ تحریر کیا
فھو بھذا الاعتبار من التابعین۔ اور علامہ قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین جناب
امام کو تابعین مین شمار کیا ہے چنانچہ باب الصلوٰۃ فی الثیاب مین ایک جگہ یون لکھتے ہین۔
وھذا مذھب الجمھور من الصحابۃ کابن عباس وعلی ومعاویۃ وانس بن مالک
وخالد بن ولید وابی ھریرۃ وعایشۃ وام ھانی ومن التابعین الحسن البصری
وابن سیرین والشعبی وابن المسیب وعطاء وابوحنیفۃ ومن الفقہاء ابویوسف
ومحمد والشافعی ومالک واحمد۔ اور شیخ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے
وحینئذ فھو من اعیان التابعین۔ ابتدا مین جناب امام کو علم کا چندان شوق نہ تھا کوفے
مین انکی دکان تھی اوسمین خز کی تجارت کیا کرتے تھے۔ انکی ذکاوت وفہم وفراست دیکھکر امام
شعبی نے تحصیل علم کی رغبت دلائی اونکی ترغیب نے دل پر کچھہ ایسا اثر کیا کہ بازار کو چھوڑ چھاڑ
تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ علم کلام کی اوسوقت بہت قدر تھی خطیب نے اپنی تاریخ
مین بروایت زفر لکھا ہے کہ پہلے وہ علم کلام کی طرف مشغول ہوئے اور اسمین ید طولی حاصل
کیا اکثر کوفے سے بصرے چلے آتے اور بعض اوقات وہان ایک سال سے بھی زیادہ رہجاتے
اور وہان کے نامی متکلمین سے مناظرہ ومجادلہ کیا کرتے کچھہ دنون بعد یکایک صحابہ وتابعین رض
کے حالات سنکر علم کلام سے جی ہٹ گیا اور جہان حماد لوگون کو درس دیا کرتے تھے
اوسی کے آس پاس بیٹھا کرتے کہ ایک روز ایک عورت آئی اور اونسے پوچھا کہ ایک مرد
چاہتا ہے کہ اپنی بی بی کو طلاق سنت دے اوسکی صورت کیا ہے انسے کچھہ جواب نہو سکا
اور فرمایا کہ جاؤ حماد سے پوچھو اور جو کچھہ وہ کہین مجھے بھی اوس سے اطلاع دو وہ عورت

حماد کے پاس گئی اور اونسے سوال کیا حماد جلیل القدر تابعی تھے مسائل فقیہہ مین مہارت تامہ رکھتے تھے اونہون نے جواب دیا کہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو قبل جماع ایک طلاق دے پھر کچھ مباشرت نکرے یہانتک کہ دو حیض گزر جائین اور غسل کرے۔ پس وہ عورت سنت کے موافق مطلقہ ہوجائیگی پھر جس سے جی چاہے نکاح کرلے۔ وہ عورت جناب امام کے پاس آئی اور بیان کیا۔ وہ سنکے بہت متاسف ہوئے کہ علم کلام نے کچھہ کام نہین دیا افسوس ہے کہ مین ایک مسئلہ بھی نہ بتا سکا غرضکہ علم کلام سے متنفر ہو کر حماد کے حلقے مین جا بیٹھے۔ وہ جو کچھہ تعلیم کرتے خوب یاد کرلیتے۔ حماد انکو بہت ماننے لگے اور قدر کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور حکم کیا کہ یہ صدر حلقہ مین میرے مقابل بیٹھا کرین۔ جب دس برس گذر گئے تو یہ حوصلہ ہوا کہ حماد سے الگ ہو کر اپنا حلقہ قائم کیجیے چنانچہ ایک روز مسجد مین اسی قصد سے گئے پھر دل نے حماد سے علیحدہ ہونے کو گوارا نکیا اور پھر اونہین کے حلقے مین جا بیٹھے۔ اس اثنا مین حماد کو یہ خبر پونہچی کہ بصرے مین میرا فلان قریب مرگیا ہے اور مال چھوڑ گیا ہے اور میرے سوا اوسکا کوئی وارث نہین۔ وہ جناب امام کو اپنا خلیفہ بنا کے بصرے کو روانہ ہوگئے خدا کو انکا کمال منظور تھا عجب اتفاق ہوا کہ اس اثنا مین ایسے ایسے مسائل پیش ہونے لگے کہ حماد سے کبھی سننے کا اتفاق ہی نہین ہوا تھا۔ اپنے اجتہاد کے موافق فتوے دینے لگے اور ہر جواب کو لکھتے چلے گئے دو مہینے کے بعد حماد واپس آئے ساٹھہ مسئلے جمع ہوگئے تھے اون سبکو اُستاد کے آگے پیش کیا اونہون نے چالیس مین تو اتفاق کیا اور بیس مین اپنا خلاف ظاہر کیا۔ تب جناب امام عالی مقام نے خیال کیا کہ مین ابھی فقہ مین کامل ہی نہین ہوا علیحدہ حلقہ قائم کرنے کا جو ارادہ ہے وہ ہوس بیجا ہے۔ یہ سوچکر اپنے ارادے سے باز آئے اور جبتک حماد جیتے رہے برابر حاضر خدمت ہوتے رہے اور اونکے حلقہ تعلیم سے کبھی باہر نہوئے۔ امام ابوحفص کبیر شاگرد رشید امام محمدؒ کا قول ہے کہ حماد کے علاوہ چار ہزار کے قریب جناب امام کے شیخ تھے جنسے اخذ علم کیا تھا۔ امام **عاصم** جو قُراء سبعہ سے ہین اونسے

قرارت کی تعلیم پائی تھی۔ اب جاے غور اور مقام انصاف ہے کہ جو شخص حماد ایسے جلیل القدر تابعی کے حلقے مین برسون بیٹھا ہو اور جسکے سیکڑون اُستاد ہون اور ہمہ تن تحصیل دین مین مشغول ہوا ہو اسکے علم کا کیا کہنا۔ سونے مین سوہاگا یہ کہ جناب امام عالی مقام کو ایک عرصے تک امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی صحبت بابرکت نصیب رہی ہے۔ اور امام جعفر صادقؓ وہ بزرگ ہین کہ جمہور اولیاء اللہ کے سلسلے وہانتک پہونچتے ہین اور ارباب تصوف کے کل شعبے اونھین سے نکلے ہین۔ سبحان اللہ حماد سا اُستاد اور امام جعفر صادق سا شیخ پھر کیا کہنا۔ مختصر یہ ہے کہ جناب امام عالی مقام کو علم ظاہر و باطن دونون مین کمال تھا۔ اکثر باتون مین آپکو کشف صحیح ہوا ہے چنانچہ حدیث شریف مین جو یہ وارد ہوا ہے من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ۔ یعنے جو شخص وضو سے کامل کرتا ہے تو وضو کی برکت سے اوسکے سارے گناہ غسالہ وضو کے ساتھ نکل جاتے ہین حتی کہ ناخنون کے نیچے جسقدر دنس[میل] ذنوب ہین وہ بھی خارج ہوجاتے ہین اس حدیث مین جو غسالے کے ساتھ دنس[میل] ذنوب کے خارج ہونے کی خبر ہے تو جناب امام نے اُنکے کشف سے اکثر غسالہ وضو کے ساتھ دنس[میل] ذنوب کو مجسد گرتے دیکھا ہے چنانچہ میزان کبری[ص۱۱۹] مین قطب ربانی امام شعرانی نے اپنے شیخ علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک روز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جامع کوفہ کے حوض پر وارد ہوئے ایک جوان کہ اپنے والدین کا نافرمان بردار تھا وضو کر رہا تھا اوسکے غسالہ وضو کو دیکھکر آپنے فرمایا کہ اے لڑکے ابوین کے عقوق سے توبہ کر وہ یہ سنکر تائب ہوا۔ پھر ایک شخص کہ مبتلاے زنا ہوگیا تھا وضو کرنے لگا اوسکے غسالے کو دیکھکر آپنے فرمایا کہ اے بھائی زنا سے توبہ کر وہ سنکر اوس سے تائب ہوا۔ پھر ایک دوسرے شخص کے غسالہ وضو کو دیکھکر آپنے فرمایا کہ اے بھائی شراب کے پینے اور ناچ رنگ و گانے سے توبہ کر وہ سنکر تائب ہوا۔ جب امام اعظمؒ نے اپنے کشف کی یہ کیفیت دیکھی تو آپنے اس خیال سے کہ لوگون کے

فائدہ امام اعظم کا علم ظاہر و باطن دونون مین کمال

معاصی و معایب ظاہر ہو جاتے ہین اللہ تعالے سے درخواست کی کہ اس کشف کا حجاب ہو جاے
چنانچہ پہر آپکو لوگون کے غسالۂ وضو مین دنس ذنوب نظر نہ آئے۔ اور خیرات الحسان
مین علامہ ابن حجر مکی شافعی نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بہت سے
اصحاب و تلامذہ کی نسبت بعض امور کی پیشین گوئی کی تھی۔ آخر جسطرح کہا تھا ویسا ہی ہوا
چنانچہ امام داود طائی کے حق مین فرمایا تھا کہ تم خلوت گزین عبادت ہو جاوگے۔
آخر ایسا ہی ہوا کہ وہ نہایت ہی عابد و خلوت نشین ہوگئے۔ امام یوسف کو کہا کہ تم دنیا
مین پھنس جاوگے آخر وہ قاضی القضاۃ ہوگئے۔ منصور کے واقعے مین جسکا ذکر آگے آئیگا
آپنے فرمایا کہ سفیان رضؓ راستے سے چلدینگے اور مسعر دیوانے بنجائینگے اور مسعر پھنس
جائینگے۔ آخر جیسا آپنے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ اور میزان کبری مین شیخ علی خواص کا
یہ قول بھی نقل کیا ہے کان ابو حنیفۃ وصاحبہ من اعظم اھل الکشف
یعنے امام اعظمؒ اور اونکے شاگرد امام ابو یوسفؒ اعظم ارباب کشف سے تھے۔ الغرض جناب
امام عالی مقام کے صاحب کشف و اہل باطن ہونے مین کچھ کلام نہین۔ اب اس نکتے کو
بھی سمجھ لو کہ حنفیہ مین جو ہزارون اولیاء اللہ و ارباب کشف گزرے ہین جنکی ولایت مسلمات
سے ہے اوسکی وجہ یہی ہے کہ خود امام اعظمؒ اکمل اولیاء اللہ سے تھے۔ اونکے فیوض
باطنی نے اونکے مقلدین اولیاء اللہ پر بہت کچھ اپنا اثر ڈالا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ
اکثر غیر حنفیہ علما بھی جنکو تصوف و علم باطن سے تعلق تہا وہ امام اعظمؒ کے ساتھ خلوص
خاص رکھتے تھے۔ امام غزالیؒ کو دیکھو کہ احیاء العلوم مین کسقدر اپنا خلوص ظاہر کیا ہے
اور قطب ربانی امام شعرانی کو دیکھیے کہ اپنے مصنفات مین مدارک و مدارج جناب امام کے
کسطرح مداح ہین۔ ان سبکو جانے دیجیے خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھیے کہ جب بغداد
پونہچے ہین تو بارہا قبر امام عالی مقام پر حاضر ہوکر فیض روحانی سے متمتع ہوئے ہین۔ کما
سیاتی۔ حق تو یہ ہے کہ جو شخص امام اعظمؒ سے کچھ بھی بدظن ہے وہ بیشک علم باطن سے

ملہ رسالہ منخول جو منسوب ہے امام غزالی کے اور سکا ذکر آگے آئیگا فانتظرہ ۱۲ منہ

بے بہرہ اور دائرۂ عرفان سے باہر ہے ؏ آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میر نہین -
جناب امام عالی مقام باین کمالات جب تک اونکے اُستاد حضرت حمادؒ زندہ رہے اونکے
حلقۂ تعلیم سے باہر نہوئے آخر قریب بیس برس کے اونکی صحبت اوٹھائی اسی اثنا مین
ایک روز آپنے خواب مین دیکھا کہ قبر نبوی کھود کر ہڈیان نکالین اور اپنے سینے پر رکھین اور
آپکے بعض اصحاب نے بھی یہی خواب دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ جناب امام قبر مبارک کی مٹی
لے لیکر چارون طرف پھونک رہے ہین - جناب امام اس خواب سے نہایت مغموم و پریشان
ہوئے اور رونے لگے اور غم کے مارے کھانا پینا چھوڑ دیا جب اونکے دوستون نے نہایت ہی
پریشان حال دیکھا تو استفسار کیا - آپنے خواب کا حال بیان فرمایا - ابن سیرین رضی اللہ
عنہ تعبیر رویا مین ید طولی رکھتے تھے اور مشاہیر زمانہ سے تھے لوگون نے ان منامات
کا حال اونسے بیان کیا وہ سنکر بولے کہ اسکا صاحب سنت نبویہ و احادیث مصطفویہ کو ظاہر
کریگا اور اونکے مطالب ایسے عمدہ طور پر بیان کریگا کہ پیشتر کسیکا فہم وہانتک نہ پونہچا ہوگا -
اور شرقاً غرباً جہان جہان وہ خاک پونہچی ہے دین محمدی کو پھیلاویگا اور چاردانگ عالم
مین اوسکا نام روشن ہوجائیگا - جناب امامؒ اس تعبیر سے نہایت خوش ہوئے اور حوصلہ
بہت بڑھ گیا - جب حمادؒ نے ۱۲۰ھ مین انتقال کیا تو اونکے بیٹے جانشین ہوئے اور اپنا
حلقہ قائم کیا مگر اس وجہ سے کہ اونکو نحو و علم کلام مین دخل تھا فقہ مین مہارت نہ تھی اونسے
افتا کا کام نہ نکل سکا تو اونکی جگہ موسیٰؒ بن ابی کثیر بیٹھے مگر انسے بھی لوگون کو تسکین نہوئی
تو امام اعظمؒ کو تجویز کیا جب یہ جانشین ہوئے تو حلقے کا رنگ جما دیا - اپنی فقہ و علم سے
ایک عالم کا دل کھینچ لیا سیکڑون انکے حلقے مین مستفید ہوئے امام زفرؒ و حسنؒ بن زیاد
و ابن مبارکؒ وغیرہم آپکے شاگردون مین ہین - اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ
رحمہما اللہ تو آپکے مشاہیر تلامذہ سے ہین - ان دونون کی وجہ سے فقہ امام ابو حنیفہؒ
نے بہت کچھ رواج پایا - امام ابو یوسف جب امام ہارون رشید مین قاضی القضاۃ ہوئے

تو اکثر آپ ہی کے مسلک کے موافق فیصلہ کرنے لگے جسکے سبب سے اقطار عراق اور ماورار النہر مین آپکا مذہب پھیل گیا اور آپکے مذہب کے موافق اصول فقہ کی بھی کتابین لکھین - اور امام محمدؒ نے تو بہت سی کتابین تصنیف کین حتی کہ بعضون کا قول ہے کہ ایک کم ہزار کتابین لکھین اونمین جناب امام کے مسائل بھرے ہوئے ہین - غرضکہ یہ دونون مشاہیر تلامذہ سے ہین اب مین خیرات الحسان اور فوائد البہیہ وغیرہا سے انتخاب کرکے جناب امام عالی مقام کے بعض لطائف حسنہ و اجتہادات مستحسنہ و اجوبۂ غریبہ و فتاوائے عجیبہ کی کچھ کیفیت دکھاتا ہون جس سے انصاف پسند حضرات آپکے مدارک عالیہ کو دریافت کرسکتے ہین - اور سمجھ سکتے ہین کہ فقہ مین آپکا پایہ کتنا بلند تھا - اور آپکا فہم کہان سے کہان پہونچتا تھا - **لطیفہ** ایک شخص کہ آپکا مخالف تھا آپکے پاس آیا اور کہا کہ ایک مرد ہے کہ اوسکو جنت کی کچھ خواہش نہین دوزخ سے وہ ڈرتا نہین اور اللہ تعالے سے کچھ خوف نہین کرتا اور میتہ کھاتا ہے اور بلا رکوع و سجود صلوٰۃ ادا کرتا ہے اور بے دیکھے شہادت دیتا ہے اور حق سے بغض رکھتا ہے اور فتنے کو محبوب رکھتا ہے اور رحمت سے بھاگتا ہے اور یہود و نصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہے - پس ایسے شخص کے حق مین آپ کیا فرماتے ہین - آپنے حاضرین مجلس سے سوال کیا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو - بعضے چپ ہو گئے اور بعضے بول اوٹھے کہ وہ تو بہت ہی برا شخص ہے یہ تو کافر کی صفت ہے - آپ ہنسے اور فرمایا کہ وہ بہت اچھا آدمی ہے کہ اللہ تعالے جل شانہ کی خواہش ہین اوسکو جنت کی کچھ پروا نہین اور نار سے کچھ نہین ڈرتا بلکہ رب النار سے ڈرتا ہے اور اللہ سے اس باب مین خوف نہین کرتا کہ اللہ اوسپر کچھ ظلم کریگا اور اپنے عدل سے درگزر کریگا - اور مچھلیان کہ میتہ ہین کھاتا ہے - اور نماز جنازہ یا صلوٰۃ علے النبیؐ کہ بلا رکوع و سجود ہے ادا کیا کرتا ہے اور اللہ تعالے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہرچند دیکھا نہین مگر اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہا کرتا ہے اور موت سے کہ امر حق ہے

لطائف حسنہ و اجتہادات مستحسنہ

بغض رکہتا ہے اور اوسکو ناپسند رکہتا ہے تاکہ اللہ تعالےٰ کی خوب عبادت کرے- اور
مال واولاد کو کہ فتنہ ہین محبوب رکہتا ہے- اور مینہ سے کہ رحمت ہے بہاگتا ہے- اور
یہود کے اس قول کو کہ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ اور نصاریٰ کے اس قول کو کہ
لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ تصدیق کرتا ہے- سائل یہ سُنکر پہڑک اوٹہا اور کمال تعظیم سے
آپکے سر مبارک پر بوسہ دیا لطیفہ ایک شخص نے اپنی دو بیٹیون کا نکاح کسی شخص کے
دو بیٹون سے کیا طعام ولیمہ کی تقریب مین امام ابو حنیفہؒ اور چند علما تشریف لائے ولی
پریشان حال باہر آیا اور کہنے لگا کہ مین تو ایک عجب مصیبت مین مبتلا ہو گیا غلطی سے
کچھ ایسا اولٹ پہیر ہو گیا کہ اوسکی دولہن اِسکے تصرف مین اور اِسکی منکوحہ اوسکے قبضے
مین آگئی- اور ہر ایک کو زفاف تک کی نوبت آگئی- امام سفیان ثوریؒ ولیمہ مین شریک
تھے بولے کہ کچھ مضائقہ نہین غلطی سے جسنے جس عورت سے وطی کی ہے وہ اوسکو اوسکا
کُل مہر دیدے اور ہر ایک اپنی اپنی منکوحہ کو اپنے تحت مین رکھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
ایسی صورت مین یونہین فیصلہ کیا ہے- امام ابو حنیفہؒ خاموش تھے مسعر رضی اللہ عنہ نے
اونسے کہا کہ آپ تو کچھ فرمائیے- سفیانؒ نے کہا کہ یہ اسکے خلاف کیا کہہ سکتے ہین- تب
امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ دونون لڑکون کو حاضر کرو جب وہ آئے تو استفسار کیا کہ آیا
تم دونون اِسپر راضی ہو کہ جس نے جس عورت سے وطی کی ہے وہی اوسکے تحت مین
رہے اون دونون نے اپنی رضا ظاہر کی- آپنے ہر ایک سے اوسکی منکوحہ کا نام پوچہا
اون دونون نے نام بتائے آپنے فرمایا کہ تم ھِیَ طَالِقٌ مِنِّیْ کہکے اپنی اپنی منکوحہ کو
طلاق دیدو پہر اپنی اپنی موطوءہ سے بلا عدت نکاح کر لو- حاضرین مجلس یہ سُنکر نہایت
ہی خوش ہوگئے کیونکہ امام سفیان ثوریؒ نے جو کہا تہا وہ بھی ایک صورت تھی مگر جناب
امام نے جو صورت بتائی وہ ظاہر ہے کہ نہایت ہی مستحسن تھی- لطیفہ ایک عورت آئی
اور امام اعظم رحمۃ اللہ سے اوسنے بیان کیا کہ میرا بھائی چھ سو اشرفیان چہوڑ کر مر گیا اور ترکہ

مین جب تقسیم کی گئین تو مجکو صرف ایک اشرفی ملی اور لوگون نے کہا کہ تمہارا یہی ایک حصہ ہوا - آپنے پوچھا کس نے تقسیم کی ہے اوسنے داؤد طائی کا نام لیا - آپنے فرمایا کہ گیا تیرا بھائی دو بیٹیان اور ایک بی بی اور مان اور بارہ بھائی اور ایک بہن کو چھوڑکر نہین مرا اوسنے ایجاب کیا آپنے فرمایا کہ دو بیٹیون کو دو ثلث چارسو اشرفیان ہوئین اور مان کو سدس ایک سو اور زوجہ کو ثمن پچہتر باقی پچیس دینار رہگئے چوبیس تو بارہ بھائیون پر منقسم ہوئے ہر ایک کو دو دو ملے اور ایک تجکو ملا - اب جناب امامؒ کے سرعت فہم کو خیال کیجیے کہ عورت کے صرف اوسی بیان پر کل ورثہ میّت کو ٹھیک ٹھیک بتا دیا اور اوسکا حق جو صرف ایک دینار ہوتا تھا اوسی کو ثابت کر دیا - حالانکہ یہ امر نہایت ہی دشوار تھا

لطیفہ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ ایک مرد امام ابو حنیفہؒ کے پاس آیا اور اوسنے بیان کیا کہ مین نے زوجہ سے قسم کھائی ہے کہ جب تک تو مجھسے کلام نکریگی مین تجھسے ہرگز نہ بولونگا اوسپر اوسنے قسم کھائی کہ جب تک تم مجھسے نہ بولوگے مین ہرگز تمسے کلام نکرونگی اب کیا کرون فرمایئے مخلصی کیا ہے - آپنے دریافت کیا کہ کسی سے تمنے پوچھا ہے یا نہین اوسنے کہا کہ ہان **سفیان ثوریؒ** سے پوچھ چکا ہون اونہون نے کہا ہے کہ جو پہلے بولیگا وہ حانث ہوگا - آپنے فرمایا کہ تم جاؤ اور اوس سے کلام کرو تم دونون مین سے کوئی بھی حانث نہوگا - وہ گیا اور امام سفیانؒ کو خبر کی وہ سنکر خشم آلودہ آئے اور یہ کہا کہ کیا تم یونہین فروج کو مباح کرنا چاہتے ہو آپنے کہا کیون - سفیان نے اوس مرد کو کہا کہ تم میرے سامنے انسے پوچھو اوسنے اپنا سوال دوہرایا آپنے وہی کہا جو پہلے کہ چکے تھے - تب سفیانؓ نے کہا کہ یہ تم کہان سے کہتے ہو - آپنے فرمایا کہ عورت تو قسم کے ساتھ اپنے شوہر سے کلام کر چکی اب مرد کی یمین ساقط ہو چکی - اب اگر مرد اوس سے پہلے کلام کریگا تو عورت کی قسم اوتر جائیگی - امام سفیان ثوری نے انصاف کو دخل دیا اور فرمایا کہ واقعی تمنے وہ بات نکالی کہ جس سے ہم سب محض غافل تھے - **لطیفہ** ایک شخص نے طلاق کی قسم کھائی کہ مین

اپنی بی بی سے رمضان مین دنکو مباشرت کرونگا - پہراوسکو یہ فکر ہوئی کہ اگر مباشرت کرتا ہون تو کفارہ دینا ہوتا ہے اور اگر نہین کرتا ہون تو زوجہ مطلقہ ہوجاتی ہے - کیتنے لوگون سے پوچھا مگر سب متحیر تھے کہ کیا کیا جائے - جناب امام سے پوچھا تو آپنے کیا ہی معقول صورت نکالی فرمایا کہ تم یہان سے رمضان مین سفر کرو اور بحالت مسافرت مین مقاربت کرو قسم بھی اوتر جائیگی اور مسافرت کی وجہ سے کفارہ بھی دینا نہ پڑیگا کیونکہ مسافر پر روزہ فرض نہین - لطیفہ ایک مرد نے ہزار دینار کا تھیلا ایک شخص کے یہان امانت رکھا اور وصیت کی کہ میرا بیٹا جب بالغ ہو تو اشرفیان یا تھیلا دونون مین سے جو چیز تمکو محبوب ہو میرے بیٹے کے حوالے کرنا جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو اوسنے وصی سے اپنے باپ کا مال طلب کیا اوسنے خالی تھیلا حوالے کیا اور کہا کہ تیرے باپ نے مجکو اختیار دیا تھا رفتہ رفتہ یہ جھگڑا جناب امام عالی مقام تک پونہچا آپنے خیال فرمایا کہ میت نے بلاشک اپنے فرزند کا نفع ارادہ کیا ہے اور مقصود اصلی اوسکا یہی ہے کہ اوسکو اشرفیان ملین مگر خیانت کے خیال سے یون وصیت کر گیا ہے - آپنے وصی سے پوچھا کہ پہلے تم یہ بتاؤ کہ میت نے کسطرح وصیت کی ہے اوسنے بیان کیا پہر آپنے پوچھا کہ تم اشرفیون کو محبوب رکھتے ہو یا تہیلے کو اوسنے کہا اشرفیون کو آپنے فرمایا کہ بس اشرفیان اس لڑکے کے حوالے کیجیے موصی نے شئی محبوب دینے کو تمہین کہا ہے اور خالی تہیلا لے کر آپ تشریف لے جائیے - پہر آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے اسکے باپ پر رحم فرمائے کہ بہت بڑا چالاک اور دور اندیش مرد تھا لطیفہ حضرت اعمش سے اونکی بی بی خوش نہین تھی اور آپس مین یہانتک رنجش بڑھی کہ اوسنے بولنا تک ترک کر دیا اور چاہتی تھی کہ تنگ ہوکر یہ طلاق دیدین - ایک روز غصے مین یہ بول اوٹھے کہ آج کی رات اگر تم مجھسے نہ بولین تو تمکو تین طلاق ہین - اونکی بن پڑی - یہ اوسکو بہت چاہتے تھے کسی طرح فرقت گوارا نہ تھی سوچے کہ یہ تو مجھسے ناراض ہے کسی طرح رات بہر نہ بولیگی اور صبح کو مطلقہ ہوجائیگی - اب کیا کیا جائے - آخر وہ امام

ابوحنیفہؒ کے پاس گئے اور واقعہ بیان کیا آپنے اونکے موذن کو بلاکر تاکید کردی کہ آج تم مصلحۃً کچھ رات رہے اذان دیدینا۔ اوسنے ویسا ہی کیا وہ عورت سمجھی کہ فجر کی اذان ہے بس اوٹھکھڑی ہوئی اور بولی کہ اب تو مین مطلقہ ہوگئی۔ اللہ تعالے نے تجھسے نجات بخشی اور بہت کچھ سخت وسست کہا۔ اعمشؓ نے کہا کہ تم کہان چلین طلاق کیسی ابھی تو رات باقی ہے اور تم مجھسے کلام کرچکین۔ دیکھا تو واقعی ابھی بہت رات باقی ہے آخر کچھ پیش دال نہ گلی اور اونکے تحت رہنا پڑا۔ لطیفہ ایک ذی علم نے ایک روز اپنی بی بی سے کہا کہ آجکی رات اگر تو طلاق چاہے اور مین نہ دون تو تو طالق ہے۔ عورت بولی کہ اگر مین نہ چاہون تو میرا غلام آزاد ہے پہر دونون کو فکر ہوئی کہ کوئی حانث نہو مگر کوئی صورت ذہن مین نہ آئی۔ آخر جناب امام کو خبر دی آپنے عورت سے کہا کہ تو طلاق کا سوال کر جب اوسنے سوال کیا آپنے مرد سے فرمایا کہ یون طلاق دے اَنْتِ طَالِقٌ اِنْ شِئْتِ
یعنے تو طلاق ہے اگر مین چاہون ۱۲
طلاق کا وقوع بھی ہو جائیگا اور معلق بالشرط ہونے سے سردست عورت مطلقہ بھی نہوگی میان بی بی دونون اس تدبیر سے نہایت خوش ہوئے اور برابر آپکے دعا گو رہے۔ لطیفہ خلیفۂ وقت نے ایک دفعہ ملک الموت کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ میری عمر کتنی باقی ہے ملک الموت نے پانچ اونگلیون سے اشارہ کیا۔ خلیفہ نے اس خواب کی تعبیر دریافت کی بڑے بڑے عقلا متحیر ہوگئے آخر جناب امام کو بلاکر پوچھا۔ سبحان اللہ آپکے ذہن رسا کا کیا کہنا۔ فورًا ارشاد فرمایا کہ خَمْسٌ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ۔ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنے پانچ چیزین ایسی ہین جنکو خدا کے سوا کوئی دوسرا نہین جانتا اور جنکا ذکر اس آیت مین ہے۔
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ۔ اون پانچ چیزون مین ایک یہ ہے کہ کوئی نفس نہین جانتا کہ کل کیا کرونگا۔ پہر مین کیا بتاؤن کہ تمہاری روح کب قبض کرونگا۔ غرضکہ ملک الموت نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔ اس تعبیر سے لوگ

پہر کہا اوٹھے اور خلیفہ نہایت ہی خوش ہو گیا۔ لطیفہ ابن ہبیرہ والیِ عراق نے جناب امام کو ایک انگوٹھی دکھائی جسپر عطاء بن عبد اللہ منقوش تھا اور کہا کہ مجکو یہ انگوٹھی نہایت ہی پسند ہے مگر غیر کا نام نقش ہونے سے مین اسکا پہننا پسند نہین کرتا اور حک ممکن نہین کیونکہ بالکل خراب ہو جائیگی۔ آپنے دیکھتے ہی فرمایا کہ بن کی با کو مدور کر دو اور عبد کے اوپر ایک نقطہ دیدو عطاء من عند اللہ ہو جائیگا (یعنے یہ عطا ہے اللہ کی طرف سے ۱۲)۔ ابن ہبیرہ نہایت ہی خوش ہو گیا اور آپکی سرعت استخراج پر کمال تعجب کیا۔ یہ دس لطیفے جنپر تلک عشرۃ کاملۃ صادق ہے مشتے نمونہ از خروارے و قطرۂ از بحارے مین نے کتب علماے شافعیہ سے نقل کیے جنسے جناب امام عالی مقام کے مدارک عالیہ کا پایہ کچھ دریافت ہو سکتا ہے۔ اور ائمہ فن نے تو آپکی فقہ مستحسن و رائے احسن کے باب مین بہت کچھ لکھا ہے۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب مین لکھا ہے قال محمد بن مزاحم سمعت ابن المبارک یقول افقہ الناس ابو حنیفۃ ما رایت فی الفقہ مثلہ۔ یعنے محمد بن مزاحم نے کہا کہ مین نے ابن مبارک کو یہ کہتے سنا کہ افقہ الناس ابو حنیفہ ہین فقہ مین اونکے مثل مین نے کسی کو نہین دیکھا۔ اور علامہ صفی الدین احمد خزرجی نے خلاصہ تہذیب الکمال مین لکھا ہے قال القطان ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفۃ۔ یعنے حافظ یحیی بن سعید قطان نے کہا کہ مین نے راے ابو حنیفہ سے کسیکو اچھا نہین سنا۔ اور علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ جلد ثالث مین لکھا ہے قال یحیی بن معین القراۃ قرأۃ حمزۃ والفقہ فقہ ابی حنیفۃ علی ھذا ادرکت الناس یعنے یحیی بن معین نے کہا کہ میرے نزدیک قرات تو حمزہ کی ہے اور فقہ ابو حنیفہ کی لوگون کو بھی مین نے اسی اعتقاد پر پایا۔ اور علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے قال وکیع ما رأیت احدا افقہ منہ۔ یعنے وکیع نے کہا کہ مین نے امام ابو حنیفہ سے فقہ مین کسی کو بڑھکے نہین دیکھا۔ اور اوسی مین یہ بھی ہے۔ قال

ابو عاصم ھو واللہ عندی افقہ من ابن جریج ما رأت عینی رجلا اشد اقتدارا علی الفقہ منہ۔ یعنے ابو عاصم نے کہا کہ واللہ ابو حنیفہ میرے نزدیک ابن جریج سے بھی زیادہ فقیہ ہین۔ فقہ مین بلند مرتبہ اونسے مین نے کسیکو نہین دیکھا۔ اور اوسی مین یہ بھی ہے۔ قال شریک القاضی کان ابو حنیفۃ طویل الصمت کثیر التفکر دقیق النظر فی الفقہ لطیف الاستخراج فی العلم والعمل والبحث یعنے شریک قاضی نے کہا کہ ابو حنیفہ بہت چپ رہا کرتے تھے کثیر التفکر تھے فقہ مین بہت بڑے دقیق النظر تھے علم وعمل وبحث مین لطیف الاستخراج تھے۔ اور اوسی مین یہ بھی ہے قال النضر بن شمیل کان الناس نیاما عن الفقہ حتی ایقظھم ابو حنیفۃ۔ یعنے نضر بن شمیل نے کہا کہ لوگ تو فقہ سے سوئے تھے امام ابو حنیفہ نے اونکو جگا دیا۔ اور علامہ عمر بن عبد الوہاب عرضی شافعی نے فوائد المہمہ مین لکھا ہے۔ قال ابن ربیع اقمت عند ابی حنیفۃ خمس سنین فما رأیت اطول صمتا منہ فاذا سئل عن شئ سال کالوادی۔ یعنے ابن ربیع نے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ کے پاس پانچ برس ٹھہرا تھا سو مین اونسے بڑھکے کسیکو نہین پایا اور جب وہ کسی شے سے سوال کیے جاتے تھے تو وادی کی طرح بہنے لگتے تھے۔ اور خطیب نے تاریخ بغداد مین بروایت حرملہ امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے من اراد ان یتبحر فی الفقہ فھو عیال علی ابی حنیفۃ۔ یعنے جو شخص کہ فقہ مین تبحر کا ارادہ رکھتا ہے وہ عیال امام ابو حنیفہ ہے۔ اور خطیب نے تاریخ بغداد مین اور امام شعرانی نے میزان کبری مین امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے الناس کلھم عیال علی ابی حنیفۃ۔ یعنے کل لوگ فقہ مین ابو حنیفہ کے عیال ہین۔ اور علامہ عرضی شافعی نے فوائد المہمہ مین لکھا ہے ھو اول من دوّن علم الفقہ وافردہ بالتالیف من بین الاحادیث النبویۃ وبوبہ ابوابا فبدأ بالطہارۃ ثم بالصلوۃ ثم لسائر العبادات ثم المعاملات الی ان ختم

الکتاب بالمواریث وقفاہ فی ذلک مالک بن انس وقفاہ ابن جریج و هشیم ومن ثم قال امامنا الشافعی رضی اللہ عنہ الناس عیال علی ابیحنیفۃ فی الفقہ - اور اسی جواہر المھمہ مین امام مزنی شاگرد امام شافعیؒ کا یہ قول منقول ہے سلم لہ العلماء ثلث ارباع العلم وھولا یسلم لھو ربعہ - یعنے علم کے چار حصون مین سے تین حصے تو علمانے خاص امام ابوحنیفہ کے ساتھہ مختص کیے ہین اور ایک حصہ جو باقی رہگیا وہ علما کے لیے مختص نہین بلکہ اوسمین وہ بھی شریک ہین - اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات جلد ثانی مکتوب پنجاہ وپنجم مین لکھا ہے کہ بانی فقہ ابوحنیفہ کوفیست وسہ حصہ از فقہ اور امسلم داشتہ اند و در ربع باقی ہمہ شرکت دارند در فقہ صاحب خانہ اوست و دیگران ہمہ عیال وے" ان علماے کرام وفضلاے عظام کے اقوال سے کما حقہ ثابت ہے کہ جناب امام عالی مقام فقہ مین اعلے درجے کا کمال رکھتے تھے اور اس باب مین ائمہ دین اونکے عیال ہین اور ایک عالم اونکی خرمن کا خوشہ چین ہے - چنانچہ اسی مضمون کو ابوالقاسم غسان بن محمد بن عبداللہ بن سالم نے نظم کیا ہے

وَضَعَ الْقِیَاسَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ کُلَّہٗ	فَاَتٰی بِاَوْضَحِ حُجَّۃٍ وَّقِیَاسٍ
وَبَنٰی عَلَی الْاٰثَارِ اُسَّ بِنَائِہٖ	فَبَدَتْ غَوَامِضُہٗ بِخَیْرِ اَسَاسٍ
وَالنَّاسُ یَتَّبِعُوْنَ فِیْھَا قَوْلَہٗ	لَمَّا اسْتَبَانَ ضِیَاءُھَا لِلنَّاسِ
اُفْدِیْ الْاِمَامَ اَبَاحَنِیْفَۃَ ذَاالتُّقٰی	مِنْ عَالِمٍ بِالشَّرْعِ وَالْمِقْیَاسِ
سَبَقَ الْاَئِمَّۃَ فَالْجَمِیْعُ عِیَالُہٗ	فِیْمَا تَحَرَّاہُ بِحُسْنِ قِیَاسٍ

غرضکہ جناب امام عالی مقام کی فقہ کا ایک عالم مداح ہے اور بفحواے حدیث صحیح من یُّرِدِ اللہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ - یعنے اللہ تعالےٰ جل شانہ جسکے ساتھہ خیر کا ارادہ کرتا ہے اوسکو فقہ فی الدین عطا کرتا ہے - آپکے خیر الناس ہونے مین کچھہ کلام نہین اور آپکے قاری ہونے کا ذکر تو اوپر گذر چکا رہا حافظ قرآن و حدیث ہونا اسکی بحث

کچھ آگے چلکر لکھونگا فانتظرہ۔ بیشک آپ اٰیۃٌ مِنْ اٰیاتِ اللہِ تھے۔ آپکا سینہ
نور الٰہی سے معمور تھا۔ آپکے حق مین بہت کچھ بشرات وارد ہوئے ہین۔ علامہ ابن حجر
مکی شافعیؒ کی شرح عین العلم مین ہے سمع فی المنام الباری تعالی یقول
انا عند علم ابی حنیفۃ۔ یعنے جناب امام نے خواب مین جناب باری عزاسمہ کو
یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مین علم ابو حنیفہؒ کے پاس ہون۔ اور بحث رویاے صالحہ مین یہ
گذر چکا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی خواب مین معاذ رازی کو یہی کلمات
ارشاد فرمائے تھے۔ غرضکہ اللہ اور رسول دونون کو علم ابو حنیفہؒ محبوب ہے۔ اور
خیرات الحسان مین لکھا ہے کہ ایک روز جناب امام عالی مقام خواب مین حوض
کوثر پر پونہچے اور باجازت نبوی آپنے آبِ کوثر کا ایک پیالہ خود بھی پیا اور اپنے اصحاب
کو بھی پلایا اور وہ پانی بقدر رائی بھی کم نہوا انتہی ملخصًا۔ سبحان اللہ جسکو خواب مین پیالہ
کوثر عطا ہو وہ کیون کثیر العلم نہو اور اوسکا فیض کسطرح جاری نہو۔ اور صحیح مسلم مین ہے
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان الدین عند
الثریا لذھب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی یتناولہ
یہ حدیث امام بخاری وطبرانی وابو نعیم وغیرہ نے بھی باختلاف بعض لفاظ روایت
کی ہے۔ اس حدیث کے معنے یہ ہین کہ ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دین اگر ثریا کے پاس بھی ہوگا تو فارس کا ایک
مرد اوسکو پالیگا اور اپنے قبضے مین کرلیگا۔ فارس سے مراد جنس عجم ہے۔ کذا فی
الخیرات الحسان۔ اس حدیث مین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے
کسی مرد عجمی کی نسبت بشارت دی ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اسکا مصداق کون
ہے۔ بڑے بڑے علماے دین عجم مین گزرے ہین اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ کے آباواجداد بھی عجم کے رہنے والے تھے۔ علی سبیل الیقین تو کوئی کہہ سکتا نہین

کہ اسکا مصداق فلان ہی شخص ہے۔ مگر کثرت فی العلم کے اعتبار سے علےٰ سبیل الظن اکابر علماء نے اس حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی شافعی جنکا پایہ فن حدیث مین ارباب علم پر مخفی نہین تبئیض الصحیفہ مین اس حدیث کی نسبت لکھتے ہین ہٰذا اصل صحیح یعتمد علیہ فی البشارۃ بابی حنیفۃ وفی الفضیلۃ التامۃ یعنے امام ابوحنیفہ کی بشارت اور اونکی فضیلت تامہ کے باب مین یہ حدیث صحیح قابل اعتماد ہے۔ حافظ سیوطی کے شاگرد رشید علامہ حافظ محمد بن یوسف دمشقی شافعی نے حاشیہ شبراملسی علے المواہب مین لکھا ہے وما جزم بہ شیخنا من ان ابا حنیفۃ ھو المراد من ھذا الحدیث ظاہر لاشک فیہ لانہ لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغہ احد۔ یعنے ہمارے شیخ نے جو یہ جزم کیا ہے کہ اس حدیث سے مراد امام ابوحنیفہ ہین وہ ظاہر ہے اسمین کچھ شک نہین کیونکہ ابناے فارس مین سے کوئی شخص بھی اونکے مبلغِ علم کو نہین پونہچا۔ اور بعض روایات مین رجل کے بدلے رجال بھی مروی ہے۔ تو تطبیق یون ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی رجل اور کبھی رجال فرمایا ہے۔ صیغہ جمع مین اور اکابر علماے عجم کو بھی داخل کرلیا ہے جس سے وہ بھی مستحق بشارت ہوگئے۔ اور علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے ومما یصح الاستدلال بہ علی عظم شان ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال ترفع زینۃ الدنیا سنۃ خمسین ومائۃ۔ یعنے امام ابوحنیفہ کی عظمت شان کے استدلالات مین سے ایک استدلال صحیح یہ بھی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ سنہ ایکسو پچاسؔ مین دنیا کی زینت اوٹھ جائیگی شمس الائمہ کردری نے لکھا ہے ھذا الحدیث محمول علی ابی حنیفۃ لانہ مات تلک السنۃ

یعنے یہ حدیث امام ابوحنیفہ پر محمول ہے کیونکہ اوسی سن مین اونکا انتقال ہوا ہے۔
اور خواجہ فریدالدین عطار قدس سرہ نے تذکرۃ الاولیا مین لکھا ہے کہ امام
اعظم رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر گئے اور السلام
علیک یا سید المرسلین کہا۔ قبر مبارک سے جواب آیا وعلیک السلام یا
امام المسلمین۔ سبحان اللہ قرب نبوی اسکو کہتے ہین اور مرتبہ عالیہ اسکا نام ہے
پچپن حج آپنے ادا کیے چنانچہ علامہ عرضی شافعی نے فوائد المہمہ مین لکھا ہے حج
رضی اللہ عنہ خمسا وخمسین حجۃ۔ آپنے نمازین داخل کعبہ مین بھی ادا کی ہین
اور اندر ہی قرآن پاک بھی ختم کیا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان
مین بحوالہ بعض اہل مناقب لکھا ہے کہ آپنے کعبے کے اندر یہ فرمایا کہ اے میرے رب جیسا
چاہیے ویسا تجکو مین نے نہین پہچانا اور جیسی تیری عبادت چاہیے مین نے ادا نہین
کی۔ زاویہ بیت اللہ سے ندا آئی عرفت واحسنت واخلصت الخدمۃ غفرنا
لک ولمن کان علی مذہبک الی قیام الساعۃ۔ یعنے تمنے مجکو پہچانا اور درجہ
احسان کو پہونچگئے اور تمنے میری خالص خدمت کی۔ مین نے تمہاری اور اون لوگونکی
جو تمہارے مذہب پر قیامت تک ہونگے مغفرت کی۔ اور علامہ محمد بن عثمان بلخی نے
عین العلم مین لکھا ہے۔ سمع ہاتفا یقول یا اباحنیفۃ اخلصت خدمتی
واحسنت معرفتی فقد غفرت لک ولمن اتبعک الی قیام الساعۃ۔ یعنے
آپنے ہاتف کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے ابوحنیفہ تونے میری خالص خدمت کی اور
میری معرفت مین تو درجۂ احسان کو پہونچگیا پس مین نے تیری اور تیرے اتباع کی
جو قیامت تک ہونگے مغفرت کردی علامہ ابن حجر شافعی نے اوسکی شرح مین لکھا ہے
فی ہذا من البشری لہ ولاتباعہ۔ یعنے اس قول مین جناب امام اور اونکے
اتباع کے لیے بشارت عظیم ہے۔ اور خیرات الحسان مین لکھا ہے۔ روی انہ

رای اللہ تبارک وتعالی تسعا وتسعین مرة فقال فی نفسہ لئن رأیتہ تمام المائة لاسألنہ بم ینجوا الخلائق من عذابہ فرآہ تبارک وتعالی فسألہ و اجابہ ۔ یعنے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمة اللہ علیہ نے جناب باری عز اسمہ کو ننانوے دفعہ خواب مین دیکھا ۔ پھر آپنے اپنے جی مین کہا کہ اگر ایکبار رویت نصیب ہوئی اور سو پورے ہو گئے تو اللہ تعالے سے نجات خلائق کی درخواست کرونگا چنانچہ پھر آپکو رویت پروردگار عالم نصیب ہوئی ۔ آپنے سوال کیا اللہ تعالے جل شانہ نے آپکی درخواست قبول فرمائی ۔

زہد و تقویٰ امام صاحب ۔ آپ مین زہد و تقوی اسقدر تھا کہ آپکے شاگرد امام محمد نہایت خوشرو نوجوان تھے جناب صاحب مین کے ڈر سے اونکو ستون وغیرہ کی آڑ مین پڑھایا کرتے تھے ۔ ایک دفعہ کوئی مغصوب بکری کوفے کی بکریون مین مخلوط ہو گئی اور کہین اوسکا پتہ نہ ملا ۔ آپنے خیال فرمایا کہ کہین ایسا نہو کہ وہی بکری میرے کھانے مین آجائے تو آئینہ دل پر اوسکا اثر برا پیدا ہو دریافت فرمایا کہ بکریان کے برس تک زندہ رہتی ہین معلوم ہوا کہ سات برس تک آپنے سات برس تک بکری کا گوشت کھانا ترک کر دیا ۔ جو شخص آپکا مدیون ہوتا اوسکی دیوار کے سائے مین آپ ٹھہرنا پسند نہین کرتے تھے ۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کسی محلے مین نماز جنازہ کے لیے تشریف لے گئے ۔ سخت دہوپ تھی ایک مکان کی دیوار کے سوا کہین سایہ نہ تھا ۔ اور صاحب دیوار آپکا مدیون تھا ۔ لوگون نے کہا کہ اس دیوار کے نیچے تھوڑی دیر بیٹھ جائیے ۔ آپنے فرمایا کہ اس دیوار والے پر میرا قرض آتا ہے ۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کُلُّ قَرضٍ جَرَّ مَنفَعَةً فَهُوَ رِبًوا ۔ اس دیوار سے کچھ فائدہ لینا مجکو جائز نہین ۔

خوف الٰہی امام صاحب ۔ خوفِ الٰہی آپ مین اسقدر تھا کہ راتون کو آپ برابر رویا کرتے تھے حتی کہ آپکے رونے پر پڑوس والے ترس کھاتے تھے ۔ امام نووی شافعی نے تہذیب الاسماء واللغات مین لکھا ہے ۔ وکان یسمع بکائہ حتی یرحمہ جیرانہ ۔ یعنے اونکے بکا کی آواز سُن سُنکے اونکے ہمسائے رحم کھاتے تھے ۔ اور شیخ ابن حجر نے خیرات الحسان مین

لکھاہے وکان آثار البکاء ترٰی فی عینیہ وخدیہ۔ یعنے جناب امام اسقدر بکار
کرتے تھے کہ آنسوؤن سے آپکی آنکھین اور رخسارے تر ہوجاتے تھے اور اوسکے آثار نظر
آتے تھے۔ یزید بن لیث سے مروی ہے کہ کسی امام نے اذا زلزلت نماز عشا مین پڑھی
اور ابو حنیفہؒ مقتدی تھے۔ بعد نماز مین نے اونکو دیکھا کہ اونکی سانس چڑھی ہوئی ہے
مین وہان سے اونکو تنہا چھوڑکر چلا آیا۔ بعد طلوع فجر جو اوس مسجد مین پونہچا تو اونکی وہی
کیفیت دیکھی اور وجد مین اونکو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ یا من یجزی بمثقال ذرۃ خیر
خیرًا ویا من یجزی بمثقال ذرۃ شر شرًا اجر النعمان من النار وما یقرب منہا
وادخلہ فی سعۃ رحمتک۔ یعنے اے مثقال ذرہ خیر کی جزا مین خیر کے دینے والے
اور مثقال ذرہ شر کے بدلے شر کے دینے والے نعمان کو نار اور قرب جہنم سے رہا کر اور اپنی
وسعت رحمت مین اوسکو داخل کرلے۔ ایک دفعہ بھولے سے کسی لڑکے کا پاؤن
آپسے کچھ کچل گیا وہ بولا اے شیخ تم روز قیامت کے قصاص سے نہین ڈرتے۔ جناب
امام یہ کلمہ سنتے ہی بیہوش ہوگئے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو تجارت کے سبب سے متموّل
بنایا تھا۔ سخاوت اسدرجہ تھی کہ بقدر مناسب رکھکر باقی مال علما اور فقرا کے حوائج مین خرچ — سخاوت کا بیان —
کردیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ راستے مین چلے جاتے تھے کسی شخص نے آپکو دیکھکر آنکھ بچا
کے دوسری راہ اختیار کی۔ آپنے دیکھ لیا اور پکارا جب وہ آیا تو پوچھا کہ تمنے آنکھ کیون
چرائی وہ بولا کہ مین نے آپسے دس ہزار درہم قرض لیے ہین اتنا زمانہ گذر گیا مگر تہیدستی
سے آجتک ادا نکر سکا آپسے آنکھین چار کرتے ہوئے شرم آئی لہذا آنکھ بچاکر نکلنا چاہا۔
آپنے فرمایا سبحان اللہ اسی نے تمھاری یہ حالت بنادی۔ جاؤ مین نے کل دراہم معاف
کردیے۔ ایکدن آپنے اپنی مجلس مین کسی جلیس کو پھٹے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا اوسکی
پریشان حالی دریافت کرکے آپنے اوسکو بیٹھنے کو کہا جب سب لوگ چلے گئے آپنے
فرمایا کہ مصلّے کے نیچے جو چیز رکھی ہے تم اوٹھا کر لیجاؤ۔ اوسکے نیچے ہزار درم کا تھیلا

فائدہ از مترجم

رکھا تھا وہ لیکر گھر روانہ ہوا - آپکے بیٹے حمّاد نے جب سورہ فاتحہ ختم کی تو خوشی مین آپنے معلم کو پانسو درم اور بروایتے ہزار درم عطا کیے - آپنے اپنے اعمال حسنہ تین حصون پر تقسیم کر دیے تھے ایک تہائی اپنے والدین کو اور ایک تہائی اپنے شیخ حمّاد کو بخشدی تھی اور ایک ثلث اپنے لیے رکھ چھوڑا تھا - اور ہر نماز کے بعد اپنے والدین اور اُستاد حضرت حمّاد کے لیے دعاے مغفرت مانگا کرتے تھے - کثیر العبادت اسقدر تھے کہ برسون عبادت مین رات کو نہ سوئے اور ایک ہی رکعت مین سارا قرآن ختم کر دیا جس سے آپکا حافظ قرآن ہونا ثابت ہے - رمضان مبارک مین ساٹھ ختم کیا کرتے تھے دن رات طاعت مین مشغول رہا کرتے تھے - حافظ ابو الحجاج مزّی دمشقی نے تہذیب الکمال مین لکھا ہے - روی عن ابی یوسف بینما انا امشی مع ابی حنیفة اذ سمعت رجلا یقول لرجل هذا ابو حنیفة لا ینام اللیل فقال ابو حنیفة لا یتحدث عنی بما لم افعل فکان یحیی اللیل یعنے امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ مین ایک روز امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ ایک مرد نے ایک شخص سے کہا کہ یہ ابو حنیفہ ہین کہ رات بھر نہین سوتے پس امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جو بات مین نہین کرتا وہ بیان کیون کی جائے اوس روز سے آپ احیاء لیل کرنے لگے - امام نووی نے بھی تہذیب الاسماء واللغات مین یہ عبارت بتغائر بعض الفاظ نقل کی ہے اور آخر مین یون لکھا ہے فکان یحیی اللیل صلوة ودعاء وتضرعا - یعنے جناب امام وہ کلام سنکر اوس روز سے نماز و دعا و تضرع مین احیاء لیل کرنے لگے - اور علامہ شیخ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے حفظ عنه صلوة الفجر بوضوء العشاء اربعین سنة - یعنے جناب امامؒ کا چالیس برس تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنا ثابت ہو گیا ہے - اور اوسمین یہ بھی ہے صح عنه انه کان یختم فی شهر رمضان ستین ختمة وانه کان یقرء القران کله فی رکعة - یعنے یہ بات صحت کو پہونچگئی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ ماہِ رمضان مین

دفع شبہات مولف معیار الحق

ساٹھ ختم قرآن پڑھا کرتے تھے اور ایک ہی رکعت مین سارا قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ اس عبارت
پر مؤلفِ معیار الحق نے دو اعتراض کیے ہین کہ حدیث شریف مین تین روز سے کم مین
قرآن ختم کرنا ممتنع آیا ہے جنابِ امام امر بدعت کے کیونکر مرتکب ہو سکتے ہین۔ ثانیاً اسقدر
جلد ختم کرنا عادۃً دشوار ہے۔ اِن دونون شبہون کا جواب علامہ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان
مین لکھا ہے کہ نہی اوس شخص کے حق مین ہے جو بسہولت ادا نکر سکے اور اوسکے لیے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمانہ وسیع نہو جائے ہر شخص کے لیے ممتنع نہین۔ بہت سے
صحابہؓ اور تابعینؒ نے ایک ہی رکعت مین قرآن کو ختم کر دیا ہے۔ بلکہ بعضون نے مغرب
سے لیکر عشا تک تین چار بار قرآن ختم کیا ہے اور یہ باتین کرامات کی قبیل سے ہین اونکی
عبارت یہ ہے وختمہ القران فی رکعۃ لا ینافی خبران من قراہ فی اقل من ثلث
لم یفقہ لانہ محلہ فی من لم تخرق لہ العادۃ فی الحفظ والسہولۃ واتساع
الزمن ومن ثم جاء عن کثیر من الصحابۃؓ والتابعین انہم کانوا یختمونہ
فی رکعۃ بل ختمہ بعضہم اربع مرات فیما بین المغرب والعشاء وکل ذلک
من باب الکرامۃ فلا یعترض۔ خلاصہ یہ کہ نہی ہر شخص کے حق مین وارد نہین۔
اور اسقدر جلد ختم کرنا کرامات کے قبیل سے ہے۔ بطلانِ کرامت پر معیار الحق
مین یہ تقریر کی گئی ہے کہ کرامت تو امر اتفاقی ہے کہ خارق عادت کی ہوتی ہے نہ دامی
اور عادی۔ اسکا جواب مولانا ارشاد حسین رامپوری نے انتصار الحق مین یہ دیا
ہے۔ کہ کرامت اوس خلافِ عادت امر کو کہتے ہین جو کسی مسلمان غیر نبی سے ظاہر ہو۔
اتفاقاً ہو یا بطور مداومت۔ اتفاقی ہونے کی قید جو مؤلفِ معیار نے کی ہے وہ اصطلاح
جدید ہے۔ مین کہتا ہون کہ فی الواقع بات وہی ہے جو مؤلف انتصار نے لکھی ہے
مین ایک ایسی حدیث صحیح پیش کرتا ہون کہ مؤلف معیار کا شبہ بالکل مرتفع ہو جاتا ہے
دیکھو بخاری شریف صفحہ ۴۸۵ کی کتاب الانبیا مین یہ حدیث ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال

النبی صلے اللہ علیہ وسلم خُفف علی داؤد القراٰن فکان یأمر بدوابہ فتسرج
او المقروء والزبور ۱۲ مرقاۃ
فیقرأ القراٰن قبل ان تسرج - یعنے ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا کہ داؤد علیہ السلام پہ زبور اسقدر آسان کردی گئی تھی کہ ادہر گھوڑون
پرزین کسنے کا حکم دیتے اور ادہر پڑھنا شروع کردیتے قبل اسکے کہ گھوڑے کسے جائین
وہ زبور ختم کردیتے تھے - دیکھو جب اتنی قلیل مدت مین زبور ایسی کتاب ختم ہوجاتی تھی تو
اگر جناب امام عالی مقام نے دن رات مین دو تین ختم کیے تو مستبعد کیا ہے - اعجاز و کرامت
مین صرف نبوت کا فرق ہے - اس حدیث سے اتفاقی ہونے کی قید کا بطلان اظہر
من الشمس ہے - کیونکہ حدیث صاف بتارہی ہے کہ حضرت داؤد کی یہ عادت ہوگئی تھی
کہ اتنی قلیل مدت مین وہ زبور ختم کردیا کرتے تھے - اس حدیث کے تحت مین علامہ قسطلانی
نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے - وقد دل الحدیث علی ان اللہ تعالی
جلد خامس مطبوعہ مصر
یطوی الزمان لمن شاء من عبادہ کما یطوی المکان لہم قال النووی ان بعضہم
کان یقرأ اربع ختمات باللیل واربعا بالنہار ولقد رأیت ابا الطاہر بالقدس الشریف
سنۃ سبع وستین وثمان مائۃ وسمعت عنہ اذ ذاک انہ کان یقرأ فیہما اکثر
من عشر ختمات بل قال لی شیخ الاسلام البرہان بن ابی شریف دام اللہ النفع
بعلومہ عنہ انہ کان یقرأ خمس عشرۃ فی الیوم واللیلۃ وہذا باب لا سبیل الی
ادراکہ الا بالفیض الربانی - یعنے بخاری کی یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ
اللہ تعالے اپنے بندون مین سے جسکے لیے چاہتا ہے زمانے کو پیچیدہ کردیتا ہے جیسا
کہ بعضون کے لیے زمین کو لپیٹ دیتا ہے - اور نووی نے کہا ہے کہ بعض لوگون نے
چار ختم دن کو اور چار ختم رات کو کیے ہین - اور شیخ ابوطاہر سے ۸۶۷ھ مین بمقام قدس
جو ملاقات ہوئی تو اونسے یہ سُنا کہ وہ دس ختم سے بھی زیادہ کیا کرتے تھے - بلکہ شیخ الاسلام
برہان نے مجھسے یہ بیان کیا کہ وہ رات دن مین پندرہ ختم کیا کرتے تھے - اور یہ بات یعنے

اتنی قلیل مدّت مین اسقدر ختم کرنا ایک ایسی چیز ہے کہ جبتک فیض ربانی نہو انسان کی سمجھ مین آنہین سکتی - اور خیرات الحسان مین لکھا ہے قال الفضل بن دکین رأیت جماعة من التابعین وغیرھم فما رأیت احسن صلوٰة من ابی حنیفة - یعنے فضل بن دکین نے کہا ہے کہ مین نے بہت سے تابعین وغیرہم کو دیکھا مگر امام ابو حنیفہ سے بڑھکے اچھی طرح نماز ادا کرتے ہوئے کسی کو نہ پایا - الغرض جناب امام عالی مقام زہد وتقوی وعبادت وغیرہ مین نہایت ہی ثابت قدم تھے اور اس باب مین اکابر علما آپکے مداح ہین - محدث کبیر علامہ ابن اثیر جزری نے جامع الاصول فی احادیث الرسول مین بعد مناقب کثیرہ لکھا ہے ولو ذھبنا الی شرح مناقبه وفضائله لاطلنا الخطب ولم نصل الی الغرض منھا فانه کان عالما عاملا زاھدا عابدا ورعا تقیا اماما فی علوم الشریعة مرضیا - یعنے اگر ہم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب وفضائل کی شرح کرنے لگین تو ایک دفتر ہو جائے اور غرض تمام بھی نہو کیونکہ وہ عالم تھے عامل تھے زاہد تھے عابد تھے پرہیزگار متقی تھے علوم شریعت کے امام برگزیدہ تھے - اور صاحب مشکوٰۃ المصابیح علامہ ابو عبد اللہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ شافعی نے الکمال فی اسماء الرجال مین یہی عبارت بعینہ لکھی ہے اور اسکے بعد یہ بھی لکھا ہے - والغرض بایراد ذکرہ فی ھذا الکتاب وان لم نروعنه حدیثا فی المشکوٰة للتبرك به لعلو مرتبته ووفور علمه - یعنے اگرچہ مشکوٰۃ مین کوئی ایسی حدیث نہین جو امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہو مگر اس کتاب مین اونکے ذکر کرنے سے غرض یہ ہے کہ چونکہ مرتبہ اونکا بلند اور علم اونکا وافر تھا اونکا ذکر خیر کرکے مین برکت حاصل کرون - اور ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے - کان عالما عاملا زاھدا عابدا ورعا تقیا کثیر الخشوع دائم التضرع الی اللہ یعنے وہ عالم وعامل پرہیزگار کثیر الخشوع تھے ہمیشہ اللہ کی درگاہ مین تضرع کیا کرتے تھے

اور علامہ ذہبی نے تذہیب التہذیب مین لکھا ہے۔ قال سلیمان بن الربیع ثنا حبان بن موسیٰ سمعت ابن المبارکؒ یقول جالست الکوفیین فما رأیت منہم اورع من ابی حنیفۃ وقال حامد بن آدم سمعت ابن المبارکؒ یقول ما رأیت احدا اورع من ابی حنیفۃؒ۔ یعنے سلیمان بن ربیع نے حبان بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ مین نے عبداللہ بن مبارک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مین نے بہت کوفیون کی صحبت اوٹھائی مگر کسیکو ابو حنیفہؒ سے بڑھکر پرہیزگار نہ پایا۔ اور حامد بن آدم نے کہا کہ مین نے ابن مبارک کو یہ کہتے سنا کہ ابو حنیفہؒ سے بڑھکے مین نے کسیکو صاحب ورع نہ دیکھا۔ اور اوسی تذہیب مین کچھ آگے چلکے علامہ ذہبی نے یہ بھی لکھا ہے۔ قال محمد بن عبد الملک الدقیقی سمعت یزید بن ہٰرون یقول ادرکت الناس فما رأیت احدا اعقل ولا افضل ولا اورع من ابی حنیفۃ۔ یعنے محمد بن عبد الملک نے کہا کہ مین نے یزید بن ہارون کو یہ کہتے سنا کہ مین نے بہت سے لوگون کو دیکھا مگر کسی کو عقل و فضل و ورع مین ابو حنیفہؒ سے بڑھکے نہ پایا۔ اور تہذیب التہذیب مین شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے ومناقب الامام ابی حنیفۃؒ کثیرۃ جدًا۔ اور علامہ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے قال الحافظ محمد ابن میمون لم یکن فی زمن ابی حنیفۃ اعلم ولا اورع ولا ازہد ولا اعرف ولا افقہ منہ وباللہ ما تسرنی بسماعی منہ مائۃ الف دینار۔ یعنے حافظ محمد بن میمون نے جو بہت بڑے محدث تھے یہ کہا ہے۔ کہ امام ابو حنیفہؒ کے زمانے مین علم و ورع و زہد و معرفت و فقہ مین کوئی اونسے بڑھکے نہ تھا۔ اور واللہ لاکھ اشرفیان بھی اونکی باتون کے سماع کے آگے مجکو بھلی نہین معلوم ہوتین۔ اور اوسی خیرات الحسان مین ہے۔ وقال احمد بن حنبل فی حقہ انہ من العلم والورع والزہد وایثار اللہ الدار الاخرۃ بمحل لا یدرکہ احد۔ یعنے امام احمد حنبلؒ نے امام ابو حنیفہ کے حق مین

یہ کہا ہے کہ علم و ورع و زہد و ایثار آخرت کے سبب سے وہ ایسے مرتبۂ علیا پر ہین کہ کوئی دریافت نہین کرسکتا۔ اور علامہ ذہبی نے عبداللہ بن مبارک کے یہ چند اشعار جو امام اعظمؒ کی مدح مین ہین تذہیب التہذیب مین نقل کیے ہین سے

رَاَیتُ اَبَا حَنِیفَةَ کُلَّ یَومٍ	یَزِیدُ نَبَاهَةً وَیَزِیدُ خَیرًا
وَیَنطِقُ بِالصَّوَابِ وَیَصطَفِیهِ	اِذَا مَا قَالَ اَهلُ الجَوْرِ جَوْرًا
یُقَایِسُ مَن یُقَایِسُهُ بِلُبٍّ	فَمَن ذَا یَجعَلُونَ لَهُ نَظِیرًا
کَفَانَا فِقهُ حَمَّادٍ وَکَانَت	مُصِیبَتُنَا بِهِ اَمرًا کَبِیرًا
فَرَدَّ شَمَاتَةَ الاَعدَاءِ عَنَّا	وَاَبدَی بَعدَهُ عِلمًا کَثِیرًا
رَاَیتُ اَبَا حَنِیفَةَ حِینَ یُؤتیٰ	وَیُطلَبُ عِلمُهُ بَحرًا غَزِیرًا
اِذَا مَا المُشکِلَاتُ تَدَافَعَتهَا	رِجَالُ العِلمِ کَانَ بِهَا بَصِیرًا

الغرض کتنے ائمہ دین نے آپکی مدح وثنا کی ہے۔ اور کتنے لوگون نے متفرق تصانیف مین آپکے مدائح لکھے ہین بلکہ بہت سے اکابر علما و اعاظم فضلا نے آپکے مناقب مین مستقل رسالے تالیف کیے ہین۔ چنانچہ امام ابوجعفر طحاوی نے پہلے عقود المرجان لکھا پھر اوسکا خلاصہ کیا اور قلائد عقود الدرر والعقیان فی مناقب النعمان نام رکھا۔ اور علامہ محی الدین بن عبدالقادر بن ابوالوفا قرشی نے البستان فی مناقب النعمان اور علامہ جاراللہ زمخشری نے شقائق النعمان اور علامہ عبداللہ بن محمد حارثی نے کشف الآثار اور علامہ یوسف سبط ابن جوزی نے الانتصار لامام ائمۃ الامصار۔ اور علامہ حافظ جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہؒ۔ اور علامہ ابن کاس نے تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان اور علامہ محمد بن یوسف دمشقی نے عقود الجمان فی مناقب النعمان۔ اور امام ابوجعفر احمد بن عبداللہ شیزاماری نے ابانہ۔ اور علامہ یوسف بن عبدالهادی حنبلی نے

تنویر الصحیفہ بمناقب ابی حنیفہ - اور شیخ احمد بن حجر مکی شافعی نے پہلے قلائد العقیان پھر الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان - اور علامہ عمر بن عبد الوہاب عرضی شافعی نے الفوائد المہمہ فی مناقب سراج الامۃ تالیف کیا - اِنکے علاوہ اور بھی بہت سے علمانے جناب امام کے حالات مین مستقل رسالے لکھے ہین اور آپکے اوصافِ جمیلہ کو ذکر کیا ہے - اور ہمیشہ ایک عالم آپکا مداح رہا ہے - مگر قاعدے کی بات ہے کہ جسکے لوگ معتقد ہوتے ہین اور اوسکی قدر و منزلت کرتے ہین تو خواہ مخواہ کچھ لوگ حاسد بھی ہو جاتے ہین - سلفًا و خلفًا بغض و حسد سے جناب امام عالی مقام پر عجب عجب افترا پردازیان ہوئی ہین کتنی جھوٹی باتین آپکی جانب منسوب کی گئی ہین کتنے رسائل آپکے مطاعن مین ایسے تالیف ہوئے ہین کہ لکھنے والے نے اپنے نام کے عوض کسی مشہور عالم کا نام ڈالدیا ہے کہ لوگون مین رواج پائے اور حسنِ اعتبار پیدا کرے ایک شخص محمد بن جعفر خزاعی نام نے ایک رسالہ قرارت شاذہ مین تالیف کیا اور اون قراتون کو جناب امام کی طرف منسوب کیا جس سے بعض مفسرین کو دہوکا ہو گیا کہ جناب امام کی طرف وہی قرارت شاذہ منسوب کر دین - اوس کتاب کی نسبت علامہ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے وقد صرح جماعۃ منھم الدارقطنی بان ھذا الکتاب موضوع لا اصل لہ وابو حنیفۃ بریٔ منہ - یعنے ایک جماعت نے جسمین دارقطنی بھی ہین یہ تصریح کر دی ہے کہ وہ کتاب موضوع ہے اوسکی کچھ اصل نہین اور امام ابو حنیفہ اوس سے بالکل بری ہین - اسیطرح کسی ناعاقبت اندیش نے جناب امام کے رد و تکفیر مین ایک رسالہ لکھا اور اوسکو علامہ مجد الدین فیروزابادی صاحب قاموس کی طرف منسوب کر کے مشہور کیا - جب علامہ ابو بکر بن خیاط یمنی کی نظر سے وہ رسالہ گذرا تو اونہون نے نہایت ملامت کے ساتھ علامہ فیروزابادی کو کہلا بھیجا کہ تمنے یہ کیا لکھا ہے - صاحب قاموس کو جب خبر پہونچی تو

فائدہ در بیان افتراہا

اونہون نے اوس رسالے سے بالکل انکار کیا اور لکھ بھیجا کہ اسکو جلا دیجیے یہ میرے
اعدا کا افترا ہے۔ مین تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم معتقدین سے ہون اور مین نے
ایک کتاب مجلد اونکے مناقب مین لکھڈالی ہے۔ علامہ شعرانی نے اس واقعے کو
الیواقیت والجواہر مین یون لکھا ہے۔ وسوا علی شیخ الاسلام مجد الدین
الفیروزابادی کتابا فی الرد علی ابی حنیفۃ وتکفیرہ ودفعوہ الی ابی بکر بن الخیاط
الیمنی فارسل یلوم مجد الدین فکتب الیہ ان کان بلغک ھذا الکتاب فاحرقہ
فانہ افتراء علیّ من الاعداء وانا من اعظم المعتقدین فی ابی حنیفۃ وذکرت
مناقبہ فی مجلد۔ اسی طرح جناب امام عالی مقام کی طعن و تشنیع مین ایک کتاب منخول
نام امام ابو حامد حجۃ الاسلام محمد غزالی رح کی طرف منسوب ہے جبکا رد شمس الائمہ کردری
نے لکھا ہے۔ چونکہ وہ کتاب امام غزالی کی طرف منسوب ہے لہذا آجکل کے بعض متعصب
غیر مقلد اوسکو دستاویز بنائے ہوئے ہین۔ آپ جا ہے غور ہے کہ امام غزالی رح احیاء العلوم
مین جناب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت کچھ مدح و ثنا لکھی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہین۔ و
اما ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ فلقد کان ایضا عابدا زاھدا عارفا باللہ
خائفا منہ مریدا وجہ اللہ بعلمہ الخ۔ جس شخص کا خیال ایسا ہو وہ منخول ایسی کتاب
کیا تالیف کر سکتا ہے۔ بعضون نے لکھا ہے کہ کسی بیہودہ شخص نے تالیف کر کے رواج دینے
کو امام غزالی کی طرف منسوب کر دی ہے۔ اور بعضون نے لکھا ہے کہ اگر بالفرض غزالی
ہی کی تسلیم کی جائے تو وہ ابتدا مین جدلی تھے وہ کتاب اوسی زمانے کی ہوگی۔ اور
بعضون نے لکھا ہے کہ اوسکا مؤلف محمود غزالی ہے نہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی
لفظ غزالی نے لوگون کو دہوکے مین ڈالدیا اور محمود و محمد کا فرق خیال سے جاتا رہا
علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان مین اس منخول کی نسبت لکھا ہے
ولیس ھو لما یاتی من احیائہ من مدح ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ وتر جمتہ

بما یلیق بہ بعلو کمالہ وایضا لان النسخۃ التی رایتہا مکتوب علیہا ان ہذا الکتاب تصنیف محمود وہذا لیس ہو حجۃ الاسلام ومن ثم کتب علی حاشیۃ تلک النسخۃ ہذا شخص معتزلی اسمہ محمود الغزالی ولیس ہو حجۃ الاسلام

یعنے اوس کتاب کے مؤلف حقیقت مین امام غزالی نہین کیونکہ احیاء العلوم مین امام ابو حنیفہ رح کے علو کمال کے موافق اونہون نے اونکی مدح لکھی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ جو نسخہ میری نظر سے گزرا اوسپر یہ لکھا پایا کہ یہ کتاب محمود کی تصنیف سے ہے اور وہ حجۃ الاسلام نہین۔ اور حاشیہ پر اوس نسخے کے یہ لکھا تھا کہ یہ شخص معتزلی ہے اور اسکا نام محمود غزالی ہے اور یہ حجۃ الاسلام نہین۔ یعنے وہ غزالی نہین جنکا نام محمد اور لقب حجۃ الاسلام اور جنکی تصنیف احیاء العلوم ہے حضرات ناظرین بعض رسائل کی کیفیت تو دیکھ چکے اب یہ بات بگوش ہوش سننے کے قابل ہے اور اچھی طرح یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اگلے لوگون مین سے بعضے ایسے بھی گزرے ہین جنکا نام نعمان یا کنیت ابو حنیفہ تھی۔ بلکہ ایک عالم ایسا گزرا ہے جو ابو حنیفہ نعمان کہلاتا تھا پہلے وہ مالکی تھا پھر امامیہ ہوگیا۔ تاریخ ابن خلکان مین جناب امام عالی مقام کے ترجمے کے بعد اوسکا ترجمہ بھی کچھ بسیط کے ساتھ موجود ہے۔ غرضکہ اس اشتراک لفظی نے یہ شگوفہ کھلایا کہ اون لوگون کے بھی بعض عیوب غلطی سے ناحق جناب امام کی طرف منسوب ہوگئے ہین جو تنقیح وتنقید کے بعد ظاہر ہوجاتے ہین۔ مجکو اس بات کی تو شکایت نہین کہ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد مین آپکے مدائح کے ساتھ ایسے اسناد سے جنکے راوی غالبا متکلم فیہ یا مجہول ہین چند باتین ایسی بھی نقل کی ہین جنسے جناب امام کی کسر شان ہوتی ہے سبب کیا کہ مورخ علامہ کو رطب ویابس جو کچھ معلوم ہوا بحیثیت واقعہ نویسی درج کردیا اور مقصود یہ تھا کہ ایسا باکمال شخص بھی طاعنین کے طعن سے محفوظ نہین۔ اسیطرح اون ائمۂ فن رجال سے بھی مجکو کچھ گلا نہین کہ بعضون کی جرح وقدح نقل کردی ہے

کیونکہ اونکی نیت صاف تھی اپنے منصب کے موافق مدح اور قدح دونون امر لکھدیے ہان
اون متعصب علما سے جنکو البتہ یہ شکایت ہے کہ عوام کے بدگمان کرنے کو دانستہ بدلے
مطاعن ہی بھر دیے اور رفع جروح سے اغماض کیا جسکی وجہ سے سفہاے زمانہ کی بدگمانیان
آپسے کچھ ایسی بڑھی ہوئی ہین کہ معاذ اللہ۔ ایسے ایسے اینڈے بینڈے الفاظ استعمال
کرجاتے ہین کہ خدا کی پناہ۔ طاعنین کے طعن اور حاسدین کے ناحق جرح و قدح سنتے سنتے
دم گھبرا گیا۔ اب مین صاف صاف کہتا ہون کہ صاحب منقول ہوئے یا صاحب
منقطع یا کوئی اور صاحب ہوئے کسیکا اعتراض قابل التفات نہین۔ لوگون نے جسقدر
کلمات طعن و تشنیع کے لکھے ہین سب محض ہیچ ہین چند مطاعن جو عوام و سفہاء الاحلام
کے زبانزد ہو رہے ہین اونکے جواب باصواب لکھکر لوگون کے خیالات کی اصلاح کیے
دیتا ہون اور اونکے ادھر دل سے اونکے شبہات کو حرف غلط کی طرح مٹائے دیتا ہون
اگرچہ مجدد العصر استاذنا مولانا محمد عبد الحی مرحوم محدث لکھنوی نے اپنی تصنیفات مین اون
مطاعن کے جواب باصواب لکھدیے ہین۔ مگر اونکی عبارت عربیہ ہونے سے اکثر لوگ محروم
ہین۔ ثانیا مین نے حفاظ احادیث و ائمہ رجال کی بعض ایسی کتابین جنکے دیکھنے کو لوگون
کی آنکھین ترستی ہین اور ہندوستان کیا ملک عرب مین بھی نایاب ہین کسی طرح بہم پہونچا
کے بعض مطاعن کے جواب مین آسمان و زمین کے قلابے ملا دیے ہین۔ بہرکیف اون
لوگون کا ایک طعن یہ ہے کہ امام صاحب کو حدیث مین چندان دخل نہ تھا کل سترہ
حدیثین جانتے تھے۔ تاریخ ابن خلدون مین ہے۔ فابو حنیفۃ یقال
بلغت روایاتہ الی سبعۃ عشر حدیثا۔ یعنے امام ابو حنیفہ رح کے حق مین یہ کہا گیا
ہے کہ اونکی روایات حدیث کل سترہ تک پہونچی ہین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ابن خلدون
نے جو کسی شخص مجہول کا یہ قول حسد آمیز نقل کیا ہے وہ بدیہی البطلان ہے جسکو
طفلان دبستان تک سمجھ سکتے ہین۔ اور یہی وجہ ہے کہ ابن خلدون نے اس قول کو

لفظ یقال سے تعبیر کیا ہے جو ضعف مقولہ پر دال ہے اور صراحۃً بھی اسکی تکذیب کی کہ
اوسی بحث مین یہ بھی لکھدیا ہے وقد تقول بعض المتعصبین ان منھم من کان
قلیل البضاعۃ فی الحدیث ولا سبیل الی ھذا المعتقد فی کبار الائمۃ
لان الشریعۃ انما توخذ من الکتاب والسنۃ۔ الخ یعنے بعض متعصبین نے یہ
لکھدیا ہے کہ اون ائمہ مین سے بعض امام حدیث مین قلیل البضاعۃ تھے۔ مگر یہ اعتقاد ائمہ کبار
کے حق مین محض بیجا ہے کیونکہ شریعت تو کتاب وسنت ہی سے ماخوذ ہوتی ہے۔ پھر
قلیل الحدیث ہونا یعنی چہ۔ اب مین کہتا ہون کہ بلاشک جناب امام ہزارون احادیث
نبویہ کے ماہر اور سیکڑون آثار صحابہ سے واقف تھے۔ مگر آپ جو فقیہ کے لقب سے مشہور
ہوئے اوسکی وجہ یہ ہے کہ جو شخص کئی علم کا جامع ہوتا ہے تو اونمین سے جو علم زیادہ اشرف
ہوتا ہے یا جسمین اوسکو زیادہ دستگاہ ہوتی ہے تو وہ اوسی علم کے ساتھ ملقب ہوتا ہے
درایت کا رتبہ روایت سے کہین بڑھا ہوا ہے کیونکہ محدث کو حدیث سے صرف من
حیث الروایۃ بحث ہوتی ہے اور فقیہ کو درایت یعنے استنباط احکام واستخراج مسائل
کی حیثیت سے غرض ہوتی ہے۔ ترمذی نے باب غسل المیت مین لکھا ہے وکذلک
قال الفقہاء وھم اعلم بمعانی الحدیث۔ دیکھیے اس فقرے سے فقہا کا رتبہ کیسا
ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ جناب امام فقہ کے مُقنّن و مُدوّن تھے اس وجہ سے فقیہ کہلائے نہ
محدث ورنہ آپکے محدث ہونے مین کیا شک و شبہ ہے۔ ایک دلیل بیّن تو یہی ہے کہ آپ
ایسی متبرک صدی مین پیدا ہوئے تھے کہ بعض صحابہ اور ہزارون تابعی قطعاً موجود
تھے۔ اوسوقت کے چھوٹے چھوٹے لڑکے بیسون حدیثین جانتے تھے پھر جناب
امام عالی مقام کا کیا کہنا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ آپکا مجتہد اعظم ہونا مسلم ہے اور بڑے
بڑے محدثین و نقادِ فن آپکے وفور علم کے قائل ہین۔ کما مر۔ اور یہ امر اظہر من الشمس ہے
کہ یہ وصف بغیر تبحر فی الحدیث کے ممکن ہی نہین۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ بالاتفاق

چند اجلہ محدثین جیسے عبداللہ بن مبارک وغیرہ فقہ مین آپکے شاگرد ہین - اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ تعلیم فقہ مین ضرور بحث آپڑتی ہوگی اور تائید یا مخالفت مین تلامذہ یقیناً احادیث پیش کرتے ہونگے - پس ظاہر ہے کہ شاگردون کے ذریعے سے بھی سیکڑون حدیثین آپکو پہونچگئی ہونگی - دیکھو آج بھی اگر کوئی عالم درس دیتا ہے تو شاگرد کسقدر اوچھتے ہین اور اعتراضات کرتے ہین اور اپنے اپنے دلائل پیش کرتے ہین - آخر اُستاد کو اپنے لائق تلامذہ کے واسطے سے بھی بہت کچھہ معلوم ہو جاتا ہے - چوتھی دلیل یہ ہے کہ علامہ ذہبی جو امام فن حدیث و نقّادِ رجال ہین اونہون نے اپنے تذکرۃ الحفاظ مین جناب امام عالی مقام کو اور حفاظ کے ساتھ طبقہ خامسہ مین ذکر کیا ہے - اور علامہ محمد بن یوسف شافعی نے عقود الجمان مین اس باب مین ایک باب علحدہ لکھا ہے جسکی سُرخی یہ ہے الباب الثالث والعشرون فی بیان کثرۃ حدیثہ وکونہ من اعیان الحفاظ المحدثین اور ماہران علم حدیث پر خوب روشن ہے کہ حافظ اصطلاح محدثین مین اوس شخص کو کہتے ہین جو لاکھ حدیثین جانتا ہو - چنانچہ شرح مختصر جرجانی مین ہے الحفاظ جمع الحافظ و ہو من احاط علمہ بمائۃ الف حدیث یعنے حفاظ حافظ کی جمع ہے اور حافظ اوسکو کہتے ہین جسکا علم لاکھ حدیثون پر محیط ہو علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے - مرّ انہ اخذ عن اربعۃ الاف شیخ من التابعین ومن ثم ذکرہ الذہبی وغیرہ فی طبقات الحفاظ المحدثین ومن زعم قلۃ اعتنائہ بالحدیث فہو اما لتساہلہ او حسدہ - یعنے یہ بات اوپر بیان ہوچکی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ چار ہزار تابعی تھے اسی وجہ سے علامہ ذہبی وغیرہ نے انکو طبقات حفاظ حدیث مین

ذکر کیا ہے اور جسنے قلت حدیث کا زعم کیا ہے اوسکا منشا یا تو تساہل ہے کہ وہ اونکے حالات سے واقف نہوا یا بغض و حسد ہے کہ ایسے خیالات دماغ مین پیچیدہ ہوگئے اور ایسے مقالات اوسکی زبان سے صادر ہوگئے - اب مین اوس قول کی طرف متوجہ ہوتا ہون جسکو ابن خلدون نے نقل کیا ہے کہ اوسکا مطلب آیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو کل سترہ حدیثین اونکے شیوخ سے پہنچین جیسا کہ بعض سفہاء الاحلام نے مشہور کر رکھا ہے تو یہ بھی بدیہی البطلان ہے جسکے دہوئین اڑ چکے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ حدیثین جو بتوسط جناب امام لوگون کو پہنچی ہین وہ صرف سترہ ہین تو اگر یہ قول صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے کسر شان نہین ہوسکتی کیونکہ بہت سے ائمہ دین تحدیث سے احتیاط رکہتے تھے اور کتاب و سنت سے مسئلے استنباط کرکے لوگون کو بتادیا کرتے تھے - اور بہت سے محدثین ایسے گزرے ہین جنکی حدیثین کتابون مین درج ہی نہین ہوئین - احادیث کا کم جاننا باعث طعن ہوسکتا ہے نہ قلت روایت - دیکھو سید الشہداء جناب امام حسین علیہ السلام باوجودیکہ پروردہ آغوش بتول اور اکب دوش رسول تھے اور جنکو عمر بھر صحابہ کرام کی صحبت رہی اور جنکا سینہ احادیث کا گنجینہ تھا اونکی نسبت نواب صدیق حسن خان مرحوم تقصار مین لکہتے ہین کہ ہشت حدیث از وے مرویست "جب سید الشہداء علیہ السلام سے بقول نواب صاحب آٹھ حدیثین مروی ہین تو اگر جناب امام سے بالفرض سترہ حدیثین مروی ہین تو محل طعن کیا ہے - رہی یہ بات کہ جناب امام کے حق مین یہ قول کیسا ہے تو محض غلط ہے کیونکہ تصانیف امام محمد و طحاوی و طالیسی و حاکم و بیہقی وغیرہم مین احادیث مرویہ جناب امام اسقدر درج ہین کہ اگر سب مجتمع کی جائین تو سیکڑون ہوجائین - مسلما نو ذرا جائے انصاف ہے کہ باوجودیکہ جناب امام حدیث کی روایت کرنے مین بہت احتیاط رکہتے تھے اور کتاب و سنت و آثار سے مسئلے

استنباط کر کے بتا دیا کرتے تھے پھر بھی آپکی مرویہ حدیثین کتب احادیث مین سیکڑون
موجود ہین اسپر بھی آپکی حدیث دانی سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ وہ کل سترہ حدیثین
جانتے تھے کسقدر قابل مضحکہ ہے - اور بعض کتب تواریخ مین جو یہ لکھا ہے کہ ابوحنیفہ
کہا ہے کہ جب مین مکے گیا اور سر منڈوانے لگا تو حلق راس کے باب مین حجام سے مجکو
فلان فلان تین سنتین معلوم ہوئین یہ واقعہ لکھکے پھر یہ لکھا ہے قال الحمیدی ہے
فرجل لیس عندہ سنن من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واصحابہ فی
المناسك وغیرھا الخ - اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تو کوئی کہتا نہین کہ جناب امام دراز
محدث تھے آپنے عمر بھر مین پچپن حج ادا کیے ہین اگر ایام صبا یا شباب کے کسی حج مین
آپنے حجام سے تین سنتین جو پہلے معلوم نہ تھے سیکھے تو آپ پر حرف کیا آگیا - اور حمیدی
نے جو اس واقعے کے سبب سے آپکے مناسک وغیرہا پر طعن کیا ہے وہ محض تعصب
یا تساہل ہے - کیونکہ آپ مناسک مین اسقدر ید طولی رکھتے تھے کہ اعمش ایسے محدث
امام وقت نے آپسے اوسکے لکھدینے کے لیے درخواست کی تھی - علامہ ابن حجر مکی
شافعی نے خیرات الحسان کی بارھوین فصل مین لکھا ہے لما حج الاعمش ارسل
الیہ لیکتب لہ المناسك وکان یقول اکتبوا المناسك عنہ فانی لا اعلم احدا
اعلم بفرضھا ونفلھا منہ - یعنے جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا تو امام ابوحنیفہ کو مناسک
حج لکھدینے کو کہلا بھیجا - اور وہ لوگون کو کہا کرتے تھے کہ اونسے مناسک حج کے لکھ لو
کیونکہ فرائض و نوافل مناسک کے باب مین کسیکو اونسے بڑھکے مین عالم مین نہین جانتا -
دوسرا طعن یہ ہے کہ امام صاحب قیاس کو حدیث صحیح پر مقدم کر دیا کرتے تھے
اسی وجہ سے ائمہ فن نے انکو امام اصحاب الرائے لکھا ہے - اسکا جواب یہ ہے
کہ اس قول سے اگر یہ مراد ہے کہ حدیثون کو بالائے طاق رکھکر وہ محض قیاسات
سے کام نکالتے تھے تو یہ محض اتہام ہے - بھلا کوئی ادنے مسلمان بھی ایسا کر سکتا ہے -

بات یہ ہے کہ آپ کتاب و سنت کے معانی و مطالب میں عقل و قیاس کو بہت دخل
دیتے تھے اور ہر پہلو دیکھ لیتے تھے من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین کے
آپ مصداقِ کامل تھے۔ دین کے باب میں عقلاے زمانہ کے امام تھے لہذا ائمۂ فن
نے تعریف کے مقام میں آپکو امام اصحاب الرائے لکھا ہے۔ آپکے احسن الرائے ہونے
میں تو کچھ کلام ہی نہیں دیکھو نقادِ رجال علامہ ذہبی نے تذہیب التہذیب
اور اسی طرح اور علماء نے اپنی تالیفات میں یحییٰ بن معین کا یہ قول نقل کیا ہے سمعت
یحیی بن سعید القطان یقول لا نکذب علی اللہ ما سمعنا احسن من رأی
ابی حنیفۃ۔ یعنے یحییٰ بن سعید قطان کو یہ کہتے ہوئے میں نے سنا کہ میں کذب اختیار
نکرونگا اور حق کو نہ چھپاؤنگا بات یہ ہے کہ رائے ابوحنیفہ سے احسن میں نے کہیں نہ پایا
اگر کوئی ذی فہم تعصب ہی چھوڑکر کتب حدیث و فقہ و شروح کو ملاحظہ کرے تو وہ بیشک
سمجھ سکتا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ واقعی احسن الرائے تھے۔ جو جو حدیثیں کہ بظاہر
آپکے مخالف ہیں آپنے اونکو محامل حسنہ پر حمل کر دیا ہے نہ یہ کہ حدیثوں کو بالائے طاق
رکھکر اپنی رائے پر قائم رہے ہیں۔ دیکھو آمین بالجہر کا مسئلہ کیسا معرکۃ الآراء ہے جسکی سارے
ہندوستان میں آجکل ایک دھوم مچی ہوئی ہے متعصبین تو یہی سمجھتے ہیں کہ جناب امام
کا فتویٰ اس مسئلے میں خلافِ سنت ہے۔ حالانکہ انصافانہ دیکھنے سے نقش کالحجر
ہو جاتا ہے کہ بلاشک جناب امام کی رائے اس مسئلہ میں نہایت ہی مستحسن ہے۔ کیونکہ
کل احادیث کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت نے بعض اوقات نماز جہری میں
زور سے آمین کہا ہے نہ برابر۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برابر زور سے آمین کہتے
ہوتے تو صحابہ و تابعین وغیرہم سبکے سب دیکھا دیکھی پکار ہی کے آمین کہتے کیونکہ جس چیز کی
آپ مواظبت کریں اور اوسمیں کچھ دقت نہو صحابہ وغیرہم کی شان سے بعید ہے کہ
وہ بھی اوسکو برابر ادا نکریں ضرور وہ بھی برابر پکار ہی کے آمین کہتے اور جہان جہان

آمین بالجہر

اسلام نے قدم رکھا تھا نماز کے ساتھ اذان کی طرح اسکی بھی اشاعت ہو جاتی۔ کیونکہ جو چیز رات دن مین تین دفعہ ہر روز عین جماعت مین پکار کے کہی جاوے ممکن نہین کہ وہ شہرت پذیر نہو۔ حالانکہ طبری نے تہذیب الآثار مین یہ حدیث بسند صحیح روایت کی ہے۔ حدثنا ابو بکر بن عیاش عن ابی سعید عن ابی وائل قال لم یکن عمرؓ و علیؓ یجہران ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بآمین۔ یعنے عمرؓ و علیؓ یہ دونون بسم اللہ اور آمین کو جہر سے نہ پڑھتے تھے۔ اور طحاوی نے معانی الآثار مین روایت کی ہے۔ حدثنا سلیمان بن شعیب الکیسانی قال حدثنا علی بن معبد قال ثنا ابو بکر بن عیاش عن ابی سعید عن ابی وائل قال کان عمر و علی لا یجہران ببسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین۔ یعنے عمر و علی رضی اللہ عنہما کی یہ حالت تھی کہ بسم اللہ اور اعوذ باللہ اور آمین ان تینون کو جہر سے نہ پڑھتے تھے اور بسند صحیح ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم نخعیؒ جو بہت بڑے فقیہ اور امام وقت تھے اور جنہون نے عائشہؓ تک کو دیکھا تھا اونکا یہی فتوی تھا کہ آمین کو نماز مین آہستہ کہنا چاہیے چنانچہ امام محمدؒ نے کتاب الآثار مین روایت کی۔ اخبرنا ابو حنیفہؒ عن حماد عن ابراہیم قال اربع یخافت بہن الامام سبحانک اللہم وبحمدک والتعوذ من الشیطان وبسم اللہ الرحمن الرحیم وآمین۔ یعنے کہا نخعی نے کہ چار چیزین امام آہستہ پڑھے ایک سبحانک الخ دوسرے تعوذ تیسرے بسم اللہ چوتھے آمین غرضکہ واقعات کو خیال کر کے عقل سلیم صاف کہ دیتی ہے کہ یقیناً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز جہریہ مین برابر آمین پکار کے نہین کہا ہے ورنہ آپ ہی کے زمانے مین دیکھا دیکھی اذان کی طرح بلکہ اوس سے بھی بڑھکر ہر طرف آمین بالجہر کے ڈنکے بجتے۔ اور جو حدیثین آمین بالجہر کے باب مین وارد ہوئی ہین اونسے صرف یہ نکلتا ہے کہ آپنے پکار کے بھی آمین کہا ہے۔ اور یہ آمین بالسر کے مخالف نہین۔ کیونکہ سب حدیثون کے ملانے

اور واقعات کے خیال کرنے سے یہ بات نکلتی ہے کہ آنحضرت نے اکثر اوقات آمین آہستہ اور احیاناً زور سے کہی ہے جن حضرات نے یہ خیال کیا کہ جس امر کو آنحضرت نے کیا ہو اگرچہ احیاناً ہو وہ مستحب ہی لہذا وہ آمین بالجہر کے استحباب کے قائل ہوئے مگر ماہران علم حدیث پر خوب روشن ہے کہ بہت سی چیزین آپنے تعلیما جہر سے پڑھی ہین جیسے ظہر وعصر کی نماز مین بعض دفعہ آپنے بعض آیتین زور سے پڑھدی ہین تاکہ مقتدیونکو معلوم ہو جائے کہ آپ فلان سورہ پڑھ رہے ہین۔ اب قابل غور یہ امر ہے کہ بعض اوقات جو آپنے زور سے آمین کہی ہے تو کیا اسمین زیادہ ثواب تھا یا صرف تعلیم مقصود تھی کہ حاضرین جماعت واقف ہو جائین کہ نماز مین آمین پڑھنا بھی مستحب ہی۔ اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ آمین کے پکار کے کہنے مین نہ تو آہستہ کہنے سے وقت کچھ زیادہ صرف ہوتا ہے اور نہ کچھ اسمین دقت ہی۔ پس اگر زور سے پڑھنے مین ثواب زیادہ ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ ثواب پر حریص تھے بلاوجہ اس فضیلت کو ہاتھ سے جانے ندیتے اور برابر پکار ہی کے پڑھا کرتے۔ غایت مافی الباب جواز کے لیے کبھی آہستہ پڑھدیتے۔ حالانکہ اوپر کی تقریر سے اکثر اوقات آپکا آہستہ آمین پڑھنا کما حقہ ثابت ہو چکا۔ پس صاف ظاہر ہی کہ بعض اوقات جو آپنے جہر سے آمین پڑھی ہے وہ تعلیماً تھی نہ استحباباً۔ دیکھو علامہ ابن قیم حنبلی جنکو حضرات غیر مقلدین بہت مانتے ہین اور فی الواقع اونکو علم حدیث مین تبحر حاصل تھا وہ بھی آخر اسی کے قائل ہو گئے کہ آمین بالجہر تعلیماً تھا چنانچہ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد جلد اول مین وہ لکھتے ہین۔ فاذا جھر بہ الامام احیانا لیعلم الماموین فلا باس بذلک فقد جھر عمر بالافتتاح لیعلم الماموین وجھر ابن عباس بقراءۃ الفاتحۃ فی صلوۃ الجنازۃ لیعلمھم انھا سنۃ ومن ھذا ایضا جھر الامام بالتامین یعنے اگر احیاناً امام مقتدیونکی تعلیم کے لیے وقت نزول نازلہ دعاے قنوت کو بالجہر کہے تو کچھ مضائقہ نہین حضرت عمر نے اسی تعلیم کے خیال سے افتتاح کو بالجہر پڑھا ہے اور

عبداللہ بن عباس نے نماز جنازہ مین سورہ فاتحہ جہر سے پڑھی ہے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ اس سورہ کا پڑھنا سنت ہے اور امام کا آمین پکار کے کہنا بھی اسی قبیل سے ہے یعنے تعلیما ہے۔ مجھے اون حضرات سے تو کچھ بحث نہین جو پرانی لکیر کے فقیر ہین اور کسی طرح دلیل معقول اونکے ذہن مین آتی ہی نہین۔ ہان جو لوگ انصاف پسند ہین اونسے امید ہے کہ وہ ضرور سمجھ گئے ہونگے کہ واقعی جناب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اس مسئلے مین نہایت احسن واقع ہوئی ہے۔ اسی طرح بہت سے مسائل مختلف فیہا ہین جنمین غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اونمین جناب امام کی رائے نہایت ہی مستحسن واقع ہوئی ہے۔ افسوس کہ طوالت کے خیال سے مین نے اسی ایک آمین پر اکتفا کی ورنہ اور مسائل کے مستحسنات بھی دکھاتا۔ خیر یار زندہ صحبت باقی۔ الغرض جناب امام عالی مقام کے حسن الرائے ہونے مین کچھ کلام نہین اسی وجہ سے ائمہ فن نے تعریفاً آپکو امام اصحاب الرائے لکھا ہے۔ ہان مخالفین نے البتہ کج فہمی و حسد و منافرت سے خود رائے کے معنون مین آپکو اہل الرائے وغیرہ کہا ہے۔ جسکی نسبت قطب ربانی امام شعرانی رح نے میزان کبریٰ مین لکھا ہے ولا عبرة لكلام بعض المتعصبين في حق الامام ولا بقولهم انه من جملة اهل الرأي بل كلام من يطعن في هذا الامام عند المحققين يشبه الهذيانات یعنے بعض متعصبین نے جناب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق مین جو کچھ کلام کیا ہے نہ اوسکا کچھ اعتبار ہے اور نہ اون لوگون کے اس قول کا کچھ اعتبار ہے کہ وہ اہل الرائے سے تھے۔ بلکہ جو لوگ اونکے حق مین طعن کرتے ہین محققین کے نزدیک اونکی باتین ہذیانات کے مشابہ ہین۔ تیسرا طعن یہ ہے کہ امام صاحب روایت حدیث مین ضعیف ہین امام بخاری دارقطنی ابن جوزی ابن عدی نے اونپر جرح کی ہے۔ ذہبی نے میزان الاعتدال مین انکو ضعفا مین شمار کیا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حسب اصول حدیث جناب امام عالی مقام کی تضعیف ہبآء منثورا کی طرح اڑ جاتی ہے۔ پہلے انصافانہ ملاحظہ طلب ہے

کہ کیسے کیسے نقّادِ فن نے آپکی توثیق ثابت کی ہے۔ حافظ ابو الحجاج مزّی جو امام فنِ رجال ہیں وہ تہذیب الکمال مین آپکی توثیق یون ثابت فرماتے ہین۔ قال محمد ابن سعد العوفی سمعت یحیی بن معین یقول کان ابو حنیفہ ثقۃً فی الحدیث لایحدث الا بما یحفظہ ولایحدث بما لایحفظہ وقال صالح بن محمد الاسدی عنہ کان ابو حنیفۃ ثقۃً فی الحدیث۔ یعنے محمد بن سعد عوفی نے کہا کہ مین نے یحیٰی بن معین کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابو حنیفہ حدیث مین ثقہ تھے جو حدیث کہ اونکو خوب یاد ہوتی اوسیکو روایت کرتے ورنہ احتیاط رکھتے۔ اور صالح بن محمد اسدی نے بھی ابنِ معین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حدیث مین وہ ثقہ تھے۔ اور نقّادِ فن علامہ ذہبی جنکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اونہون نے ضعفا مین شمار کیا ہے دیکھو وہ تذہیب التہذیب مین جناب امام کا ثقہ ہونا یون ثابت کرتے ہین۔ قال صالح بن محمد جزرۃ وغیرہ سمعنا یحیی بن معین یقول ابو حنیفۃ ثقۃً فی الحدیث وروی احمد بن محمد بن محرز عن ابن معین لاباس بہ۔ اور تذکرۃ الحفاظ مین بھی امامِ ذہبی نے ابن معین کا قولِ لاباس بہ نقل کیا ہے اور یہ لفظ ابن معین کی اصطلاح مین بجائے ثقہ کے ہے۔ علامہ بدر بن جماعہ نے اپنے مختصر مین لکھا ہے۔ قال بن معین اذا قلت لاباس بہ فہو ثقۃ۔ اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب مین لکھا ہے قال محمد بن سعد سمعت یحیی بن معین یقول کان ابو حنیفۃ ثقۃً لایحدث بالحدیث الا بما یحفظہ ولایحدث بما لایحفظ وقال صالح بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابو حنیفۃ ثقۃً فی الحدیث۔ اور علامہ صفی الدین احمد خزرجی نے خلاصہ تہذیب مین لکھا ہے۔ النعمان بن ثابت الفارسی ابو حنیفۃ امام العراق وفقیہ الامۃ عن عطاء ونافع والاعرج وطائفۃ وعنہ ابنہ حماد وزفر وابو یوسف

ومجمد وجماعۃ وثقہ ابن معین الخ - اور علامہ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان مین لکھاہے وسئل ابن معین عنہ فقال ثقۃ ماسمعت احدا ضعفہ - یعنے امام ابوحنیفہ کے بارے مین ابن معین جو سوال کیے گئے تو اونہون نے کہا کہ وہ ثقہ ہین کسیکو مین نے ضعیف کہتے نہین سُنا - اب جائے غور ہے کہ علامہ مزی حافظ ذہبی شیخ الاسلام ابن حجر وغیرہ ایسے نقاد فن نے بلا ذکر الفاظ جرح ابن معین ایسے متشدد فی الجرح کی توثیق کس دھوم دھام سے نقل کی ہے جس سے صاف نکلتا ہے کہ ان لوگون کے نزدیک بھی جناب امام کا ثقہ ہونا ثابت ہے ورنہ اپنے منصب کے موافق بلا خوف لوم لائم الفاظ جرح بھی نقل کر دیتے اور صرف توثیق پر سکوت نکرتے - اور توثیق بھی کسکی کہ ابن معین کی جو جرح مین متشدد گنے گئے ہین اور ظاہر ہے کہ متشدد فی الجرح کی توثیق نہایت ہی قابل اعتبار ہوتی ہے - اور یہ بھی سُنلو کہ یحیی بن معین وہ شخص ہین جنکی نسبت حافظ ابن حجر نے تقریب مین لکھا ہے ثقۃ حافظ مشہور امام الجرح والتعدیل - اب اور سنو علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان کی تیرہوین فصل مین سفیان کا یہ قول نقل کیا ہے کان ثقۃ صدوقا فی الفقہ والحدیث مامونا علی دین اللہ - اور اڑتیسوین فصل مین لکھا ہے وقد قال الامام علی بن المدینی ابوحنیفۃ روی عنہ الثوری وابن المبارک وحماد بن زید و ہشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن العوام وجعفر بن عون وہو ثقۃ لاباس بہ - دیکھو امام علی بن المدینی ایسے شخص نے بھی جناب امام کی توثیق کی جنکی نسبت علامہ ابن حجر نے تقریب التہذیب مین لکھا ہے ثقۃ ثبت امام اعلم اہل عصرہ بالحدیث وعللہ حتی قال البخاری مااستصغرت نفسی الا عندہ اب حضرات ناظرین ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمائین کہ ان اقوال سے جناب امام عالی مقام کا ثقہ ہونا کیسا ثابت ہوگیا - اور ابن ابی حاتم وغیرہ کے نزدیک تعدیل کے

چار مراتب ہین - اونمین سے ثقہ پہلے درجے کی تعدیل ہے جس راوی کے حق مین یہ کلمہ محدثین استعمال کرتے ہین وہ اسباب طعن سے بری سمجھا جاتا ہے اور اوسکی روایت قابل احتجاج ہوتی ہے - حافظ ابن الصلاح نے اپنے مقدمے مین لکھا ہے - اما الفاظ التعدیل فعلی مراتب الاولی قال ابن ابی حاتم اذا قیل للواحد انہ ثقۃ او متقن فھو ممن یحتج بحدیثہ الخ - اور اوسمین یہ بھی ہے قال الخطیب ابوبکر ارفع العبارات فی احوال الرواۃ ان یقال حجۃ او ثقۃ اور بعض محدثین نے تعدیل کے پانچ درجے لکھے ہین اونمین سے درجہ اولے یہ ہے کہ لفظ توثیق مکرر استعمال کیا جائے - حافظ عراقی نے شرح الفیۃ الحدیث مین لکھا ہے - فالمرتبۃ الاولی العلیا من الفاظ التعدیل ولم یذکرھا ابن ابی حاتم ولا ابن الصلاح ھی اذا کرر لفظ التوثیق اما مع تباین اللفظین کقولھم ثبت حجۃ او ثبت حافظ او ثقۃ ثبت او ثقۃ متقن او نحو ذلک واما مع اعادۃ اللفظ الاول کقولھم ثقۃ ثقۃ ونحوھا - اب جائے غور ہے کہ اس تقسیم کے اعتبار سے بھی آپکی تعدیل اعلے درجے کی ثابت ہے - کیونکہ آپکے حق مین بھی توثیق کے مکرر الفاظ مستعمل ہوئے ہین کما مر - جب جناب امام عالی مقام کی توثیق کما حقہ ثابت ہو چکی تو اب مین کہتا ہون کہ بلا شک جناب امام پر لوگون نے جرحین بھی کی ہین مگر یہ امر کچھ آپ ہی کے ساتھ خاص نہین بڑے بڑے ثقات محدثین پر جرحین ہوئی ہین امام شافعی پر ابن معین نے اسی طرح امام بخاری وغیرہ پر اور لوگون نے جرح کی ہے مگر ان جروح سے کچھ دھبا نہین لگ سکتا - کیونکہ یہ مسئلہ محقق ہو چکا ہے کہ جس شخص کی نسبت جرح اور تعدیل دونون واقع ہوئے ہون مگر جرح مفسر و مبین السبب نہو جیسے کسی نے ضعیف کہدیا ہو اور وجہ ضعف بیان نہین کی گئی ہو وقس علی ھذا یا مبین و مفسر نہو مگر جرح کرنے والا متشدد و متساہل ہو یا اوسکے جرح سے

تحاسد و مخاصمت و منافرت ہو تو ایسے جروح کا کچھ اعتبار نہین۔ ایسی حالتون مین
تعدیل مقدم کی جاتی ہے۔ علامہ ابن دقیق العید نے شرح الالمام باحادیث
الاحکام مین لکھا ہے۔ بعد ان یوثق الراوی من جہۃ المزکین قد یکون الجرح
فیہ مبہما غیر مفسر و مقتضی قواعد الاصول عند اہلہ انہ لا یقبل
الجرح الا مفسرا۔ اور نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے لا یقبل الجرح الا مفسرا
مبین السبب اور علامہ عبد العزیز بخاری نے کشف الاسرار مین لکھا ہے
اما الطعن من ائمۃ الحدیث فلا یقبل مجملا بان یقول ہذا الحدیث غیر
ثابت او منکر او فلان متروک الحدیث او ذاہب الحدیث او مجروح او
لیس بعدل من غیر ان یذکر سبب الطعن وہو مذہب عامۃ الفقہاء
والمحدثین۔ جرح مبہم کی تحقیق تو ہو چکی رہی یہ بات کہ متشددین و متساہلین کی
جرح یا ایسے شخص کی جرح جسکو مجروح سے تحاسد و منافرت ہو وہ بھی تعدیل کے آگے
قابل اعتبار نہین۔ اس بحث کو حضرت استاذی محدث لکھنوی نے رفع و تکمیل
مین نہایت بسط سے لکھا ہے۔ فمن شاء التحقیق فلیرجع الیہ۔ جب تمہیدات
سن چکے تو اب حضرات جارحین کی جرح و قدح کا حال دیکھو صاحب دراسات اللبیب
نے کتاب الضعفاء بخاری سے امام بخاری کی یہ جرح سکتوا عن رایہ وعن حدیثہ
نقل کی ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی اونھون نے نہایت وہم و ہام سے اسکا جواب بھی
لکھا ہے۔ افسوس ہے کہ لوگ دراسات سے امام بخاری کی یہ جرح نقل کرتے ہین
مگر جواب کا کچھ خیال نہین کرتے۔ بہر کیف مجھسے امام بخاری کی اس جرح کا جواب
باصواب سنو۔ اولاً یہ جرح تو کوہ او متروک الحدیث اور ذاہب الحدیث
وغیرہ کی طرح مبہم ہے۔ سکوت کا سبب مبیّن نہین۔ پس تعدیل و توثیق کے آگے
یہ جرح مقبول نہین ہو سکتی۔ ثانیاً تصریحات علما اور تصانیف بخاری سے

خوب روشن ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کو امام ابو حنیفہؒ سے سخت منافرت مذہبی تھی۔ پس اس منافرت کی وجہ سے بھی یہ جرح قابل اعتبار نہین - **ثالثاً** یہ ایسی جرح ہے جو بدیہی البطلان ہے کیونکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ ابو حنیفہؒ کی رائے اور حدیث کو محدثین نے ترک کیا ہے۔ حالانکہ دونون باتین صحیح نہین۔ ایک عالم نے آپکی رائے کی تعریف لکھی ہے اور اکابر محدثین نے آپسے حدیثین روایت کی ہین۔ اور تو اور خود یحیی بن سعید قطان ایسے محدثؒ نے باوجود اس امر کے کہ وہ متشدد فی الجرح تھے جناب امام عالی مقام کے حق مین یہ کہا ہے لا نکذب علی اللہ ما سمعنا احسن من رای ابی حنیفة ولقد اخذنا باکثر اقوالہ کذا فی تھذیب الکمال وغیرہ۔ اور علامہ ابن حجر مکی نے خیرات الحسان مین ابن معین کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ھذا شعبة یکتب له ان یحدث۔ سخت تعجب تو یہ ہے کہ خود بخاری نے امام ابو حنیفہؒ سے چند اکابر محدثین کا روایت کرنا تسلیم کر لیا ہے کیونکہ کتاب الضعفا کی پوری عبارت یہ ہے۔ النعمان بن ثابت ابو حنیفة الکوفی مولی بنی تیم اللہ بن ثعلبه روی عنه عباد بن العوام وابن المبارك وھشیم ووکیع ومسلم بن خالد وابو معاویة والمقری کان مرجیا سکتوا عن رایه وعن حدیثه ذرا جائے غور ہے کہ ان لوگون مین سے بجز مسلم ابن خالد کے کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ کے راوی ہین باقی کل شیوخ بخاری سے ہین اور صحاح ستہ مین انسے بکثرت روایتین موجود ہین۔ اور یہ لوگ اکابر محدثین سے تھے۔ جب ان لوگون نے جناب امام سے حدیثین روایت کی ہین تو سکتوا عن حدیثه چہ معنی دارد۔ اور اگر یہ کہیے کہ بعضون نے ترک کیا ہے تو اس سے کیا بگڑا۔ دیکھو علی بن مدینی جو بخاری کے بہت بڑے شیخ ہین اور جنکے حق مین بخاری نے یہ کہا ہے کہ مین نے اپنے آپ کو کسی کے آگے چھوٹا نجانا مگر ابن مدینی کے سامنے اونکو بھی امام احمد وابو زرعہ وابراہیم حربی نے متروک کر دیا ہے۔ مسلم نے اپنی صحیح مین اونسے روایت ہی نہین کی کما

فی المیزان۔ توکیا ان لوگون کے ترک کرنے سے اونکی حدیث پر دہبہ لگ سکتا ہے
غرض کہ امام بخاری کی یہ جرح ہرگز قابلِ التفات نہین کیونکہ قطع نظر اس سے کہ مبہم
غیر مبین السبب ہے محض بے سروپا ہے جو غالباً منافرت مذہبی کی وجہ سے سرزد ہوئی
ہے واللہ اعلم بالصواب۔ رہے دارقطنی و ابن جوزی و ابن عدی انکی حالت سنیے
کہ یہ تینون متشدد فی الجرح تھے۔ دارقطنی اور ابنِ جوزی نے تو بہت سے ایسے لوگون کو
جو صحیحین کے راوی ہین ناحق ضعیف ٹھہرا دیا ہے۔ اور ابنِ عدی نے اپنے کامل مین
کتنے ثقات پر جرح و قدح کرکے کامل کو ناقص بنا دیا ہے علامہ عینی نے عمدۃ القاری
شرح صحیح بخاری مین بعد توثیق و مناقب جناب امام کے یہ لکھا ہے و بہذا اظہر لک
تحاسد الدارقطنی علی ابی حنیفۃ و تعصبہ الفاسد مع انہ لیس لہ مقدار
بالنسبۃ الی ہؤلاء الذین اثنوا علیہ حتی یتکلم فی امام متقدم علی ہؤلاء
فی الدین والتقوی والعلم و بتضعیفہ ایاہ یستحق ہو التضعیف بنفسہ مع انہ
روی فی سننہ احادیث سقیمۃ و معلولۃ و منکرۃ و ضعیفۃ و موضوعۃ و احتج
بہا مع علمہ بذالک۔ اور بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت مین لکھا ہے فانہ لا
اعتداد بقول المتعصب کما قدح الدارقطنی فی الامام ابی حنیفۃ بانہ
ضعیف فی الحدیث۔ اور ابن جوزی نے جو جنابِ امام پر جرح کی ہے اوسپر خود
سبطِ ابنِ جوزی نے نہایت اپنا استعجاب ظاہر کیا ہے کہ مرآۃ الزمان مین لکھا ہے
ولیس العجب من الخطیب بانہ یطعن فی جماعۃ من العلماء وانما العجب من
الجد کیف سلک اسلوبہ و جاء بما ہو اعظم منہ۔ رہا یہ امر کہ علامہ ذہبی نے
ضعفا مین ذکر کیا ہے اوسکا حال سنو کہ وہ میزان الاعتدال حرف الالف مین
یون لکھتے ہین اسمعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت الکوفی عن ابیہ عن جدہ
قال ابن عدی ثلثتہم ضعفاء۔ ظاہر ہے کہ ذہبی نے یہ لکھا ہے کہ ابنِ عدی نے یہ کہا ہے

کہ اسمٰعیل اور اونکے باپ حماد اور حماد کے باپ نعمان بن ثابت تینون ضعیف ہین
اس سے یہ ظاہر نہین ہوتا کہ ذہبی کے نزدیک بھی ضعیف ہین۔ کیونکہ خود میزان الاعتدال
کے دیباچے مین اونہون نے لکھدیا ہے وفیہ من تکلم فیہ مع ثقتہ وجلالتہ
بادنی لین وباقل تجریح فلولا ان ابن عدی اوغیرہ من مولفی کتب الجرح
ذکروا ذلک الشخص لما ذکرتہ لثقتہ۔ یعنے اس میزان الاعتدال مین وہ لوگ
بھی ہین جو باوجود ثقہ اور جلیل الشان ہونے کے ادنی لین اور اقل جرح کی وجہ سے اونمین
کلام کیا گیا ہے اور اگر ابن عدی وغیرہ مولفین کتب جرح اونکو ذکر نکرتے تو مین اونکے
ثقہ ہونے کی وجہ سے ہرگز اونکو اس کتاب الضعفا مین ذکر نکرتا۔ اس قول سے اولا
یہ بات صاف ثابت ہے کہ ابن عدی کو جرح مین تشدد تھا کہ بہت سے ثقہ کی تضعیف
کی ہے۔ اسواسطے مین کہتا ہون کہ جب تعدیل و توثیق ثابت ہے تو ابن عدی کی جرح
قابل التفات نہین۔ ثانیًا یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ ابن عدی کی جرح نقل کرنے سے یہ لازم
نہین آتا کہ ذہبی کے نزدیک بھی جناب امام ضعفا سے ہون۔ اب مین کہتا ہون کہ جناب
امام عالی مقام علامہ ذہبی کے نزدیک ہرگز ضعیف نہین۔ یہی وجہ ہے کہ میزان مین
ابن عدی کا حوالہ دیا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اونہون نے تذہیب مین جناب امام
کا ترجمہ کئی صفحے مین لکھا ہے اور نہایت دھوم دہام سے توثیق نقل کی ہے اور ایک
جملہ بھی تضعیف کا نقل نہین کیا ہے اور سب سے آخر مین یہ لکھا ہے۔ قلت قد
احسن شیخنا ابو الحجاج حیث لم یورد شیئًا یلزم منہ التضعیف۔ یعنے اب
مین کہتا ہون کہ میرے اُستاد ابو الحجاج مزی نے خوب کیا کہ تہذیب الکمال مین کوئی
شی ایسی ذکر نہین کی جس سے امام ابو حنیفہ کی تضعیف لازم آتی ہو۔ اب ذرا انصاف
سے ملاحظہ ہو کہ ایک تو تعریف کے ساتھ توثیق کے الفاظ لکھے۔ دوسرے تضعیف
کا ایک لفظ بھی ذکر نہین کیا۔ تیسرے آخر مین آکے اونکے اُستاد علامہ مزی نے جو

تضعیف کا کوئی کلمہ ذکر نہین کیا اوسکو اچھا کہا جس سے اظہر من الشمس ہے کہ بعضون نے جو تضعیف کی ہے وہ نقاد فن علامہ ذہبی کو پسند نہین۔ پس اون طاعنین کا قول جنھون نے نہایت فخر کے ساتھ لکھا ہے کہ ذہبی نے ضعفا مین ذکر کیا ہے ہباءً منثور کی طرح اُڑگیا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ میزان الاعتدال کے حرف النون مین ہے۔ النعمان بن ثابت بن زوطی ابو حنیفة الکوفی امام اهل الرای ضعفه النسائی من جهة حفظه وابن عدی واخرون الخ۔ اسمین نسائی کی جرح مذکور ہے اور جرح بھی کیسی مبین ومفسر نہ مبہم۔ اسکا جواب یہ ہے کہ قطع نظر اس سے کہ نسائی کو حافظ ابن حجر نے متشددین ومتساہلین سے شمار کیا ہے یہ عبارت قطعاً الحاقی ہے اصل میزان الاعتدال مین ہرگز نہین۔ کیونکہ اولاً بعض نسخ صحیحہ مین اس عبارت کا وجود ہی نہین۔ اسی وجہ سے صاحب مطبع نے چھپے ہوئے نسخے مین اس عبارت کو حاشیہ پر لکھکر یہ لکھدیا ہے۔ کہ چونکہ یہ ترجمہ ایک نسخے مین تھا اور دوسرے مین نہ تھا اس وجہ سے مین نے حاشیہ پر درج کردیا۔ اور مجدد العصر اُستاذنا المکرم مولانا محمد عبدالحی محدث لکھنوی مرحوم نے غیث الغمام مین لکھا ہے ان هذه العبارت لیست لها اثر فی بعض النسخ المعتبرة علی ما رأیتها بعینی۔ ثانیاً اس ترجمہ کے الحاقی ہونے پر دلیل واضح قاطع عروق شبہات یہ ہے کہ خود علامہ ذہبی نے دیباچہ میزان الاعتدال مین صاف لکھدیا ہے کہ مین اس کتاب مین کہ مختص بضعفا ہے اور جنپر ابن عدی وغیرہ نے کچھ بھی جرح کی ہے لکھونگا مگر صحابہ وائمہ متبوعین جیسے ابو حنیفہ وشافعی وبخاری کا ترجمہ ادباً نلکھونگا۔ اور اگر یہ کہیے کہ اسمٰعیل بن حماد کے ترجمہ مین تو امام ابو حنیفہ کا ذکر ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہان ضمناً ہے نہ مستقلاً۔ یون تو ضمناً جابجا امام شافعی وبخاری کا بھی اس کتاب مین ذکر آگیا ہے۔ اب دیباچہ میزان کی وہ عبارت جو اس ترجمہ کے الحاقی ہونے پر دال ہے ملاحظہ ہو

کہ علامہ ذہبی لکھتے ہین۔ وکذا لا اذکر فی کتابی من الائمۃ المتبوعین فی الفروع احدا لجلالتهم فی الاسلام وعظمتهم فی النفوس مثل ابی حنیفۃ والشافعی والبخاری الخ۔ اور حافظ عراقی نے شرح الفیہ مین اور علامہ سیوطی نے تدریب الراوی مین صاف لکھدیا ہے کہ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال مین نہ تو صحابہ مین سے کسیکو لکھا ہے اور نہ ائمہ متبوعین مین سے کسی امام کو ذکر کیا ہے چنانچہ دونون کی عبارت یہ ہے الا انہ لم یذکر احدا من الصحابۃ والائمۃ المتبوعین پس کماحقہ ثابت ہوگیا کہ وہ ترجمہ الحاقی ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ حاشیے کی عبارت کاتب نے اصل کتاب کا مضمون سمجھکر داخل کتاب کرلی ہے۔ چنانچہ کئی برس ہوے کہ نصب الرایہ تخریج زیلعی جو مطبع علوی مین چھپی ہے اوسکی جلد اول صفحہ ۵۸۱ مین کچھ مضمون منسوب بہ ابن ہمام چھپ گیا ہے قطع نظر اس سے کہ اور نسخون مین اوس عبارت کا نام ونشان تک نہین۔ تصریحات مورخین سے کماحقہ ثابت ہے کہ ابن ہمام کی ولادت حافظ زیلعی مخرج احادیث ہدایہ کی وفات کے بعد ہے اور محقق ابن ہمام نے جابجا فتح القدیر مین حافظ زیلعی کا حوالہ دیا ہے۔ پھر تخریج زیلعی مین کوئی مضمون منسوب بہ ابن ہمام کیونکر ہو سکتا ہے۔ غرضکہ اوس عبارت کے الحاقی ہونے مین کچھ شک نہین۔ اب الحاق کی وجہ سنیے کہ جس نسخے سے وہ کتاب منقول ہوکر چھپی ہے اوسکے حاشیے پر کسی نے وہ مضمون لکھا تھا کاتب مطبع نے اصل کتاب کی عبارت سمجھکر داخل کردیا پس اسی طرح کسی نے میزان الاعتدال کے

۱ے [illegible]

[illegible]

حاشیے پر امام ابو حنیفہؒ کا ترجمہ لکھا ہوگا کاتب نے غلطی سے داخل کر دیا ہوگا یا قصداً
کسی ناعاقبت اندیش نے وہ عبارت رواج دینے کو ملحق کر دی ہوگی۔ بہرکیف
عبارت علامہ ذہبی کی ہرگز نہین کیونکہ کما حقہ ہم ثابت کر چکے کہ میزان الاعتدال
مین امام ابو حنیفہؒ کا ترجمہ حافظ ذہبی نے لکھا ہی نہین ہے۔ اب یہ بھی سُنلو کہ جو
لوگ یہ کہتے ہین کہ علامہ ابن جوزی نے منتظم مین باسنادہ ابن معین وغیرہ کی جرح
نقل کی ہے اونکو چاہیے کہ پورے اسناد لکھکر اونکی صحت ثابت کرین کہ وہ جرح
قابلِ التفات ہون۔ علامہ ابن جوزی کا تساہل ضرب المثل ہے بحذفِ اسناد
منتظم کی عبارت جرح نقل کرنے سے تعدیل پر کچھ حرف نہین آسکتا۔ بہت سے
لوگ ایسے گزرے ہین جو خواہ مخواہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بغض و حسد رکھتے
تھے ناحق آپ پر افترا پردازیان کیا کرتے تھے۔ علامہ ابن حجر مکی شافعی نے
خیرات الحسان مین لکھا ہے ولاشک ایضاً ان الامام ابا حنیفۃ کان
لہ حساد کثیرون فی حیاتہ وبعد مماتہ الخ اور حافظ ابن عبد البر کا یہ
قول بھی نقل کیا ہے۔ کان ابو حنیفۃ یحسد وینسب الیہ مالیس فیہ
ویختلق الیہ مالا یلیق بہ۔ پس کیا عجب کہ صاحبِ منتظم نے جو اسناد لکھے ہین
اونمین مجاہیل یا وضاع یا اعداے امام واقع ہوئے ہون۔ خطیب نے بھی تو
تاریخ بغداد مین بعضون کے جروح نقل کیے ہین مگر اونسے کیا بگڑا۔ دیکھو
نقادانِ فنِ رجال حافظ ابن حجر و ذہبی و مزی مولف تہذیب الکمال وغیرہم نے
اون جروح کو مہملات سمجھکر کچھ التفات نہین کیا۔ اور توثیق ابنِ معین کو قابلِ اعتماد
سمجھکر آپکا ثقہ ہونا ثابت کر دکھایا۔ پھر جب ایسے ایسے محققین کے نزدیک جنابِ امام عالی مقام
حدیث مین ثقہ ہین تو چند طاعنین حاسدین اگر حسد و بغض کی وجہ سے اونکو حدیث
مین ثقہ نہ تسلیم کرین تو اس سے آپکی توثیق پر دھبا نہین لگ سکتا۔ چاند پر خاک

واننے سے خاک نہین پڑتی-چوتھا طعن یہ ہے کہ امام صاحب عربی کم جانتے تھے
ابن خلکان نے لکھا ہے فمثل ھذا الامام لا یشک فی دینه ولا ورعه
وتحفظه ولم یکن یعاب بشئ سوی قلة العربیة فمن ذلک ما روی انه
یعنے ابو عمر وابن علا النحوی نے پوچھا کہ قاتل بالمثقل پر قصاص واجب ہو یا نہین۔
امام صاحب نے جواب دیا کہ نہین اوسنے کہا کہ گو حجر منجنیق سے قتل کرے امام ابو حنیفہ رح
نے فرمایا ولو قتلہٗ بِاَبَا قُبَیْس۔ بابا قبیس کے بدلے بابی قبیس چاہیے۔ اسکا جواب
یہ ہے کہ جناب امام عالی مقام کوفے کے رہنے والے تھے اور کوفے کی زبان خود مستند
ہے نحات کوفہ وبصرہ مشہور زمانہ ہین۔ پس ایک تو اہل زبان دوسرے مجتہد اعظم
تھے اور اجتہاد بغیر کامل زباندانی کے ممکن نہین۔ پھر آپکے حق مین قلت عربیت کی
بدگمانی سراسر جہل ونادانی ہے۔ اور لغت مشہورہ کے موافق اگرچہ ابی قبیس چاہیے
مگر ابا قبیس بھی درست ہو۔ شراح الفیہ وغیرہم نے لکھا ہو کہ ایک لغت یہ بھی ہے کہ قصر کرکے
اب واخ وحم کے آخر مین الف لاتے ہین اور یہ الفاظ معرب بحرکات مقدرہ ہوتے
ہین جیسے ان اباھا وابا اباھا ؛ قد بلغا فی المجد غایتاھا ؛ جوہری نے
اس شعر کو ابوالنجم کی طرف منسوب کیا ہے۔ اسمین ابا خبر اگرچہ حالت جر مین ہو مگر پھر
بھی شاعر نے اباھا کہا اور غایتاھا کا قافیہ قرار دیا۔ چونکہ جناب امام کا مخاطب نحوی
تھا اگر اوسکے مبلغ علم کی رعایت سے لغت مشہورہ کو چھوڑ کر یہ لغت اختیار کیا تو محل
طعن کیا ہے۔ اور اگر بالفرض محض غلط ہے تو بھی اس سے قلیل العربیۃ ہونا سمجھا نہین
جاتا۔ کیونکہ جو لوگ افصح الفصحا ہوتے ہین اونکی زبان سے بھی کبھی نہ کبھی جلدی مین کچھ
کا کچھ نکل جاتا ہے اس سے اونکی زباندانی پر حرف نہین آسکتا۔ پانچوان طعن
یہ ہے کہ لوگون نے امام صاحب کو مرجیہ مین شمار کیا ہے امام بخاری نے بھی کان
مرجیا لکھا ہے۔ اور مرجیہ بہتر فرقون مین ایک فرقہ ضالہ دائرہ اہل سنت سے خارج ہے

اسکا جواب یہ ہے کہ معاذ اللہ اگر دائرۂ اہلِ سُنت سے خارج ہوتے تو جمہور علمائے
اہلِ سنت ہرگز اونکو ائمۂ دین سے شمار نکرتے - ہرگز ہرگز جناب امام عالی مقام مرجیہ
ضالہ سے نہ تھے یہ لوگون کا محض اتّہام ہے - اللہ تعالےٰ جلّ شانہ ہر مومن کو ایسے
خیالِ خام بدانجام سے محفوظ رکھے - مرجیہ ضالہ کا اعتقاد یہ ہے کہ معرفتہ اور اقرار لسانی
کا نام ایمان ہے - تصدیق جنانی کچھ ضرور نہین مومن کو گناہون سے کچھ ضرر نہین
ہوتا معاصی معاقب نہوگا - اور عذاب و ثواب سیئات وحسنات پر مرتب نہین ہوتے
جسطرح اہل سنت والجماعۃ اس اعتقاد فاسد کے خلاف ہین جناب امام عالی مقام بھی
مخالف ہین مرجیہ کے قول کو رد کرتے ہین - چنانچہ فقہ اکبر مین فرماتے ہین لانقول حسناتنا
مقبولۃ وسیاتنا مغفورۃ کقول المرجیۃ ولکن نقول من عمل عملاً حسناً بجمیع
شرائطھا خالیۃ عن العیوب المفسدۃ ولم یبطلھا حتی یخرج من الدنیا مومنا
فان اللہ تعالیٰ لایضیعھا بل یقبلھا منه ویثیبه علیھا - رہی یہ بات کہ بعضون
نے جناب امام کو مرجی کہاہے اوسکا سبب یہ ہے کہ غسّان بن ابان مرجی اپنے
مذہب کی ترویج کے لیے مرجیون کے مسئلے جناب امام کی طرف جھوٹ منسوب کردیا
کرتا تھا اور آپکو بھی مرجیہ مین شمار کرتا تھا - علامہ عبدالکریم شہرستانی نے ملل ونحل
مین لکھاہے ومن العجب ان غسان کان یحکی عن ابی حنیفۃ مثل مذھبه
ویعدہ من المرجیۃ - غرضکہ جناب امام عالی مقام پر ارجاء کا اتہام لگایا گیا ہے -
علامہ ابن اثیر جزری نے جامع الاصول مین لکھاہے وقد نسب الیه
وقیل عنه من الاقاویل المختلفۃ التی یجل قدرہ عنھا ویتنزہ منھا من
القول بخلق القراٰن والقول بالقدر والقول بالارجاء وغیر ذلك مما
نسب الیه ولاحاجۃ الی ذکرھا ولا الی ذکر قائلھا والظاھر انه کان منزھاً
عنھا یعنے امام ابوحنیفہؒ کی طرف چند اقوال مختلفہ جنسے اونکی کسرِ شان ہوتی ہے

نسوب کیے گئے ہین جیسے وہ خلقِ قرآن کے قائل تھے قدری تھے مرجی تھے۔ اسی
طرح اور اقوال بھی اونکی طرف نسوب کیے گئے ہین جنکے ذکر کی کچھہ حاجت نہین اور
نہ اسکی کچھہ ضرورت ہے کہ کہا جائے کہ کس نے نسوب کیا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ اُن
باتون سے بالکل منزّہ تھے۔ **دوسری** وجہ یہ ہے کہ مرجیہ دو قسم ہین ملعونہ و مرحومہ
مرجیہ مرحومہ وہ اہل سنّت ہین کہ کسی فریق نے اپنے مقابل مین اونکو اس لقب سے
نامزد کیا ہے۔ صدر اول مین معتزلہ اہل سنت کو مرجیہ کہا کرتے تھے۔ اسی طرح وہ اہل سنت
جو اسکے قائل ہین کہ اعمال بھی جزوِ ایمان ہین اونمین سے بعضے اون لوگون کو جو اعمال
کو جزوِ ایمان نہین جانتے بوجہ تاخیر اعمال عن الایمان مرجیہ کہتے تھے کیونکہ ارجاء کے معنے
تاخیر کے ہین۔ چونکہ جناب امام بھی اعمال کو جزوِ ایمان نہین جانتے لہذا بعضے آپکو بھی
مرجی کہہ اوٹھے مگر اس کہنے سے کچھہ بگڑتا نہین کیونکہ اس قسم کا ارجاء ضلالت کی قسم سے
نہین۔ جسنے توہین و تضلیل کی راہ سے ایسے لوگون کو جو اعمال کو جزوِ ایمان نہین جانتے
مرجی کہا ہے اوسکی سراسر نادانی اور محض جہالت ہے۔ محققین نے خوب اوسکی لے
دے کی ہے۔ ابو شکور سالمی نے اپنی تمہید مین لکھا ہے۔ ثم المرجیة علی نوعین
مرجیة مرحومة وهم اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم و مرجیة ملعونة
وهم الذین یقولون بان المعصیة لا تضر والعاصی لا یعاقب۔ اور امام
ذہبی نے میزان الاعتدال مسعَر بن کدام کے ترجمے مین لکھا ہے ولا عبرة بقول
السلیمانی کان من المرجیة مسعر و حماد بن ابی سلیمان والنعمان و عمرو
امام ابو حنیفہ ۱۲
بن مرة و عبد العزیز بن ابی رواد و ابو معویة و عمرو بن ذر و سرد جماعة
قلت الارجاء مذهب لعدة من اجلة العلماء لا ینبغی التحامل علی قائله
دیکھو سلیمانی نے جو اِن لوگون کو مرجیہ کہا اوسکی نسبت امام ذہبی نے کیا کچھہ خبر لی اور
سخت تعجب تو یہ ہے کہ مؤلفین **الاجوبة الفاخرة الفاضلہ** نے جناب امام کے

حق مین یہ لکھدیا ہے کہ سرخیل اولیا نے غنیۃ الطالبین مین انکو منجملہ مرجیہ کے گنا ہے
حالانکہ غنیہ مین اسکا نام ونشان تک نہین - یہ محض اتہام وافترا ہے - البتہ حضرت
شیخ قدس سرہ نے مرجیہ کے فرقون مین غسّانیہ کی جگہ حنفیہ لکھا ہے جسکی وجہ سے
جہلا وسفہا طعنہ کرتے ہین کہ بڑے پیر نے حنفیہ کو فرقہ ضالہ سے گنا ہے - حالانکہ
خود حضرتِ شیخ علیہ الرحمہ نے آگے چلکے حنفیہ کا مطلب یون بیان کیا ہے اما الحنفیۃ
فھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان ھو المعرفۃ
والاقرار باللّٰہ ورسولہ وبما جاء بہ من عندہ جملۃً (ای اجمالاً ١٢) علیٰ ما ذکرہ البرھوتی
فی کتاب الشجرۃ - اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اون بعض اصحاب ابی حنیفہ
کو مرجیۂ ضالہ مین شمار کیا ہے جو صرف معرفت اور اقرار کو ایمان کہتے ہین - نہ اون
مقلدین جناب امام کو جنکے نزدیک تصدیق قلبی ایمان کے لیے لازم ہے - بہت سے
لوگ ایسے گذرے ہین کہ فروعات مین حنفی تھے اور عقائد مین معتزلی - جیسے صاحب
کشاف وصاحب قنیہ وجُبّائی وغیرہم یا مرجیہ تھے جیسے غسانِ کوفی اور اوسکے اتباع
پس بعض اصحاب ابی حنیفہ کے معتزلی یا مرجی ہونے سے یہ کہان نکلتا ہے کہ نعوذ باللہ
کل حنفیہ معتزلہ یا مرجی ہین - المختصر جسنے یہ لکھا ہے کہ غنیہ مین امام ابوحنیفہ رحمہ کو مرجیہ مین
شمار کیا ہے محض افترا کیا ہے - اسی طرح جسنے یہ زعم کیا ہے کہ عموماً حنفیہ کو مرجیہ ٹھہرایا ہے
اوسکی محض جہالت اور سراسر نادانی ہے - بلکہ محبوب ربّانی شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے
مرجیہ مین حنفیہ کو ذکر کیا ہے نہ امام ابوحنیفہ کو اور حنفیہ سے اونکی مراد غسانیہ ہے جو مرجیۂ ضالہ
کے بارہ فرقون مین سے ایک فرقہ ہے کما مرّ انفاً - چھٹا طعن یہ ہے کہ امام
سفیانِ ثوری نے امام صاحب کے حق مین سخت وسست کہا ہے جسکا ذکر بخاری وغیرہ نے
اپنی تواریخ مین کیا ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ سفیان ثوری کے زمانے مین نعمان
کئی شخصون کا نام تھا - جنمین بعضے تو متہم بالوضع ہین اور بعضے قدری اور بعض

مجاہیل سے ہین اسیطرح ابو حنیفہ بھی کئی شخصون کی کنیت تھی اور یہ بھی ثابت ہے
کہ امام ابو حنیفہ اور امام سفیان ثوری مین منازعت رہا کرتی تھی۔ اور ظاہر ہے کہ
جب آپس مین کسی قسم کی مخاصمت ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو بمقتضاے بشریت
بہت کچھ کہہ جاتا ہے۔ پس جہان کہین دلیل سے ثابت ہو جائے کہ لفظ نعمان یا
ابو حنیفہ سے مورخین کو دھوکا نہین ہوا بلکہ فی الواقع امام سفیان ثوری نے امام اعظم
ہی کے حق مین کہا ہے تو منافرت مذہبی کی وجہ سے امام ثوری کا وہ قول قابل التفات
نہین کیونکہ محققین محدثین نے صاف لکھدیا ہے کہ ایک معصر کا طعن دوسرے معاصر
کے حق مین بصورت منافرت ومخاصمت مقبول نہین ہوتا۔ دیکھو علامہ تاج سبکی
نے طبقات کبریٰ مین لکھا ہے قد عرفناک ان الجارح لا یقبل منه الجرح
وان فسره فی حق من غلبت طاعاته علی معاصیه ومادحوه علی ذامیه
ومزکوه علی جارحیه اذا کانت هناک قرینة یشهد العقل بان مثلها
حامل علی الوقیعة فیه من تعصب مذهبی او منافرة دنیویة کما بین
النظراء وغیر ذلک وحینئذ فلا یلتفت لکلام الثوری وغیره فی ابی حنیفة
وابن ابی ذئب وغیره فی مالک وابن معین فی الشافعی والنسائی فی احمد
ابن صالح ونحوه ولو اطلقنا تقدیم الجرح لما سلم لنا احد من الائمة اذ ما من
امام الا وقد طعن فیه طاعنون وهلک فیه هالکون۔ المختصر جناب امام
پر جتنے جروح کیے گئے ہین وہ سب مہملات سے ہین ہرگز قابل التفات نہین کیونکہ
اکثر جروح تو مبہم ہین اگر ایک آدہ جرح مفسر بھی ہے تو مخاصم و متنافر یا متشدد و متساہل
کی ہے اور اصول حدیث مین محقق ہو چکا ہے کہ یہ سب جروح تعدیل و توثیق کے مقابلے
مین مقبول نہین اگر ہر جرح تعدیل پر مقدم ہو جائے تو امام مالک شافعی و بخاری
وغیرہم بھی پایۂ اعتبار سے ساقط ہو جائین۔ کیونکہ یہ لوگ بھی جرح سے نہین بچے ہین

مسلمانو جاے انصاف ہے کہ جناب امام عالی مقام کو مرجی وغیرہ بنانا سب وشتم نہین ہے تو کیا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تقوم الساعۃ حتی یلعن اٰخر ھذہ الامۃ اولھا۔ یعنے قیامت قائم نہوگی جبتک اس اُمت کے پچھلے لوگ اگلون کو لعن وطعن نکرینگے۔ شیعہ تو سبّ شیخین کرتے ہی تھے سنیون مین بھی بعض ایسے متعصب پیدا ہوئے کہ جناب امام کو خواہ مخواہ بُرا بھلا کہنے لگے۔ یہ لوگ جواب کیا معقول دیتے ہین کہ جرح اگر سبّ وشتم ہے تو اگلے علما کیون مرتکب ہوئے۔ کتب اسمار الرجال مین تو جا بجا جرح و قدح موجود ہے۔ افسوس یہ لوگ اتنا نہین خیال کرتے کہ اون لوگون کی نیت صاف تھی جو کچھ اونکو معلوم ہوا اپنے منصب کے موافق لکھ گئے۔ جب اونکے بعد علمانے وہ جروح اوٹھا دیے اور حق ثابت کردیا پھر بھی آنکھین بند کرلینا اور اوسپر طعن کرنا یعنی چہ۔ علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے۔ قال الحافظ عبد العزیز بن رواد من احب ابا حنیفۃ فھو سنی ومن ابغضہ فھو مبتدع وفی روایۃ بیننا وبین اھل البدعۃ ابو حنیفۃ فمن احبہ وتولاہ علمنا انہ من اھل السنۃ ومن ابغضہ علمنا انہ من اھل البدعۃ یعنے حافظ عبد العزیز بن رواد نے کہا ہے کہ جسنے ابو حنیفہ کو دوست رکھا وہ سُنّی ہے اور جسنے اونسے بغض رکھا وہ مبتدع ہے۔ اور ایک روایت مین یہ ہے کہ ہمارے اور اہل بدعت کے درمیان ابو حنیفہؒ ہین جو اونسے محبت رکھتا ہے ہم سمجھتے ہین کہ وہ اہل سنت سے ہے اور جو اونسے بغض رکھتا ہے تو ہم جانتے ہین کہ وہ اہل بدعت سے ہے۔ اور اوسی خیرات الحسان مین یہ بھی لکھا ہے قد جھل کثیرون ممن تعرضوا للسھام الفظیعۃ وتخلوا بالصفات القبیحۃ القطیعۃ علی ان یحطوا من مرتبۃ ھذا الامام الاعظم والحبر المقدم ویصرفوا قلوب اھل عصرہ ومن بعدھم عن محبتہ وتقلیدہ واتباعہ واعتقاد

عظمتد واما منه فما قدروا علی ذلک ولا یفید کلامہم فیه فی سلک من المسالک ولیس ذلک الا لان امرہ سماوی لا حیلۃ لاحدٍ فی رفعه ومن یرفعه اللہ تعالیٰ ویعطیه من خزائنه الواسعۃ لا یقدر احد علے خفضه ولا منعه۔ بہرکیف امام اعظم رحمۃ اللہ علیه ایک عرصے تک اطمینان سے کوفے مین رہے۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ والی عراق نے انکی جلالتِ قدر دیکھکر اپنے بیت المال پر انکو مقرر کرنا چاہا آپنے انکار کیا تو اوسنے کئی کوڑے مارے۔ پہر عہدہ قضا کا کام انسے لینا چاہا چونکہ عہدہٗ قضا ایک امر اہم ہے پہونک پہونک کے قدم رکہنا ہوتا ہے بات بات مین گناہ کا خوف لگا رہتا ہے اور جسکی نسبت آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے من جعل قاضیا فقد ذبح بغیر سکین۔ رواہ احمد وابوداؤد والترمذی۔ جناب امامؒ نے عہدہٗ قضا سے بھی انکار کیا۔ ابن ہبیرہ نے قسم کھائی کہ بغیر قبول کرائے مین ہرگز نہ چھوڑونگا آخر قیدخانے مین محبوس کیا اور ہر روز دس کوڑے لگانے کا حکم دیا ایک عشرہ گزر گیا کوڑون کی مار سے سر پھول گیا حالت تباہ ہوگئی۔ خواب مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن ہبیرہ کی تہدید کی اور لوگون نے اوس سے اونکی حالتِ زار بیان کرکے سفارش کی اوسنے کہا کہ مین نے قسم کھائی ہے اونہین سے پوچھو کہ میرے یمین کا مخرج کیا ہے۔ لوگون نے جو دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ ابن ہبیرہ اگر مجھسے مسجد کا کام بھی لینا چاہیے تو مین اوسکی خاطر سے ہرگز قبول نکرون۔ ہان مجکو اگر چھوڑدے تو مین اپنے احباب سے مشورہ لون کہ وہ کیا رائے دیتے ہین۔ ابن ہبیرہ نے غنیمت سمجھکر رہا کرنے کا حکم دیا۔ آپ کسی سواری پر سوار ہوکر چپ چاپ وہانسے بھاگے سنہ ۱۳۰ھ مین مکہ معظمہ پہونچے امام اوزاعی پہلے جناب امام سے بہت بدگمان تھے مکے مین دونو مین ملاقات ہوئی چند مسائل مین گفتگو آئی جناب امام نے جوابات شافی دیے۔ مسئلہ رفع یدین مین ان دونون اماموں مین

جو مناظرہ مکے مین ہوا وہ مشہور ہے اور مسند حصفکی مین باسنادہ مذکور ہے خیرات الحسان
مین علامہ ابن حجر مکی شافعی نے لکھا ہے کہ امام اوزاعی نے غیبت مین عبد اللہ بن مبارک
سے فرمایا کہ مجکو انکی کثرتِ علم اور وفورِ عقل پر غبطہ آتا ہے۔ مین خدا سے پناہ مانگتا ہون
اور استغفار کرتا ہون کہ پیشتر انکی نسبت میرا خیال محض غلط تھا انکے بارے مین جو کچھ
مجکو خبر پونہچی تھی مین نے انکو اوسکے خلاف پایا۔ جناب امام کئی برس تک مکہ معظمہ
مین مقیم رہے اکثر اوقات حرمِ محترم مین بیٹھکر لوگون کو فتوے دیا کرتے۔ علامہ عمر بن
عبد الوہاب عرضی شافعی نے فوائد المہمہ مین ابن مبارک کا یہ قول نقل کیا ہے
رأيت أبا حنيفة في المسجد الحرام يفتي اهل المشرق والمغرب الناس يومئذ الناس
جب خلافت عباسیہ کا زمانہ آیا اور ابو جعفر عبد اللہ منصور خلیفۂ وقت ہوا تو آپ پھر
کوفے مین پونہچے خلیفہ نے جب آپ سے بیعت طلب کی تو آپنے اوس سے یون بیعت کی
بايعتك الى قيام الساعة۔ اس جملے مین آپنے جو نکتہ رکھا تھا لوگون کا فہم وہان
تک نہ پونہچا خلیفہ تو خوش ہوا اور لوگ آپکو ملامت کرنے لگے کہ تم نے اسطرح کیون بیعت
کی۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ مین نے ساعت سے مراد کچھ قیامت نہین لی ہے بلکہ جس
ساعت مین کہ مین اوس مجلس مین خلیفہ کے سامنے کھڑا تھا وہی ساعت مراد لی ہے
اب مین خلیفہ کے حلقۂ بیعت مین داخل نہین۔ منصور خاندانِ عباسیہ سے تھا اور
حضرت ابنِ عباس حلف یمین کے ساتھ اتصال استثنا کے قائل نہ تھے۔ بلکہ وہ
ایک روز کے بعد ہی استثنا جائز رکھتے تھے۔ امام ابو حنیفہ اتصال کے قائل تھے ربیع
حاجب خلیفہ منصور جنابِ امام سے دشمنی رکھتا تھا خلیفہ کے ناخوش کرنے کو ایک دن
اوسنے کہا کہ اے امیر المومنین فلان مسئلۂ یمین مین یہ ابو حنیفہ حضور کے جد امجد عبد اللہ
ابنِ عباس کے مخالف ہین اونکی بات نہین مانتے جناب امامؒ کچھ اور ہی رنگ دیکھکر
بولے کہ اے امیر المؤمنین ربیع کی خواہش یہ ہے کہ آپکے ہاتھ پر بیعت کرنیوالونکی بیعت

قائم رہے۔ کہا کیون۔ آپنے فرمایا کہ یمین کے ساتھہ اگر اتصال استثنا لازم ہو تو لوگ
حضور کے آگے حلف کرینگے جب گھر پھر کر جائین گے انشاء اللہ وغیرہ کہہ کے استثنا
کر دینگے بیعت باطل ہو جائیگی خلیفہ ہنس پڑا اور ربیع سے کہا کہ تم انکے پیچھے نہ پڑو
منصور نے کئی دفعہ آپکے پاس انعام کے طور پر روپے بھیجے بعض دفعہ دس ہزار تک
کی بھی نوبت آئی مگر آپنے کبھی کچھہ قبول نفرمایا اور لطائف الحیل کے ساتھہ واپس کرتے
رہے اور برابر اپنے مال حلال پر جو تجارت وغیرہ کے ذریعے سے بہم پہونچتا اوسی
پر قناعت کرتے رہے۔ ایک دفعہ منصور اور اوسکی بی بی مین عدل کے باب مین کچھہ
جھگڑا پیش آیا امام ابو حنیفہ حکم قرار دیکر طلب کیے گئے اور وہ عورت پردے کی آڑ مین
بیٹھی۔ خلیفہ نے آپسے پوچھا کہ کتنی بیبیان مرد کے لیے حلال ہین آپنے فرمایا چار پھر
پوچھا لونڈیان آپنے فرمایا کہ اونکی کچھہ حد نہین۔ منصور نے کہا کہ آیا کسی کو جائز ہے کہ
اسکے خلاف کہے آپنے فرمایا کہ نہین۔ تب منصور نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تم سُنلو یہ کیا
کہتے ہین۔ پھر جناب امام نے فرمایا کہ اے امیر المومنین یہ حکم اہل عدل کے لیے ہے
ورنہ ایک ہی بی بی حلال ہے۔ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا
تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً الخ۔ ہم لوگون کو چاہیے کہ اللہ تعالے جل شانہ کے مواعظ پر عمل
کرین اور اوسکے حکم سے ذرہ برابر باہر نہون۔ منصور یہ سنکر دم بخود ہو گیا جب جناب
امام گھر واپس آئے تو منصور کی بی بی نے آپکی خدمت مین کچھہ تحفہ بھیجا۔ آپنے واپس
فرما دیا اور کہلا بھیجا کہ مین نے حسبۃً للہ وہ مسئلہ بیان کیا ہے کسی کے پاس خاطر سے
یا طلب دنیا کے خیال سے مین نے کچھہ نہین بیان کیا ہے کہ تمنے اوسکے بدلے مین
یہ تحفہ بھیجا ہے۔ اوس زمانے مین کوفے کے قاضی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رح
تھے۔ اونسے اور جناب امام سے اکثر اوقات مسائل مین اختلاف ہو جاتا تھا۔ بارہا
جناب امام نے اونکو الزام دیا تھا۔ جسکے سبب سے وہ جناب امام سے صاف نہ تھے

ایکدفعہ خلیفہ منصور کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا کہ اگر کوئی شخص کوئی کپڑا بیچے اور اوسمین کوئی عیب ہو تو بائع پر کیا لازم ہے - ابن ابی لیلی کا یہ مذہب تھا کہ جبتک بائع اوس عیب پر ہاتھ رکھکر بتا نہ دے بری نہین ہو سکتا - جناب امام اسکے خلاف تھے بہت دیر تک اسمین مناظرہ رہا آخر جناب امام نے فرمایا کہ اچھا یہ کہو کہ اگر بنی ہاشم مین سے کوئی عورت غلام بیچے اور اوسکے عضو خاص کے سر پر برص کی سفیدی ہو تو کیا یہ واجب ہے کہ وہ عورت اوسپر ہاتھ رکھ کے بتا دے - ابن ابی لیلی نے کہا کہ ہان خلیفہ ہاشمی نسب تھا سنکر بہت خفا ہوا اور قاضی صاحب کو بہت ملامت کی ایک دفعہ جناب امام راستے مین چلے جاتے تھے کچھ لوگ مزامیر بجا رہے تھے جب آپ قریب پونہچے وہ چپ ہو گئے آپنے فرمایا کہ ۲ احسنتم - یعنے یہ بات بہت اچھی کی ابن ابی لیلے نے اس قول کو سن لیا - اوسکے بعد جناب امام کسی مقدمے مین اونکے پاس شہادت کے لیے حاضر ہوئے اونہون نے اوسی کلمے کی وجہ سے آپکی شہادت رد کر دی آپنے پوچھا کہ مین نے وہ کلمہ کسوقت کہا تھا آیا بجا رہے تھے یا چپ ہو گئے تھے ابن ابی لیلی نے کہا کہ جب چپ ہو گئے تھے آپنے فرمایا سبحان اللہ جناب مین نے اونکے سکوت پر تحسین کی تھی نہ اونکی تغنی پر - ابن ابی لیلے رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر دستور تھا کہ مسجد مین بیٹھکر مقدمات فیصل کیا کرتے - ایک دفعہ مجلس قضا برخاست کر کے چلے آتے تھے راستے مین ایک مرد ایک مجنونہ عورت کو پیٹ رہا تھا اوس عورت نے اوسکو کہا یا ابن الزانیین - اوسکے ماں باپ دونون کو زانی بنایا - ابن ابی لیلی یہ سنکر مسجد مین لوٹ آئے اور اوس عورت کو بلوا کر اور مسجد مین کھڑا کر کے دو حدین جاری کین - جناب امام کو جب یہ خبر پونہچی تو آپنے فرمایا کہ اس مسئلے مین قاضی نے چھ خطائین کین - ایک یہ کہ مجنونہ پر حد جاری کی - دوسرے یہ کہ مسجد مین حد قائم کی حالانکہ آنحضرتؐ نے مسجد مین حدود قائم کرنے سے منع فرمایا ہے

تیسرے یہ کہ کھڑا کرکے اوسکو مارا حالانکہ عورت کو بٹھا کر حد مارنا چاہیے۔ چوتھے یہ کہ دو حدین قائم کین حالانکہ اگر کوئی کلمہ واحد سے چند لوگون کو تہمت لگائے تو ایک ہی حد قائم کرنا چاہیے۔ پانچوین یہ کہ اگر دو حدین جاری کرنی تھین تو علیحدہ علیحدہ جاری کی جاتین۔ کیونکہ جو کوئی دو حدون کا مستحق ہوا وسپر ایک حد قائم کرکے اوسکو چھوڑ دینا چاہیے بعد تندرست ہوجانے کے دوسری حد قائم کرنا چاہیے چھٹے یہ کہ بغیر مدعی کے قاضی نے حد جاری کردی۔ جب یہ خبر قاضی ابن ابی لیلے کو پونہچی تو خلیفہ سے شکایت کی کہ ابوحنیفہ میرے پیچھے پڑے ہوئے ہین۔ اور میرے فیصلون پر اعتراضات کیا کرتے ہین۔ خلیفہ کو بھی یہ امر برا معلوم ہوا اوسنے اسکے سبب سے یہانتک تشدد کیا کہ فتوے دینے سے بھی آپکو روک دیا۔ ۱۴۵ھ مین محمد اور ابراہیم پسران عبداللہ بن حسن مثنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے منصور پر چڑہائی کی۔ امام مالک وغیرہ نے جواز خروج کا فتویٰ دیا تھا امام ابوحنیفہ بھی درپردہ اونکے ساتھ تھے اور لوگون کو اون دونون کی اعانت کی ترغیب دیتے تھے وہوان بڑی لڑائی ہوئی مگر منصور ہی کو فتح نصیب ہوئی اون دونون بھائیون کو اور بہت سے اہلبیت کو اوسنے قتل کیا اور ایک جماعت علما کو جو اونکے ساتھ نکلی تھی بہت ایذا پونہچائی کسیکو مارا کسیکو قید کیا کسیکو قتل کیا۔ امام ابوحنیفہ چونکہ بظاہر اونکے ساتھ نہ تھے اسوجہ سے اوسوقت بچگئے۔ اتفاق سے ۱۴۸ھ مین قاضی ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ نے قضا کی۔ منصب قضا کے لیے اہل علم منتخب ہونے لگے۔ منصور نے بغداد کو آباد کرکے اوسکو دارالحکومت بنایا تھا۔ امام ابوحنیفہ اور مسعر بن کدام اور سفیان ثوری اور شریک۔ یہ چارون حضرات عہدہ قضا کے لیے تجویز ہوکر بغداد مین طلب کیے گئے۔ امام سفیان ثوری جب بغداد کے قریب پونہچے تو قضاے حاجت کے بہانے کچھ دور ٹل گئے ناگاہ ایک کشتی نظر آئی کچھ رو پیدا دیکہ

ملاح سے کہا کہ مجھے سوار کرلے اوسنے سوار کرلیا اور کشتی وہان سے روانہ ہوگئی جو لوگ
اونکی حفاظت کے لیے مقرر تھے جب اونہون نے اونکو نہ پایا تو خلیفہ کے خوف سے
وہ بھی چلدیے۔ مسعر رحمۃ اللہ علیہ نے دربار مین حاضر ہوکر اپنے آپکو مجنون ظاہر کیا۔
خلیفہ سے کہا کہ ذرا ہاتھ لاؤ مزاج کیسا ہے تمہارے لڑکے چارپائے کیسے ہین۔ منصور
نے کہا کہ اسکو نکالو یہ تو دیوانہ ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جو منصب قضا
اختیار کرنے کو کہا گیا تو آپنے انکار فرمایا اودہر سے بہت اصرار ہوا مگر آپ برابر انکار
ہی کرتے چلے گئے اور فرمایا کہ مین قضا کے قابل نہین مین رضا کی حالت مین تو اپنے
نفس پر قادر نہین پھر غضب کی حالت مین کیونکر قادر ہو سکتا ہون۔ خلیفہ نے کہا کہ تم جھوٹ
کہتے ہو جناب امام نے فرمایا کہ اگر مین جھوٹ کہتا ہون تو جھوٹے کو قاضی بنانا سزاوار
نہین اور اگر سچ کہتا ہون تو پھر کیون تکلیف دیجاتی ہے۔ ایسے شخص کو جو قضا کے
کام کا نہو اوسکو منصب قضا پر مامور کرنا کب روا ہے۔ جناب امام نے ایسی معقول
تقریر کی کہ خلیفہ بند ہوگیا اور کچھ اوس سے جواب نہو سکا۔ خلیفہ نے پھر شریک
سے کہا اونہون نے بھی انکار کرنا چاہا۔ خلیفہ نے کہا کہ دیکھو ایک تمہین رہگیے ہو
تم انکار نکرو۔ شریک نے کہا کہ اے امیر المومنین مجکو نسیان اور بلادت فہم کا عارضہ
ہے مین کسطرح قبول کرون۔ منصور نے کہا کہ تم لبان چبایا کرنا اور قبل اسکے کہ مجلس
قضا مین بیٹھنا فالودہ کھا لیا کرنا۔ غرضکہ شریک کا کوئی عذر مسموع نہوا آخر اونکو منصب
قضا اختیار کرنا پڑا۔ امام ابو حنیفہؒ سے خلیفہ ایک تو پہلے ہی سے بدگمان تھا دوسرے
اوسکی بات رد کردی اور اپنی تقریر معقول سے اوسکو ساکت کردیا وہ اوسنے سخت
برہم ہوگیا اور قید کرنے کا حکم دیا۔ آخر قید خانے مین محبوس ہوئے۔ دو ڈھائی برس
قید رہے اس اثنا مین منصور کی طرف سے کئی دفعہ حکم بجالانے کی تحریک کی گئی
مگر آپ برابر انکار ہی کرتے رہے جس سے اور بھی اوسکا رنج بڑھتا گیا اور حسد

نے نمک مرچ لگا کے اوسکی آگ اور بھی بھڑکا دی تب حکم دیا کہ ہر روز قید خانے سے
نکالکر سر بازار دس کوڑے لگائے جائین- اوس روز سے کھانے پینے مین سختیان
ہونے لگین ہر روز کوڑے پڑنے لگے ایک عشرہ یونہین گذر گیا- بدن کی کھال جابجا
سے اودھڑ گئی جسم مبارک سے خون بہنے لگا- اہل دنیا کے ہاتھون اکثر بزرگان دین
نے سختیان جھیلی ہین اذیتین اوٹھائی ہین- امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ خلق قرآنکی
بابت جب محبوس زندان ہوئے اور اوپر مار پڑتی تو امام ابو حنیفہؒ کا واقعہ یاد کرکے
اپنی مصیبت بھول جاتے اور اوپر رحم کھاتے- سبحان اللہ یہ لوگ ایسے ہی تھے کہ
دوسرے کے غم کو یاد کرکے اپنی مصیبت بھول جاتے تھے- بہرکیف حبس سجن و
ضرب اسواط (تازیانہ) کی وجہ سے جناب امام کی حالت تنگ تو ہو ہی رہی تھی اوسپر ستم یہ ہوا
کہ دشمنون نے زہر کا پیالہ بھی پلا دیا جب امام ابو حنیفہؒ نے اپنی حالت متغیر دیکھی تو سمجھے
کہ منصب قضا کے بدلے قضا سر پر ہے آپ سجدے مین گئے اور اوسی حالت مین
روح مبارک اعلی علیین کو پرواز کر گئی- سنہ ۸۰ھ مین آپکی ولادت ہوئی تھی اور سنہ ۱۵۰ھ
مین جس سال امام شافعیؒ پیدا ہوئے بقول مشہور رجب کے مہینے ستر برس کی عمر مین
قید خانہ بغداد مین انتقال فرمایا- انا للہ وانا الیہ راجعون- ہرچند قید خانے مین
مصیبتین اوٹھاتے تھے مگر کبھی ذکر الٰہی سے غافل نہوئے- قرآن برابر پڑھا کرتے
تھے- لوگون نے لکھا ہے کہ وہان سات ہزار ختم کرنے کا آپکو اتفاق ہوا- ذہبی کے
استاذ الاستاذ امام نووی شافعی نے تہذیب الاسماء مین لکھا ہے حفظ علیہ
انہ ختم القرآن فی الموضع الذی توفی فیہ سبعۃ الاف مرۃ- اس مضمون کو
امام شعرانی شافعی نے طبقات کبریٰ مین اور دیگر علما نے اپنی تصانیف مین لکھا ہے
اور بعضون نے جو سات ہزار کے بدلے ستر ہزار کہدیا ہے اوسکی نسبت امام ذہبی
نے تذہیب التہذیب مین لکھا ہے ہذہ الحکایۃ منکرۃ وفی رواتہا من لایعرف

بہرکیف جنابِ امام عالی مقام ظلماً محبوس و مسموم ہوکر واصل باللہ ہوئے جسکے سبب سے شہادت کا درجہ بھی آپکو نصیب ہوا۔ جب آپکی وفات کی خبر بغداد مین مشہور ہوئی تو لوگ آئے قید خانے سے لاش باہر نکالی حسن بن عمارہ نے جو اوسوقت بغداد کے قاضی اور آپکے شیخ بھی تھے غسل دیا۔ اور ابو رجا عبداللہ بن واقد ہروی نے پانی بہایا۔ تہذیب الکمال وغیرہ مین لکھا ہے کہ جناب امام کے پوتے شیخ اسمعیل نے اپنے باپ حماد سے روایت کی ہے کہ حسن بن عمارہ جب غسل دے چکے تو بولے رحمک اللہ وغفر لک لم تفطر منذ ثلاثین سنۃ ولم تتوسد یمینک باللیل منذ اربعین سنۃ جب غسل وکفن سے لوگ فارغ ہوئے تو بعد نماز ظہر آپکا جنازہ باہر نکالا گیا لوگون کا ایک ازدحام تھا حسن بن عمارہ نے باب الجسر مین نماز جنازہ پڑھائی۔ پچاس ہزار سے زیادہ مسلمان نماز مین شریک تھے لوگون کی اسقدر کثرت ہوتی جاتی تھی کہ چھہ بار اوس جنازے پر نماز پڑھی گئی۔ آخر مین جنابِ امام کے بیٹے حماد نے نماز پڑھی اور عصر کے بعد خیزران کے گورستان مین جو شہر بغداد سے پورب جانب مائل بشمال واقع تھا مدفون کیے گئے۔ بعد دفن کے خلیفہ منصور بھی قبر مبارک پر آیا اور نماز پڑھی ع مرنے کے بعد آئے ہین رونے مزار پر۔ خیرات الحسان مین لکھا ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے جنابِ امام کی قبر پر کچھہ ٹھہر کے یہ کہا کہ اللہ تعالےٰ آپ پر رحم کرے ابراہیم نخعی اور حماد بن ابی سلیمان آپکو اپنے عوض چھوڑ کر مرگئے تھے اور آپنے جو فوت کیا تو کسیکو روے زمین پر اپنا خلف نہ چھوڑا۔ اور حسن بن عمارہ نے آپکی قبر پر کہا کہ تم اگلے لوگون کی یادگار تھے مگر تمنے کسیکو اپنا یادگار نہ چھوڑا۔ اور جن لوگون کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ علم مین تمہارے خلف ٹھہرینگے وہ بجز توفیق خدا ورع و اتقا مین ممکن نہین کہ تمہارے جانشین قرار پائین۔ اور جب ابن جریج فقیہ مکہ کو آپکی وفات کی خبر پہونچی تو بعد استرجاع کہا ای علم ذھب۔ اور جب شعبہ نے سنا تو

کما طفئ عن الکوفۃ نور العلم اما انہم لا یرون مثلہ ابدا۔ یعنے کوفے سے نور علم بجھگیا۔ اب اوسکے مثل لوگ کبھی نہ دیکھینگے۔ اور عبد اللہ بن میسرہ سے مروی ہے کہ ابو الحسن مقاتل جو اپنے وقت کے امام اہل تفسیر تھے مین اونکے حلقے مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے بیان کیا آج مین نے صبحکو خواب دیکھا ہے کہ ایک مرد سفید کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے اُترا اور بغداد مین جو سب سے بڑا منارہ ہے اوسپر کھڑا ہو یہ ندا کرنے لگا ماذا فقد الناس۔ یہ سُنکے مقاتل نے کہا کہ اگر تمہارا خواب سچا ہے تو کوئی بڑا عالم دنیا سے مفقود ہو جائیگا۔ یکایک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کی خبر پہونچی بولے لو ابو حنیفہ نے انتقال کیا اور رونے لگے۔ فوائد المہمہ مین لکھا ہے کہ شیخ عبد الحمید سے مروی ہے کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹا اور کہا گیا کہ یہ ابو حنیفہ ہین۔ پھر دوسرا ستارہ ٹوٹا تو کہا گیا کہ یہ مسعر بن کدام ہین پھر تیسرا ٹوٹا تو کہا گیا کہ یہ سفیان ثوری ہین۔ چنانچہ پہلے امام ابو حنیفہ نے انتقال کیا پھر مسعر نے پھر امام سفیان ثوری نے۔ لواقح الانوار مین شعرانی نے لکھا ہے رؤی رضی اللہ عنہ بعد موتہ فقیل لہ ما فعل اللہ بک فقال غفر لی۔ یعنے کسی نے امام ابو حنیفہ کو بعد وفات خواب مین دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالے نے آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ ارشاد فرمایا کہ میری مغفرت کی۔ اور خیرات الحسان وغیرہ مین لکھا ہے کہ بعض ابدال نے امام محمد کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ اللہ تعالے نے آپکے ساتھ کیا کیا بولے کہ اودہر سے ارشاد ہوا کہ اگر مجھکو تجہیر عذاب کرنا ہوتا تو تیرے دلکو ظرف علم نہ بناتا۔ پھر امام ابو یوسف کا حال پوچھا کہا کہ وہ مجھسے ایک درجہ اوپر ہین۔ پھر امام ابو حنیفہ کا حال دریافت کیا کہا کہ وہ اعلے علیین مین ہین۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ابو یوسف سے وہ کئی طبقے اوپر ہین۔ اور خواجہ فرید الدین عطار قدس سرہ نے تذکرۃ الاولیا مین لکھا ہے کہ شیخ بو علی بن عثمان الجلالی گفت کہ بشام بودم بر سر خاک بلال مؤذن

رضی اللہ عنہ خفتہ بودم در خواب خود را در مکہ دیدم کہ پیغامبر علیہ السلام از باب بنی شیبہ
در آمد و پیرے را در بر گرفتہ چنانکہ اطفال را در بر گیرند بشفقتے تمام۔ من پیش دویدم و بر پایش
بوسہ دادم۔ و در عجب آن بودم کہ این پیر کیست۔ پیغامبر علیہ السلام بحکم معجزہ در باطن
من مشرف شد گفت این امام مسلمانان واہل دیار تست ابو حنیفہ اور روض الفائق
مین لکھا ہے عن بعض الصالحین قال رایت فی المنام کانی دخلت الجنۃ فرأیت فی
وسطها عمودا من نور ورأیت اربعۃ من الرجال یجرونہ باربع سلاسل من الجہات
الاربع وهو ثابت لا یتغیر من مکانہ فقلت باللہ العجب لو جر هٰؤلاء من جہۃ واحدۃ
فکان اسهل وسألت بعض الملائکۃ من ذلک فقال هٰذا العمود دین الاسلام
وهٰؤلاء الذین یجرونہ ائمۃ الاسلام الشافعی واحمد وابو حنیفۃ ومالک فقولهم
حق واختلافهم رحمۃ للمسلمین۔ یعنے بعض صالحین سے مروی ہے کہ مین خواب مین
جنت مین داخل ہوا اور اوسکے بیچ مین نور کا ایک ستون دیکھا جسکو چار مرد چار زنجیرون سے
ہر چہار طرف اپنی اپنی جانب کھینچ رہے ہین اور وہ اپنی جگہ سے ہلتا نہین اپنے مقام پر قائم
ہے مین نے کہا کہ اگر یہ لوگ ملکے ایک طرف کھینچین تو ٹھیک ہے اس واقعے کو بعض
ملائکہ سے دریافت کیا تو اونہون نے جواب دیا کہ یہ ستون دین اسلام ہے جسکو ائمہ اسلام
یعنے شافعیؒ واحمدؒ وابو حنیفہؒ ومالکؒ اپنی اپنی طرف کھینچ رہے ہین پس ہر ایک کا قول
حق ہے اور اونکے آپس کے اختلافات مسلمانونکے حق مین رحمت ہین۔ اور علامہ ابن حجر
مکی شافعی نے خیرات الحسان مین لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد گئے
اور اونکو کوئی سخت حاجت پیش آتی تو دو رکعت نماز پڑھتے اور تبرکاً امام ابو حنیفہؒ کے
روضۂ مبارک پر تشریف لاتے اور اللہ تعالے سے دعا کرتے بہت جلد اونکی حاجت
پوری ہوجاتی۔ اور بعض علمانے یہ بھی لکھا ہے کہ امام شافعیؒ کو جو آپکی قبر شریف کے
آس پاس نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو رفع یدین نہ کیا بسم اللہ کو بالجہر نہ پڑھا۔ اور نماز فجر

یعنی امام شافعی کا وہان ترکِ قنوت کرنا تو اکثر علمائے شافعیہ نے نقل کیا ہے قطب ربانی
امام شعرانی شافعی نے میزانِ کبریٰ مین اس ترکِ قنوت کو موافقتِ اجتہاد
پر محمول کرکے لکھا ہے ویکون ذلک من احدی الکرامات الجلیلۃ المعدودۃ
للامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ - یعنے امام شافعیؒ کو جو یہ واقعہ وہان
پیش آیا تو امام ابو حنیفہؒ کی کراماتِ جلیلہ مین سے یہ ایک کرامت تھی - اور نواب صدیق حسن
حسن خان مرحوم کے بڑے بیٹے مولوی سید نور الحسن خان نے رسالہ فیضِ رحمانی مین
حضرت پیر و مرشد جامعِ شریعتِ غرّا مجمعِ طریقتِ بیضا معدنِ ایقان مخزنِ عرفان
جناب مولانا فضل رحمٰن مجددی گنج مراد آبادی مدظلہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے
جسکی تصدیق مؤلف نے بھی حضرت کی زبانِ مبارک سے سُنی ہے کہ جو قرب امام اعظم
کو اللہ تعالے سے نظر آتا ہے کسی امام کو نہین اور امام بخاریؒ اور مسلمؒ اونکے رتبے
کو نہین پاتے الحاصل بلاشک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام الائمہ سراج الامۃ
اکمل اولیاء اللہ آیۃٌ من آیات اللہ مین اونکے مدارج اور مدارک کا پایہ بلند کچھ وہی
شخص سمجھ سکتا ہے جسکو علمِ ظاہر کے ساتھ کشفِ باطن کی بھی دولت نصیب ہے
بیچارے ظاہریہ اور مُلّایانِ خشک بجز مطاعن بیجا اور کیا جانین - ع قدر گوہر شاہ
داند یا بداند جوہری - پہلے جناب امام عالی مقام کی قبر مبارک سنت کے موافق کچی بنائی
گئی تھی نہ اوسپر قُبّہ تھا نہ عمارات تھے - رفتہ رفتہ جب اہلِ جہل کا شیوع ہوا لوگون کے
خیالات بدل گئے - تشئید قبور و رفع قباب کو باعثِ اظہارِ شوکتِ اسلام سمجھنے لگے
تو سنہ ۴۵۹ھ مین شرف الملک ابو سعد محمد بن منصور مستوفی خوارزمی نے جنابِ امام کی قبر
پر قُبّہ عظیمہ بنوایا اور اوسکے پہلو مین مدرسہ حنفیہ طیار کرایا - برابر آپکی قبر شریف موقر رہی
جب اسمٰعیل بادشاہ اور اوسکے احزاب شیعہ بغداد پر قابض ہوئے تو رافضیون نے
تعصب سے قبہ و مدرسہ منہدم کرکے اپنے دل کا غبار نکالا - وہان گھوڑے باندھے

کو ڈاکہ کٹ ڈالا۔ حضرت محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مزار شریف کے ساتھ بھی بے ادبیان کین آخر اسکا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ بہت جلد اون اشرار کا وہان سے استیصال ہوا۔ بغداد شریف رفّاض کے فتنہ و فساد سے پاک ہوا۔ سلطان سلیمان بن سلیم خان المتوفی ۹۷۴ھ نے سر نو سے دونون حضرات کے مزار پاک پر قبے بنوائے۔ رفیع الشان عمارتین طیار کرائین۔ مشہد امام کے آس پاس مسافر خانے بنوائے کتنے خدام نوکر رکھے۔ آجتک ہی عالم ہے لوگ برابر زیارت کو جاتے ہین اور بہار لوٹتے ہین

قبر الامام ابی حنیفة روضة	من جنة الخلد المنیرة ناضرة
فهنالنا بیع العلوم غزیرة	من تحته والمکرمات النادرة
وصلٰته من رب الانام سلامة	ما لاح نجم فی السماء الزاهرة

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین واحشرنا مع الذین انعمت علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین ۰

تمت

صفحہ ۶۸ سطر ۲ - اور امام بیہقی نے معرفة السنن والآثار مین روایت کی ہے اخبرنا ابو عبد الله بن فنجویه الدینوری قال حدثنا محمد بن حلف بن حیان قال حدثنا عبد الله بن محمد بن زیاد النیسابوری واحمد بن عبد الله بن سیف قالا سمعنا الربیع بن سلیمان یقول کان للشافعی فی کل شهر ستون ختمة وفی شهر رمضان ستون ختمة سوا ما یقرأ فی الصلاة - یعنے ربیع کا قول ہے کہ امام شافعی ہر مہینے مین ساٹھ ختم کیا کرتے تھے اور رمضان مین نماز کے اندر جو کچھ پڑھتے تھے اوسکے علاوہ ساٹھ ختم کرتے تھے۔ الحاصل حدیث مذکور یعنے ختم زبور اور نقول صحیحہ سے کماحقہ ثابت ہے کہ مؤلف معیار الحق نے جو جناب امام اعظم رحمة الله علیہ کے ختم قرآن پر جو شبہ کیا ہے وہ ہرگز صحیح نہین

اعلان اکثر اجزای رسالہ چھپ چکے تھے کہ بعض مضامین کے بڑھانے کا مجھے اتفاق ہوا۔ کچھ تو بیان اور کچھ تفصیل ہیچ صفحہ ۲ مین بطور غلطنامہ درج ہین طبع ثانی مین داخل رسالہ ہونگے - المشتہر خادم العلماء ابو الخیر محمد ظہیر احسن شوق نیموی

صحت نامہ رسالۂ اوثق العروۃ الجید فی اثبات التقلید

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	فاسئلوا	فسئلوا
//	۶	ابن	بن
۳	۱۸	غرہ	غرّہ
۶	۶	اوسی شاخ	اوسی درخت
۷	۱۶	ففرضہ	ففرضہ
۸	۷	گی	کیا گیا
۹	۴	للفقد	للمتفقہ
۱۰	۱۵	الماخرۃ	المتاخرۃ
//	۱۸	اندرستہ	اندرست
۱۱	۴	خالی	خارج
۱۳	۸	وہلان	دحلان
//	۱۶	تظاہر	تظاہیر
۱۴	۲	قویۃ	قویت
۱۶	۱۴	دہرم سماج	برہمو سماج
۲۲	۹	مساجد	مساجد خصوصاً عیدگاہ
//	۱۴	کی	کا
۲۴	۱۱	کذب	کذب فی الحدیث
//	۱۶	ہمکو	تمکو
۲۶	۱۳	مقلدین	غیر مقلدین
۳۱	۲۰	خوبیاں	خوبیان بیان
۳۴	۱۶	کاشف	کاشف اور تذہیب
۴۴	حاشیہ	طحادی	طحاوی
//	//	لاباس یہ	لاباس بہ
۴۵	۲۱	صحابہ	صحابی
۴۹	۱۶	بردار	+
۵۰	۶	یوسف	ابو یوسف
//	۸	مسعر بہیس	شریک بہنس
۵۴	//	اوسی	اوس
//	۱۲	مخلصی	مخلص
۵۷	۱۳	خلاصہ تہذیب	خلاصہ تذہیب
۵۸	۸	کاف	کان
۶۱	۸	شیر	شبیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۶	۸	تین	+
//	۱۰	تحرف	تحرق
۶۸	۱۴	الکمال	الاکمال
۶۹	۳	ویقول	یقول
۷۰	۵	یصطفیہ	یصطفیہ
۷۰	۱۵	بن عبد القادر	عبد القادر
۷۲	۹	رو	جواب
۷۳	۱۲	مالکی۔امامیہ	سُنی شیعہ
۷۴	۱۶	کا	کی
۷۷	۱۸	طالبیمی	طیالسی
۷۸	۳	ابوحنیفہ	ابوحنیفہ نے
//	۱۸	دوسرا	دوسری
۸۰	۱۳	کی	کی ہے
//	۱۸	کہا ہے	کہی ہے
//	۲۱	"	"
۸۱	۱۶	تھا	تھی
۸۲	۱۸	تیسرا	تیسری
۸۳	۱۹	خلاصہ تہذیب	خلاصہ تذہیب
۸۵	۲۱	نہو	ہو
۸۷	۲۰	ابوذرعہ	ابو زرعہ
۸۹	۱۰	اسواسطے	اسی واسطے
۹۰	۱۷	اور	اون لوگون کو کہ
۹۱	۱۰	ابن ہمام	فتح القدیر
//	۷	سنہ ۱۸۶ھ	سنہ ۱۶۲ھ
۹۳	۱۹	چوتھا	چوتھی
//	۱۹	پانچوان	پانچوین
۹۶	۹۶	چھٹا	چھٹی
۹۷	۷	کا	کی
//	۸	ہوتا	ہوتی
//	۱۲	مناقتہ	مناقشہ
۹۹	۱۶	کا کام بھی لینا چاہیے	کے دروازے کھلوائے
۱۰۰	۱۸	حاجب خلیفہ منصور	جو منصور کا چوبدار تھا
۱۰۳	۹	سنہ ۱۳۱ھ	سنہ ۱۴۵ھ
۱۰۴	۶	اسرار	اصرار
۹۳	۴	یعنی	یعنی ابوحنیفہ نے

اعلان۔ ضروری اغلاط کی تصحیح کر دی گئی ہے اعراب نقاط کی غلطیاں ناظرین پر اعتماد کرکے طوالت کے خیال سے چھوڑ دی گئیں۔

اشتہار کتب مؤلف

اوثقۃ الجید

ائمۂ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی تقلید اور امام اعظم رح کی سوانح عمری مین یہ رسالہ نہایت ہی محققانہ لکھا گیا ہے۔ تہذیب الکمال امری
اور تذہیب التہذیب امام ذہبی اور تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر ایسی کتابین جو ہندوستان کیا عرب مین بھی کمیاب
ہین اُنسے مدد لیکئی ہے سند مین جا بجا اُن نایاب کتابون کی عبارتین مع ترجمہ درج کی گئی ہین شائقین ضرور ملاحظہ فرماوین قیمت ۴ر

مقالہ کاملہ

یہ رسالہ مولوی محمد علی صاحب ساکن قصبۂ مئو کے رسالہ الاجوبۃ الفاخرۃ الفاضلہ کے جواب مین لکھا گیا ہے اسمین علاوہ اور مباحث
کے یا رسول اللہ وغیرہ کہنے کی تحقیق نہایت عمدہ طور پر کی گئی ہے قیمت فی جلد ۴ر۰

تذییل

یہ رسالہ مقالہ کاملہ کے ساتھ چھپا ہے اسمین بزرگان دین کی قدمبوسی و دستبوسی کا استحباب کتب احادیث و فقہ سے کما حقہ ثابت کیا گیا ہے

وسیلۃ العقبےٰ

مرضیٰ اور موتیٰ کے حالات مین یہ رسالہ قابل دید تالیف ہوا ہے سماع اموات کی بحث نہایت تحقیق کے ساتھ کی گئی ہے شائقین
منتظر رہین انشاء اللہ تعالی عنقریب چھپکر نظر افروز ہوتا ہے۔

ازاحۃ الاغلاط

غلط الفاظ کی تحقیق مین یہ رسالہ بحوالہ کتب و اشعار اساتذہ نہایت جانفشانی سے لکھا ہے جن حضرات کو غلطی سے بچنا ہو ضرور اسکی خریداری کرین
قیمت فی جلد ۸ر

سرمۂ تحقیق

یہ رسالہ اسم بامسمےٰ ہے جسکی دھوم سارے ہندوستان مین مچی ہوئی ہے اسمین معرکۃ الآرا الفاظ کی چھان بین کی گئی ہے قیمت فی جلد ۱۵ر

نعت عظمیٰ

یہ متبرک قصیدہ کمال احتیاط کے ساتھ نعت شریف مین لکھا گیا ہے اسکا لطف دیکھنے پر موقوف ہے اسکے حاشیہ پر اسکی شرح موسوم بہ
حل القصیدہ بھی درج ہے جس مین قصیدے کے اکثر نکات بیان ہوئے ہین قیمت مع محصول ۱ر

نغمۂ راز

یہ پُر درد مثنوی اردو مین نہایت پاکیزہ خیال کے پیرایہ مین نظم ہوئی ہے ملک کی قدردانی سے پھر دوبارہ چھپی ہے۔ نظر ثانی مین
بہت کچھ ترمیم ہوئی ہے سونے مین سہاگا یہ کہ اسکے ساتھ درد جدائی صبح وصال شام فراق یہ لاجواب نظمین جو راقم ہی کی تصنیفات
سے ہین ملحق کر دی گئین ہین مجموعہ کی قیمت فی جلد ۴ر

اصلاح

یہ رسالہ اردو شعرا اور انشا پردازون کے حق مین حکم اکسیر رکھتا ہے اسمین متروکات قدیمہ و جدیدہ وغیرہ کا بیان ہے قیمت فی جلد ۲ر۰

یادگار وطن

اس تذکرۂ جدیدہ مین مؤلف کی سوانح عمری اور نیمی او رحضرات نیمی کے حالات درج ہین اسمین جا بجا ایسے فوائد عجیبہ و مباحث غریبہ
لکھے گئے ہین کہ بیان سے باہر ہین جو حضرات زباندانی کے باب مین ہمیشہ میری جدید تالیفات کے مشتاق رہتے ہین
وہ منتظر رہین انشاء اللہ تعالی بہت جلد چھپکر نظر افروز ہوتا ہے۔

المشتہر

خادم العلما ابو الخیر محمد ظہیر احسن شوق متوطن موضع نیمی تھانہ فتوحہ ضلع عظیم آباد و حال مقامی ٹیپہ شاہ کی املی